خصوصی اشاعت

مضامینِ میلاد

مرتب

غلام مصطفیٰ نقشبندی مسعودی



مکتبہ نعیمیہ دہلی ۶

الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ

خصوصی اشاعت

مضامینِ میلاد

مرتب

غلام مصطفیٰ نقشبندی مسعودی

ناشر

مکتبہ نعیمیہ

۴۲۳، مٹیا محل، جامع مسجد، دہلی ۶

باهتمام

المُعِین اکیڈمی

نام کتاب ——— مضامینِ میلاد

مرتبہ ——— غلام مصطفٰے نقشبندی مسعودی

ناشر ——— مکتبہ نعیمیہ جامع مسجد دہلی

ضخامت ——— ۱۲۸ صفحات

تعداد ——— گیارہ سو

اشاعتِ اول ——— ۱۹۹۸ء

قیمت ——— ۲۷/-

ملنے کا پتہ

مکتبہ جامِ نور ۴۲۲ مٹیا محل جامع مسجد، دہلی ۶

فاروقیہ بک ڈپو ۴۲۲ مٹیا محل جامع مسجد، دہلی ۶

رضوی کتاب گھر ۴۲۳ مٹیا محل جامع مسجد، دہلی ۶

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فہرست مضامین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ

"پیش نظر کتاب "مضامین میلاد" ایک درجن سے زائد عید میلاد النبی کے موضوع پر بیش قیمتی تحقیقی مقالات کا بہترین علمی مجموعہ ہے۔ اس کتاب کے استفادہ سے یقیناً اہل علم مستفید ہونگے۔ علوم عصریہ سے وابستہ سنجیدہ افکار کے حامل حضرات بھی اسکے مطالعہ سے نہ صرف محظوظ ہونگے بلکہ اپنے مبلغ علم میں خاطر خواہ اضافہ محسوس کریں گے۔ یہ مجموعہ خطیب اور مقررین حضرات کیلئے بھی انتہائی مفید ہے۔

ہندو پاک میں کتب احادیث کے مشہور و معروف اردو مترجم حضرت علامہ عبد الحکیم خاں اختر شاہجہاں پوری مجددی مظہری کے صاحبزادے برادرم غلام مصطفٰے نقشبندی مجددی نے اسے مرتب کرکے مرکزی مجلس امام اعظم لاہور سے ۱۴۱۴ھ/۱۹۹۴ء میں شائع کیا تھا۔ مضامین کی اہمیت اور اسکی عصری ضرورت کے پیش نظر موصوف کے شکریہ کے ساتھ المعین اکیڈمی اور مکتبہ نعیمیہ دہلی کے تعاون سے اسے ہندوستان میں احباب علم کے فرمائش پر شائع کرکے شائقین علم کے خدمت میں پیش کیا جارہا ہے۔

امید ہے کہ احباب اہلسنت بفضل تعالیٰ اور بفیضان رسول اکرم اسکی پذیرائی میں خصوصی دلچسپی کا مظاہرہ کریں گے۔ اللہ کریم اہلسنت کو اس سے مستفیض فرمائے آمین بجاہ سید المرسلین۔

نوشاد عالم چشتی ڈائریکٹر المعین اکیڈمی

الصلوٰۃ والسلام علیک یا حبیب اللہ

ماہ و سال — ایک نظر میں

محمد مصری خان — ضیا سیالوی

۲۰ اپریل ۵۷۱ء	۱۲ ربیع الاول ۱ میلادی	ـــ واقعہ فیل کے ۵۵ روز بعد موسم بہار میں بروز سوموار آپؐ کی ولادت مبارک ہوئی۔
۲۷ اپریل ۵۷۱ء	۱۹ ربیع الاول ۱ میلادی	ـــ دادا نے عقیقہ میں ایک دنبہ ذبح کیا، اور ساتھ ہی حضرت حلیمہ سعدیہؓ کے سپرد کر دیے گئے۔
۵۷۳ء	۳ میلادی	ـــ شق صدر
۵۷۵ء	۴ میلادی	ـــ بنو سعد سے واپسی اور آغوش مادر میں۔
۵۷۶ء	۶ میلادی	ـــ ابواء کے مقام پر حضرت آمنہؓ (والدہ رسول اللہ) کا انتقال ہو گیا۔ اس وقت آپؐ کی عمر تیس سال تھی جب کہ رسول اللہ کی عمر چھ سال تھی۔ آپ وہیں دفن ہوئیں۔
۵۷۸ء	۸ میلادی	ـــ آپؐ کے دادا حضرت عبدالمطلب کا انتقال ہوا۔ اس وقت آپؐ کی عمر ۸ سال ۲ ماہ اور ۱۰ دن تھی۔
۵۸۲ء	۱۳ میلادی	ـــ بارہ سال کی عمر میں آپؐ نے اپنے چچا ابو طالب کے ہمراہ شام کی طرف پہلا سفر کیا۔ بصریٰ کے گرجا میں راہب بحیرا سے ملاقات ہوئی جس نے آپؐ کے نبی ہونے کی پیش گوئی کی۔
۵۸۶ء	۱۵ میلادی	ـــ آپؐ نے حرب فجار میں پہلی بار شرکت کی۔ یہ جنگ قبائل کنانہ، عجز اور ہوازن کے درمیان برپا ہوئی تھی۔
۵۸۷ء	۱۶ میلادی	ـــ حرب فجار میں دوسری بار شرکت کی جو قریش اور کنانہ اور بنو نضر بن معاویہ کے درمیان تھی۔
		ـــ حرب فجار میں چوتھی بار شرکت کی جو قریش اور تمام قبائل کنانہ اور ہوازن کے درمیان برپا ہوئی تھی۔
۵۹۰ء	۱۶ میلادی	ـــ معاہدہ حلف الفضول جو ابن جدعان کے مکان پر بنو ہاشم، زہرہ اور تیم کے درمیان ہوا۔
۲ اپریل ۵۹۵ء	۲۳ میلادی	ـــ ۲۵ سال کی عمر میں آپؐ نے بحیثیت تاجر حضرت خدیجہؓ کا مال تجارت لے کر شام کی طرف دوسرا سفر کیا۔ اس سفر میں

		حضرت خدیجہؓ کا غلام میسرہ آپ کے ہمراہ تھا۔
جون ۵۹۵ء	۲۶ میلادی	— سفر شام سے واپسی کے ۲ ماہ بعد آپؐ نے حضرت خدیجہؓ سے نکاح کیا۔ اس وقت عمر مبارک ۲۵ سال ۲ ماہ اور ۱۰ دن تھی۔
۶۰۰ء	۳۳ میلادی	— غیبی اسرار کے ظہور کا آغاز بعمر ۳۳ سال۔
۶۰۳ء	۳۵ میلادی	— خانہ کعبہ کی دوبارہ تعمیر اور حجر اسود کی تنصیب کا واقع۔
۹ اگست ۶۱۰ء	ابعثت	— بعثت بعمر ۴۰ سال ۶ ماہ اور ۸ یوم بروز سوموار بعثت کے روز ہی فجر و عصر کی دو، دو رکعتیں نماز فرض ہوئی آپؐ نے سب سے پہلے حضرت خدیجہؓ کے ہمراہ شام کی نماز پڑھی۔
۷ اگست ۶۱۰ء	۱۸ رمضان ۱ نبوی	— قرآن کریم کے نزول کا آغاز ہوا۔ یہ جمعہ کی رات تھی۔
	۱ تا ۳ نبوی	— خفیہ طور پر دار ارقم میں دعوت اسلام کا دور رہا۔
	۳ نبوی	— اعلانیہ تبلیغ کا آغاز ہوا اور آپؐ نے پہلا خطاب عام فرمایا۔
	۳ تا ۵ نبوی	— مخالفت کا پہلا دور اور ہلکا تشدد۔
	۵ تا ۷ نبوی	— مخالفت کا دوسرا دور اور شدید تشدد۔
۶۱۵ء	رجب ۵ نبوی	— حبشہ کی طرف پہلی ہجرت۔ اس قافلہ میں ۱۲ مرد اور ۴ عورتیں تھیں۔
		— حبشہ کی طرف دوسری ہجرت جس میں ۸۳ مرد اور ۱۸ عورتیں شامل تھیں۔
۶۱۶ء	۶ نبوی	— سید الشہداء حضرت امیر حمزہؓ اور حضرت عمرؓ نے اسلام قبول کر لیا۔ اسی روز خانہ کعبہ میں مسلمانوں نے نماز با جماعت پڑھی۔
۶۱۷ء	یکم محرم ۷ نبوی۔	— معاشرتی مقاطعہ بروز منگل
۶۱۷ء	۱۰ نبوی	— مقاطعہ اور نظر بندی کا خاتمہ ہوا۔
۶۲۰ء	رمضان ۱۰ نبوی	عام الحزن حضرت ابو طالب کی وفات کے تین دن بعد حضرت خدیجہؓ بھی فوت ہو گئیں۔ انہیں بمقام حجون دفن کیا گیا۔ اس وقت تک جنازوں پر نماز کا حکم نازل نہ ہوا تھا۔

الصلوٰۃ والسلام علیک یا نور اللہ

۶۲۰ء	۲۷ شوال ۱۰ نبوی	— آپؐ نے اپنے غلام زید بن حارثہؓ کے ہمراہ طائف کا سفر کیا۔ جہاں سے ہی قبائل عرب کو دعوت اسلام کا آغاز ہوا۔
۶۲۱ء	۲۷ رجب ۱۰ نبوی	— واقعہ معراج ہجرت سے ایک سال قبل بروز سوموار اسی رات روزانہ کی پانچوں نمازیں فرض ہوئیں۔
۶۲۱ء	ذوالحجہ ۱۱ نبوی	— قبیلہ خزرج کے کچھ لوگوں کا مکہ آکر اسلام قبول کرنا۔ اس جگہ مسجد عقبہ ہے۔
۶۲۱ء	۱۱ نبوی	— حضرت مصعب بن عمیرؓ کو تبلیغ دین کے لئے مدینہ روانہ کیا گیا۔
۶۲۱ء	۱۲ نبوی	— بیعت عقبۃ الکبریٰ
		— ام المومنین حضرت سودہؓ سے آپؐ کا نکاح ہوا۔
۶۲۲ء	۲۷ صفر	— مکہ سے مدینہ کی طرف روانگی
	۱۳ نبوی	— غار ثور سے روانگی
	یکم ربیع الاول	— قبا میں داخلہ اور تعمیر مسجد قبا۔
۲۸ جون ۶۲۲ء	۱۲ ربیع الاول ۱ھ	— مدینہ میں داخلہ بروز سوموار
		— مدینہ میں پہلی نماز جمعہ محلہ بنی سالم میں ہوئی۔
۵ جولائی ۶۲۲ء	۱۹ ربیع الاول ۱ھ	— تعمیر مسجد نبویؐ
		— مدینہ کا نام یثرب بدل کر مدینۃ النبیؐ رکھا گیا۔
اگست ۶۲۲ء	ربیع الثانی ۱ھ	— فرض نماز میں اضافہ
		— اذان کی ابتداء ہوئی۔
		— مہاجرین و انصار میں مواخات۔
فروری ۶۲۳ء	شوال ۱ھ	— میثاق مدینہ۔
		— آپؐ کے حرم میں حضرت عائشہؓ کی تشریف آوری۔
مارچ ۶۲۳ء	ذیقعدہ ۱ھ	— ہجرت کے ساتویں ماہ کے شروع میں نظام دفاع بر سر عمل ہوا۔
اپریل ۶۲۳ء	ذوالحج ۱ھ	— عبداللہ بن سلام (سابق یہودی) اور ابو قیس صرمہ بن ابی انس (سابق عیسائی راہب) کا قبول اسلام۔
مئی ۶۲۳ء	۱۲ صفر ۲ھ	— ہجرت کے ایک سال ۲ ماہ اور ۱۰ دن بعد فرمان جہاد ہوا۔

الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ

جون ۶۲۳ء	صفر ۲ھ	ــــ غزوہ ودان (ابوا)
جولائی ۶۲۳ء	ربیع الاول ۲ھ	غزوہ بواط۔ اس میں مہاجرین کی تعداد دو سو تھی۔ غزوہ سفوان ـ کرز بن جابر فہری کی تلاش میں۔
اکتوبر ۶۲۳ء	جمادی الثانی ۲ھ	غزوہ عشیرہ
نومبر ۶۲۳ء	رجب ۲ھ	سریہ عبداللہ بن حجش اسدی
دسمبر ۶۲۳ء	۱۵ شعبان ۲ھ	بیت المقدس سے کعبہ کی طرف تحویل قبلہ کا حکم بوقت نماز ظہر، ہجرت کے سولہ ماہ بعد۔
جنوری ۶۲۴ء	یکم رمضان ۲ھ	ماہ رمضان کے فرض روزوں کا حکم۔
جنوری ۶۲۴ء		فریضہ زکوٰۃ کا حکم۔
جنوری ۶۲۴ء	۱۷ رمضان ۲ھ	غزوہ بدر۔
جنوری ۶۲۴ء		حضرت رقیہؓ بنت رسول اللہ کا انتقال عین بدر کے بعد۔
جنوری ۶۲۴ء		ازدواج حضرت علیؓ اور حضرت فاطمہؓ ۔
جنوری ۶۲۴ء		غزوہ بنی سلیم بدر کے سات دن بعد
فروری ۶۲۴ء	یکم شوال ۲ھ	عیدالفطر کی نماز با جماعت ہوئی اور صدقہ فطر کا حکم ہوا۔
فروری ۶۲۴ء	شوال ۲ھ	غزوہ بنی قینقاع
فروری ۶۲۴ء	شوال ۲ھ	حضرت زینبؓ اور حضرت زیدؓ کی شادی
اپریل ۶۲۴ء	ذی الحجہ ۲ھ	غزوہ سویق
اپریل ۶۲۴ء	ذی الحجہ ۲ھ	غزوہ غطفان۔ اسلامی لشکر کی تعداد ۴۲۵ تھی۔
جون ۶۲۴ء	ربیع الاول ۳ھ	ام کلثومؓ بنت رسول اللہ کی شادی حضرت عثمان سے آپؐ کا نکاح حضرت حفصہ بنت حضرت عمرؓ سے
ستمبر ۶۲۴ء	جمادی الثانی ۳ھ	سریہ زید بن حارثہ
جنوری ۶۲۵ء	۱۵ شوال ۳ھ	غزوہ احد اسلامی لشکر کی تعداد ۷۰۰ تھی۔ سود خوری کے ترک کے لئے ابتدائی نصیحت۔ یتامیٰ کے بارے میں احکام۔ وراثت کے مفصل قانون کا اجراء۔ قانون ازدواج اور مشرک عورتوں سے نکاح کی ممانعت۔ آپؐ کا نکاح حضرت زینب بنت خزیمہ ام المساکین سے

الصلوٰۃ والسلام علیک یا حبیب اللہ

مئی ۶۲۵ء	صفر ۴ھ	رجیع کا طلایہ گرد دستہ کی روانگی۔
		سریہ بر معونہ
		ام المومنین حضرت زینبؓ بنت خزیمہؓ کا انتقال
جون ۶۲۵ء	ربیع الاول ۴ھ	غزوہ بنی نضیر۔ اسی کے دوران حرمت شراب کا قطعی قانون نافذ ہوا۔
		غزوہ ذات الرقاع۔ اس میں صلوٰۃ خوف پڑھی گئی تھی۔
		آپؐ نے حضرت ام سلمہؓ سے عقد فرمایا۔
جون ۶۲۶ء	صفر ۵ھ	آپؐ کا حضرت زینبؓ بنت جحش سے عقد۔
جولائی ۶۲۶ء	ربیع الاول ۵ھ	غزوہ دومۃ الجندل
دسمبر ۶۲۶ء	شعبان ۵ھ	غزوہ بنی المصطلق ۔ اسی سفر کے دوران تیمم کا حکم نازل ہوا۔
دسمبر ۶۲۶ء	شعبان ۵ھ	آپؐ کا ازدواج حضرت جویریہؓ کے ساتھ ۔
دسمبر ۶۲۶ء	شعبان ۵ھ	زنا، قذف اور لعان کے فوجداری قوانین کا نفاذ نیز پردے کے تفصیلی احکام (واقعہ افک کے بعد)
فروری ۶۲۷ء	شوال ۵ھ	غزوہ خندق
اپریل ۶۲۷ء	ذیقعدہ ۵ھ	غزوہ بنی قریضہ
مئی ۶۲۷ء	۲۰ محرم ۶ھ	سریہ قرطا اور ثمامہ بن اثال حنفی کا قبول اسلام۔
جون ۶۲۷ء	ربیع الاول ۶ھ	غزوہ بنی لحیان اس میں اسلامی لشکر کی تعداد ۲۰۰ تھی
جولائی ۶۲۷ء	ربیع الاول ۶ھ	غزوہ ذی قرد یا یا غزوہ غابہ
جولائی ۶۲۷ء	ربیع اللاول ۶ھ	سریہ غمر یا سریہ کاشہ بن محصن اسدی۔
اگست ۶۲۷ء	ربیع الثانی ۶ھ	محمد بن مسلمہ انصاریؓ کا مقام ذوالقصہ کی طرف مارچ۔
اگست ۶۲۷ء	ربیع الثانی ۶ھ	سریہ زید بن حارثہؓ بنو سلیم پر لشکر کشی۔
ستمبر ۶۲۷ء	جمادی الاول ۶ھ	سریہ زید بن حارثہؓ کفار کے تجارتی قافلے کے خلاف۔
اکتوبر ۶۲۷ء	جمادی الثانی ۶ھ	سریہ زید بن حارثہؓ جذامی قبیلہ کے خلاف۔
نومبر ۶۲۷ء	شعبان ۶ھ	دومۃ الجندل کی طرف حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کے لشکر کی روانگی۔
نومبر ۶۲۷ء	شعبان ۶ھ	حضرت علیؓ ابن ابی طالب کے لشکر کی بنو سعد بن بکر کی طرف روانگی۔

الصلوۃ والسلام علیک یا نبی اللہ

دسمبر ۶۲۷ء	رمضان ۶ھ	حضرت زید بن حارثہؓ کی ام قرفہ کی طرف لشکر کشی۔
دسمبر ۶۲۷ء	رمضان ۶ھ	عبداللہ بن عتیکؓ کی لشکر کشی، سلام بن ابی حقیق یہودی کو قتل کرنے کے لئے۔
جنوری ۶۲۸ء	شوال ۶ھ	عبداللہ بن رواحہؓ کی اسیر بن رزام کی طرف لشکر کشی۔
جنوری ۶۲۸ء	شوال ۶ھ	کرز بن جابر فہریؓ کی لشکر کشی۔
فروری ۶۲۸ء	کیم ذیقعدہ ۶ھ	آپؐ کی عمرہ کی نیت سے روانگی۔
فروری ۶۲۸ء	کیم ذیقعدہ ۶ھ	بیعت رضوان
فروری ۶۲۸ء	کیم ذیقعدہ ۶ھ	معاہدہ حدیبیہ۔
مئی ۶۲۸ء	کیم محرم ۷ھ	آپؐ کی طرف سے سلاطین و امراء عالم کی طرف تبلیغی دعوت نامے۔
مئی ۶۲۸ء	کیم محرم ۷ھ	آپؐ کا نکاح حضرت صفیہؓ سے۔
مئی ۶۲۸ء	کیم محرم ۷ھ	آپؐ نے فریضہ عمرہ ادا فرمایا۔ عمرہ قضاء
مئی ۶۲۸ء	کیم محرم ۷ھ	اصحمہ نجاشی کا قبول اسلام۔
اگست ۶۲۸ء	جمادی الاول ۷ھ	غزوہ خیبر
اگست ۶۲۸ء	جمادی الاول ۷ھ	آپؐ کا نکاح حضرت ام حبیبہؓ سے۔
ستمبر ۶۲۸ء	جمادی الثانی ۷ھ	غزوہ وادی القریٰ
		سردی و بارش کے موسم میں فوجی دستوں کی روانگی
فروری ۶۲۹ء	ذیقعدہ ۷ھ	عمرہ قضاء
فروری ۶۲۹ء	ذیقعدہ ۷ھ	آپؐ کا نکاح حضرت میمونہؓ سے
		نکاح و طلاق کے تفصیلی قوانین کا نفاذ
اپریل ۶۲۹ء	ذی الحجہ ۷ھ	سریہ اخرم۔ پچاس مجاہدین کا دستہ بنو سلیم کے خلاف
جون ۶۲۹ء	صفر ۸ھ	سریہ غالب بن عالب بن عبداللہ لیثیؓ
جولائی ۶۲۹ء	ربیع الاول ۸ھ	سریہ حضرت شجاع بن وہب اسلامیؓ
		سریہ کعب بن عمیر غفاریؓ
اگست ۶۲۹ء	ربیع الثانی ۸ھ	حضرت عمرو بن العاصؓ اور حضرت خالد بن ولیدؓ کا قبول اسلام۔
ستمبر ۶۲۹ء	جمادی الاول ۸ھ	سریہ موتہ روم کے خلاف

الصلوٰۃ والسلام علیک یا نور اللہ

ستمبر ۶۲۹ء	جمادی الاول ۸ھ	آپ ؐ کا نکاح حضرت ماریہ قبطیہ سے
اکتوبر ۶۲۹ء	جمادی الثانی ۸ھ	سریہ ذات السلاسل
نومبر ۶۲۹ء	رجب ۸ھ	سریہ ابو عبیدہ بن الجراحؓ
نومبر ۶۲۹ء	رجب ۸ھ	مشرکین مکہ کی طرف سے معاہدہ حدیبیہ کی خلاف ورزی
جنوری ۶۳۰ء	رمضان ۸ھ	فتح مکہ
جنوری ۶۳۰ء	۲۵ر مضان ۸ھ	عزیٰ پر حضرت خالد بن ولیدؓ کی فوج کشی
جنوری ۶۳۰ء	۲۵ر مضان ۸ھ	سعد بن زید اشہلی کی منات پر فوج کشی
جنوری ۶۳۰ء	۲۵ر مضان ۸ھ	حضرت عمرو بن عاصیؓ کی سواع کی طرف فوج کشی
جنوری ۶۳۰ء	شوال ۸ھ	حضرت خالد بن ولیدؓ کی جذیمہ پر فوج کشی
یکم فروری ۶۳۰ء	۱۰ شوال ۸ھ	غزوہ حنین
یکم فروری ۶۳۰ء	۱۰ شوال ۸ھ	سریہ اوطاس (ہوازن)
یکم فروری ۶۳۰ء	۱۰ شوال ۸ھ	حضرت طفیل بن عمرو دوسی کی ذوالکفین کی طرف فوج کشی
یکم فروری ۶۳۰ء	۱۰ شوال ۸ھ	غزوہ طائف
یکم فروری ۶۳۰ء	۱۰ شوال ۸ھ	حضرت قیس بن سعد کی صداء پر فوج کشی
مارچ ۶۳۰ء	ذیقعدہ ۸ھ	جعرانہ میں تقسیم غنائم کے بعد عمرہ جعرانہ
مارچ ۶۳۰ء	ذیقعدہ ۸ھ	سود کے قطعی انسداد کا قانون
مارچ ۶۳۰ء	ذیقعدہ ۸ھ	حضرت زینبؓ زوجہ حضورؐ کا انتقال
مارچ ۶۳۰ء	ذیقعدہ ۸ھ	حضرت ابراہیم فرزند حضورؐ کا انتقال
اپریل ۶۳۰ء	محرم ۹ھ	تنظیم زکوٰۃ، محصلین صدقہ کا اولین تقرر
اپریل ۶۳۰ء	محرم ۹ھ	عینیہ بن حصن فزاری کی تمیم کی طرف فوج کشی
اپریل ۶۳۰ء	محرم ۹ھ	ولید بن عقبہؓ کی بنی مصطلق پر فوج کشی
مئی ۶۳۰ء	صفر ۹ھ	حضرت قطبہ بن عامرؓ کی خثعم پر فوج کشی
جون ۶۳۰ء	ربیع الاول ۹ھ	حضرت ضحاک بن سفیانؓ کی بنو کلاب پر یلغار
جولائی ۶۳۰ء	ربیع الثانی ۹ھ	علقمہ بن مجزز مدلجی کی حبشہ پر فوج کشی
جولائی ۶۳۰ء	ربیع الثانی ۹ھ	حضرت علیؓ کی قلس پر فوج کشی
ستمبر ۶۳۰ء	رجب ۹ھ	غزوہ تبوک یا غزوہ عسرت
ستمبر ۶۳۰ء	رجب ۹ھ	حضرت خالد بن ولیدؓ کو اکیدر کی طرف بھیجنا
		جزیہ کا حکم بزمانہ تبوک

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

		مقام قبا کی مسجد ضرار کا انہدام تبوک سے واپسی پر
جنوری ۶۳۱ء	ذیقعدہ ۹ھ	سرخیل منافقین عبداللہ بن ابی کی موت اور ایک ہزار منافقین کا قبول اسلام۔
مارچ ۶۳۱ء	ذی الحجہ ۹ھ	فرضیت حج اور حضرت ابو بکر صدیق کو امیر حج مقرر کیا گیا
جون ۶۳۱ء	ربیع الاول ۱۰ھ	حضرت خالد بن ولیدؓ کی بنو حارث بن کعب پر بمقام نجران فوج کشی
جون ۶۳۱ء	ربیع الاول ۱۰ھ	وفات حضرت ابراہیم بن آنحضرت صرف سولہ مہینے کی عمر میں۔
جون ۶۳۱ء	ربیع الثانی ۱۰ھ	اعلان برات بذریعہ حضرت علیؓ
دسمبر ۶۳۱ء	رمضان ۱۰ھ	حضرت علیؓ کی یمن کو روانگی
دسمبر ۶۳۱ء	رمضان ۱۰ھ	آپؐ کا آخری رمضان میں ۳۰ روزہ اعتکاف
دسمبر ۶۳۱ء	رمضان ۱۰ھ	آپؐ سے مسلمہ کذاب کی مراسلت
۵ مارچ ۶۳۲ء	۵ ذی الحجہ ۱۰ھ	طویٰ سے مکہ کو روانگی نماز صبح کے بعد
۵ مارچ ۶۳۲ء	۵ ذی الحجہ ۱۰ھ	مسجد حرام میں داخلہ بوقت ضحیٰ
۸ مارچ ۶۳۲ء	۸ ذی الحجہ ۱۰ھ	مکہ سے باہر قیام
۸ مارچ ۶۳۲ء	۸ ذی الحجہ ۱۰ھ	منیٰ کو روانگی بروز جمعرات بوقت ضحیٰ
۹ مارچ ۶۳۲ء	۹ ذی الحجہ ۱۰ھ	منیٰ سے عرفہ کو روانگی بروز جمعہ طلوع آفتاب کے بعد۔
۹ مارچ ۶۳۲ء	۹ ذی الحجہ ۱۰ھ	خطبہ حج (عرفہ) بعد ظہر و عصر اسی میں قرآن حکیم کی آخر آیتیں نازل ہوئیں۔
۹ مارچ ۶۳۲ء	۹ ذی الحجہ ۱۰ھ	عرفہ سے مزدلفہ کی جانب روانگی بعد غروب آفتاب۔
۱۰ مارچ ۶۳۲ء	۱۰ ذی الحجہ ۱۰ھ	مزدلفہ سے مشعر حرام بروز ہفتہ نماز صبح کے بعد
۱۰ مارچ ۶۳۲ء	۱۰ ذی الحجہ ۱۰ھ	شعر حرام سے منیٰ کو روانگی قبل طلوع آفتاب
۱۰ مارچ ۶۳۲ء	۱۰ ذی الحجہ ۱۰ھ	رمی حجاز بعد طلوع آفتاب تا بہ ضحیٰ
۱۰ مارچ ۶۳۲ء	۱۰ ذی الحجہ ۱۰ھ	خطبہ منیٰ (یوم النحر) بوقت ضحیٰ
۱۰ مارچ ۶۳۲ء	۱۰ ذی الحجہ ۱۰ھ	قربانی بعد خطبہ
۱۰ مارچ ۶۳۲ء	۱۰ ذی الحجہ ۱۰ھ	منیٰ سے مکہ کو روانگی
۱۰ مارچ ۶۳۲ء	۱۰ ذی الحجہ ۱۰ھ	مکہ سے منیٰ کو واپسی آخر یوم ... ، عصر ۲۴:

الصلوٰۃ والسلام علیک یا حبیب اللہ

تذکارِ ولادت اور قرآن

—— خلیل احمد نوری

''قصص الانبیاء'' قرآن کریم کا ایک مستقل موضوع ہے۔ احقاق حق اور ابطال باطل کے لئے قرآن حکیم نے جو سائنس اور منطقی استدلات پیش کئے ہیں' انبیاء اور رسل کے واقعات زندگی کا بیان بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔ چونکہ نبی کا اسوہ' اس کی سیرت کا ہر پہلو اور کتاب زندگی کا ایک ایک ورق اللہ تعالیٰ کی توحید کا واضح اعلان اور خیر و شر کے درمیان فرقان و امتیاز کا درجہ رکھتا ہے اس لئے نبی کی زندگی اس سلسلے کی سب سے بڑی حجت قرار پاتی ہے۔

قصص انبیاء پر طائرانہ سی نظر ڈالی جائے تو یہ حقیقت بڑی عیاں دکھائی دیتی ہے کہ قرآن کریم صرف ان ہی واقعات و حکایات کو زیر بحث نہیں لاتا' جو انبیاء کرام کی تبلیغی سرگرمیوں اور منصبی ذمہ داریوں سے متعلق ہیں بلکہ ان افضل الخلق بندوں کی تخلیق' ولادت کے متعلق بشارات' ولادت' بچپن اور لڑکپن کے واقعات کو بھی موضوع بحث بناتا ہے۔ اس کا صاف مطلب یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک انبیاء کی حیات کا ہر زمانہ بلا استثناء اول تا آخر برہان و حجت اور آیت الٰہیہ ہے۔ چنانچہ حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق کے ضمن میں بتایا گیا ہے کہ کس طرح پہلے ملائکہ کے سامنے آپ کی تخلیق کا مسئلہ پیش کیا گیا اور سوال و جواب ہوئے۔ اس مٹی کا ذکر ہے جس میں آپ کا خمیر تیار ہوا۔ نفخ روح' تعلیم اسماء'

سجود ملائکہ اور ابلیس کے انکار اور آسمانوں سے اخراج کا ذکر ہے۔ قرآن نے بتایا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ولادت کو روکنے کے لئے نبی اسرائیل کے نومولود بیٹوں کو فرعون قتل کراتا رہا مگر اس کی خواہش کے علی الرغم آپ کی ولادت ہوئی' وحی الہٰی کے مطابق والدہ نے نومولود کو سمندر میں بہا دیا۔ آپ فرعون کے پاس پہنچ گئے۔ بہن ساتھ ساتھ چلتی گئیں اور رضاعت کے لئے کس اہتمام سے آپ کی والدہ کا انتخاب ہوا اور آپ نے ایوان فرعون میں پرورش پاکر بچپن' لڑکپن اور جوانی کی منازل کو طے کیا۔

اسی طرح قرآن مجید نے حضرت مریم علیہ السلام کی والدہ کے زمانہ حمل کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ انہوں نے پیدا ہونے والے بچے کو اللہ کی راہ میں پیش کرنے کی نذر مانی تھی اور جب مذکر کے بجائے مونث (مریم علیہ السلام) کی ولادت ہوئی تو اللہ تعالیٰ کے حضور میں عذر خواہی پیش کرتے ہوئے کہا" فتقبل منی" اسے ہی میری طرف سے قبول فرمالے' پھر نومولود بچی کا نام رکھنے' ان کی پرورش و کفالت کے لئے احبار بنی اسرائیل کے درمیان کی قرعہ اندازی اور بچپن میں ہی حضرت مریم علیہ السلام کے پاس قدرتی پھلوں کی آمد کا ذکر بھی بڑے حسین پیرائے میں ہوا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت کے بیان پر نظر ڈالیں تو قرآن بتاتا ہے کہ ان کی والدہ اپنے حجرہ اعتکاف میں تھیں کہ جبرائیل نوجوان انسان کی شکل میں آئے' وہ ڈریں' اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگی' سوال و جواب ہوئے اور جبرئیل نے بچے کی بشارت دی اور پھونک مارنے سے وہ حاملہ ہو گئیں۔ پھر جب وضع حمل کا وقت ہوا تو عجیب و غریب خوارق کا ظہور ہوا' حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اس آب و گیتی میں قدم رکھا اور پنگھوڑے میں ہی اپنی نبوت اور والدہ کی پاکبازی کا اعلان کیا۔ اس طرح حضرت اسماعیل' حضرت اسحاق و یعقوب اور حضرت یحییٰ علیہم السلام کی ولادت کی بشارتیں بھی قرآن نے پیش کی ہیں۔

قرآن کریم کے اس انداز بیاں سے یہ بات اظہر من الشمس ہو جاتی ہے کہ انبیاء و رسل علیہم السلام کی زندگی کے متذکرہ پہلوؤں کو ہدایت اور رہنمائی کی اس آخری کتاب

ـسائل نہ کیا جاتا تو نصیحت و موعظت کا ایک اہم اور کثیر حصہ بیان ہونے سے رہ جاتا ــــــ پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ امام الانبیاء و المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم جن کی حیات اس دنیا میں سب سے بڑی برہان و حجت ہو اور جس نے اپنی پہلی دعوت عام میں بھی اپنی عمر گذشتہ کو توحید الہٰی کی سب سے بڑی دلیل قرار دے کر فرمایا ہو **فقد لبثت فیکم عمرا من قبلہ(۱)** اس صاحب لولاک کی تخلیق، بشارت، ولادت، تشریف آوری، بچپن اور لڑکپن کے حالات سے لوگوں کو باخبر رکھنے کے لئے قرآن مجید نے کوئی اہتمام نہ کیا ہو ــــ ؟ ــــ حقیقت یہ ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے شمائل مبارکہ اور سیرت طیبہ کے ہر جزو کو قرآنی اوراق میں تلاش کیا جاسکتا ہے ــــ یہ الگ بات ہے کہ سیرت و سوانح کے بیان میں بھی آپ کی شان امتیازی کو قائم رکھا گیا ہے۔ یعنی جس طرح آپ سے تخاطب کے وقت قرآن حکیم کا انداز یکسر بدل جاتا ہے اور ذاتی اسم پاک کے بجائے القاب و اوصاف کے ساتھ آپ کو مخاطب کیا جاتا ہے۔ اسی طرح آپ کی سیرت کے وقائع کو کبھی "گفتہ آید در حدیث دیگراں" کے مصداق، کبھی ضمائر کے پردے میں اور کبھی استعارے اور کنائے کی زبان میں قرآن نے اپنے سینے میں محفوظ کیا ہے تاکہ فصاحت و بلاغت کے ذریعے تعظیم و تکریم کا پہلو بھی نمایاں ہو اور محبوب و محب کے درمیان گفتگو کا حسن اور تلذذ بھی قائم رہے۔ سچ ہے الکنایہ ابلغ من التصریح۔

قدرے طویل تمہید کے بعد آیئے دیکھتے ہیں کہ محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے مضامین ولادت کو کس انداز میں قرآن مجید کی زینت بنایا گیا ہے۔

تخلیق نور

موضوعات میلاد مصطفیٰ کے سلسلے میں سب سے پہلے جو مضمون افق خیال پر نمودار ہوتا ہے وہ خلقت محمدی ہے۔ یعنی عالم اجسام میں تشریف آوری سے قبل آپ کی روح مقدس عالم ارواح میں تخلیق ہو چکی تھی۔ سورہ البقرہ کی مشہور آیت میثاق (۲) سے ثابت ہے کہ عالم ارواح میں اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام علیہم السلام سے اس بات کا عہد لیا کہ وہ حضور خاتم النبین

صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر ایمان لائیں گے اور ان کی نصرت و اعانت پر کمربستہ رہیں گے۔ اس آیت کا مقتضا یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم جو روح الارواح اور اصل کائنات ہیں‘ کی روح پاک بطریق اولیٰ عالم ارواح میں تخلیق ہو چکی تھی۔

مزید بر آں سورہ الاعراف (۳) میں بیان کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام ارواح کو حضرت آدم علیہ السلام کی پشت انور سے نکال کر اپنی ربوبیت کا اقرار لیا اور فرمایا "الست بربکم" کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں۔ سب نے جواب دیا "بلی شھدنا" کیوں نہیں‘ ہم اقرار کرتے ہیں۔ جب بنی آدم کی تمام ارواح سے سوال و جواب نص قرآنی سے ثابت ہے تو باعث کون و مکاں صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی روح مبارک کا تخلیق کیا جانا اور بطن آمنہ میں تشریف آوری سے قبل آپ کے وجود مسعود کا مخلوق ہونا از خود واضح ہو گیا۔

اول الخلق

رہی یہ بات کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خلقت تمام مخلوق سے پہلے ہوئی اور باقی ارواح کی تخلیق آپ کے توسل و تصدق سے ہوئی تو اس کی طرف بھی کئی قرآنی آیات میں واضح طور پر اشارات پائے جاتے ہیں۔ مثلاً اللہ تعالیٰ کا ارشاد مبارک ہے۔

وما ارسلنک الا رحمۃللعالمین(۴)

اور ہم نے تمہیں نہیں بھیجا مگر رحمت سارے جہانوں کے لئے

یہ آیت کریمہ بلاریب اس بات کی دلیل ہے کہ جان کائنات حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو سب سے پہلے پیدا کیا گیا کیونکہ آپ کائنات کے ہر فرد کے لئے رحمت کا سبب ہیں۔ جس طرح الحمدللہ رب العالمین میں اللہ تعالیٰ کی ربوبیت عالمین کے ہر فرد کو محیط ہے‘ اسی طرح اس آیت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت پاک کا دائرہ بھی بلا استثناء عالمین کے ہر فرد کے لئے ہے ـــــــ اور یہ بھی بالکل واضح ہے کہ جس طرح ہر فرد عالم اپنی بقا اور ارتقا کے لئے رحمت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا محتاج ہے‘ اسی طرح اپنی ایجاد میں بھی آپ کی

رحمت کا محتاج ہے اور محتاج الیہ کا وجود محتاج سے پہلے ہوا کرتا ہے لہٰذا نور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عالمین کے ہر فرد سے پہلے پیدا کیا جا چکا تھا۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات پاک کے اول الخلق ہونے پر مندرجہ ذیل آیت کریمہ سے بھی استدلال کیا گیا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ آپ فرمادیں۔

انا اول المسلمین (۵) (میں سب سے پہلا مسلم ہوں)

ایک اور آیت کی رو سے عالم کا ہر ذرہ طوعا" یا کرھا" اللہ تعالیٰ کے سامنے سر تسلیم خم کئے ہوئے ہے۔ اس اعتبار سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان مبارک کہ میں پہلا مسلم ہوں تبھی صادق ہو سکتا ہے۔ جب آپ کو خلقت میں بھی تمام عالم پر اولیت اور تقدم حاصل ہو۔

سورہ الحدید میں ارشاد ربانی ہے۔ **ھوالاول والاخر والظاھر والباطن** (٦) (اول بھی وہی ہے' آخر بھی وہی ہے اور ظاہر و باطن بھی وہی ہے) حضرت شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمتہ نے مدارج النبوۃ کے خطبے میں لکھا ہے کہ یہ آیت حمد الٰہی بھی ہے اور نعت مصطفےٰ بھی ہے۔ یعنی جس طرح ذات باری تعالیٰ بحیثیت واجب الوجود سب سے اول ہے' اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی خلقت میں دیگر مخلوق سے اولیت حاصل ہے۔

سورہ احزاب میں ارشاد ہوا ہے۔ **واذ اخذنا من النبیین میثاقھم ومنک ومن نوح وابراھیم وموسی وعیسی ابن مریم** (۷) اس آیت میں حضرات نوح' ابراہیم' موسیٰ اور عیسیٰ علیہم السلام کے ذکر پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذکر رفیع کو اولیت اور فوقیت دی گئی ہے۔ حالانکہ عالم اجسام میں آپ کی آمد مذکورہ انبیاء کرام کے بعد ہوئی۔ یہ ترتیب اس طرف اشارہ کرتی ہے کہ اگرچہ جمیع انبیاء کی بعثت آپ سے قبل ہوئی' لیکن درحقیقت عالم ارواح میں آپ کا وجود اقدس مخلوق ہو چکا تھا۔

مفسر شہیر حضرت اسمٰعیل حقی علیہ الرحمتہ سورہ النساء کی آیت مبارکہ ھو الذی خلقکم من نفس واحدہ کی تفسیر میں بیان فرماتے ہیں کہ جس طرح آدم علیہ السلام کے نفس واحدہ سے تمام انسانوں کو پیدا کیا گیا۔ لکنا لا رواح خلقت من روح واحد وھو روح محمد صلی اللہ علیہ وسلم فکان ھو ابا الا رواح کما کان ادم ابا البشر (۸) (اسی طرح تمام ارواح کو بھی ایک روح سے پیدا کیا گیا اور وہ روح محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے' جس طرح حضرت آدم تمام انسانوں کے باپ ہیں' اسی طرح محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک بھی تمام ارواح کے لئے مرتبہ باپ میں ہے۔)

بشارات ولادت

صفحات قرآنی اس بات کو بھی عیاں کرتے ہیں کہ حضور سید اولین و آخرین صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی آمد سے قبل چار دانگ عالم میں آپ کی تشریف آوری کے نکے بجائے گئے تھے۔ نچانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعا کی کہ الٰہی آخرالزماں نبی کو میری ذریت میں پیدا فرما۔ ربنا وابعث فیھم رسولا (۹) (اے پروردگار میری اولاد میں اس رسول کو مبعوث فرما)

دعائے ابراہیمی میں جس رسول کی بعثت کا ذکر ہوا ہے' اس سے صرف اور صرف نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہیں۔ حضرت امام فخرالدین رازی فرماتے ہیں۔

اما ان الرسل ھو محمد صلی اللہ علیہ وسلم فیدل علیہ وجوہ' احدھما اجماع المفسرین وھو حجتہ (۱۰) یعنی اس مقام پر رسول سے مراد حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہیں۔ اس پر کئی وجوہ دلالت کرتی ہیں جن میں سے ایک یہ ہے کہ اس امر پر تمام مفسرین کا اتفاق موجود ہے اور یہ بہت بڑی حجت ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل سے مخاطب ہو کر فرمایا میں تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں اپنے سے پہلی کتاب توریت کی تصدیق کرتا ہوا اور ان رسول کی بشارت سناتا ہوا جو میرے بعد تشریف لائیں گے۔ ان کا نام احمد ہے۔

طبری نے عرباض بن ساریہ اسلمی سے روایت کرتے ہوئے لکھا ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دعائے ابراہیمی کے بارے میں استفسار کیا گیا تو آپ نے فرمایا سوف انبئکم بتاویل ذالک انا دعوۃ ابراہیم وبشارۃ عیسی قومہ ورویا امی (۱۱) یعنی میں ابھی اس کی وضاحت کرتا ہوں، میں ابراہیم علیہ السلام کی دعا، عیسیٰ علیہ السلام کی اپنی قوم کو بشارت اور اپنی والدہ کے خواب کا نتیجہ ہوں۔

انبیاء سابقین نے نہ صرف آپ کی آمد کے تذکرے کو اپنی تبلیغ کا مرکزی مضمون بنائے رکھا بلکہ ان پر نازل ہونے والی کتب بھی میں اس عنوان کو جلی حروف سے نقش فرمادیا گیا قرآن حکیم میں ہے۔

الذی یجدونہ مکتوبا عندھم فی التوراۃ والانجیل (۱۲) (یہ نبی امی وہ ہیں) جنہیں وہ اپنے پاس تورات اور انجیل میں لکھا ہوا پائیں گے۔ ایک اور مقام پر (۱۳) صحابہ کرام کے اوصاف کے تذکرے کے بعد بیان ہوا ہے کہ ان کے یہ اوصاف تورات اور انجیل میں بھی موجود ہیں۔ جب صحابہ کا تذکرہ زینت تورات و انجیل ہے تو مرکز کائنات صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے تذکار کو ان مقدس کتب کے اوراق میں کیوں نہ بیان کیا جاتا۔

طہارت حسب و نسب

محققین علماء کرام کے نزدیک یہ امر مسلم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے تمام اجداد و آباء کرام کو کفر و شرک اور فعل حرام کی نجاستوں سے پاکیزہ رکھا۔ سورہ البلد میں ارشاد ہوا ہے۔

ووالد وما ولد (۱۴) (یعنی قسم ہے جننے والے کی اور جس کو اس نے جنا)

یہاں "والد" کا اطلاق حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے لے کر حضرت آدم علیہ السلام تک ان تمام اشخاص پر کیا جا سکتا ہے جن کی صلب میں آپ کا نور مبارک متمکن رہا۔ یہ قسم اجداد مصطفیٰ کی طہارت و پاکیزگی پر بہت بڑی شہادت ہے اور آپ کے حسب و نسب کی

عظمت کا بہت بڑا ثبوت ہے۔

حوالہ قرآن سے اس سلسلے کی دوسری شہادت اس آیت مبارکہ کی ہے۔

الذی یراک حین تقوم و تقلبک فی الساجدین(۱۵)(وہ اللہ وہ ہے جو آپ کو دیکھتا ہے جب آپ کھڑے ہوتے ہیں اور سجدہ کرنے والوں میں گردش فرماتے ہیں)

بقول مفسرین اس آیت میں "ساجدین" سے مراد آپ کے آباء و اجداد ہیں اور "تقلب" (گردش کرنا) سے مراد آپ کا پاکیزہ پشتوں سے پاکیزہ ارحام کی طرف منتقل ہونا ہے۔ راس المفسرین حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ، صاحب جمل، حضرت علامہ حلوی، رازی، علامہ آلوسی، عبدالرحمٰن جوزی، امام سیوطی، قاضی ثناء اللہ پانی پتی، صدر الا فاضل مولانا نعیم الدین مراد آبادی اور جسٹس پیر محمد کرم شاہ الازہری جیسے عظیم المرتبت مفسرین نے اسی مفہوم کی تائید کی ہے۔ فتح القدیر میں قاضی شوکانی نے بھی لکھا ہے۔

یراک فی الموحدین من نبی الی نبی حتیٰ اخرجک فی ھذہ الامتہ (۱۶) یعنی اللہ تعالیٰ آپ کو توحید پرستوں میں ایک نبی سے دوسرے نبی کی طرف منتقل ہوتا دیکھتا رہا یہاں تک کہ آپ کو اس امت میں مبعوث فرمایا۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خاندانی عظمت پر ایک اور دلیل سورۃ توبہ کی آخری آیات میں بھی موجود ہے۔ آپ کی آمد کا اعلان فرماتے ہوئے فرمایا "لقد جاءکم رسول من انفسکم" (۱۷) (یقیناً تمہارے پاس تمہیں میں سے عظیم رسول تشریف لے آئے) ایک قرات کے مطابق "انفسکم" کی فاء کو فتح کے ساتھ بھی پڑھا گیا ہے۔ اس صورت میں معنی یہ ہوا کہ تمہارے پاس نفیس ترین رسول تشریف لے آئے۔ تفسیر روح البیان میں ہے۔

وقریٰ من انفسکم بفتح الفاء ای من اشرفکم وافضلکم من النفاستہ (۱۸) (انفسکم کی فاکو فتح کے ساتھ بھی پڑھایا گیا ہے یعنی (تمہارے پاس) تم میں سے شرف و عزت میں اعلیٰ اور نفاست میں تم سے افضل (تشریف لے آئے)

ایمان والدین کریمین

حضور رحمتہ للعالمین صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے والدین کریمین کے صاحب ایمان ہونے پر علماء امت کا اجماع ہے۔ اوپر کے عنوان میں بیان کی گئی آیات کا بھی یہی مقتضا ہے۔ خصوصاً حضرت علامہ محمود احمد آلوسی علیہ الرحمتہ کا یہ قول بہت توجہ کے قابل ہے۔ انہوں نے "و تقلبک فی الساجدین" کی تفسیر کے ضمن میں لکھا ہے۔ واستدل بالا یتہ علی ایمان ابو یہ صلی اللہ علیہ وسلم کماذھب الیہ کثیر من اجلۃ اھل السنۃ ـــــــــ وانا اخشی ا لکفر علی من یقول فیما علی رغم انف علی القاری واضرابہ (۱۹)

سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کی دنیامیں تشریف آوری

حضور رحمتہ للعالمین صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی عالم ارواح سے عالم اجسام میں منتقلی یا بالفاظ دیگر ولادت باسعادت کو بھی قرآن نے رمزو اشارے کی زبان میں بیان کیا ہے۔ دیگر مخلوق کی پیدائش اور ایجاد کے لئے قرآن میں خلق، بدع، اور ولد کے کلمات استعمال ہوئے ہیں، مگر حضور پر نور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی تشریف آوری کے لئے عام طور پر تین الفاظ کا استعمال ہوا ہے۔ جاء۔ ارسل۔ بعث۔

سورۃ توبہ میں فرمایا لقد جاء کم رسول (۲۰) (تمہارے پاس عظیم المرتبت رسول آگئے) ایک جگہ فرمایا قد جاء کم برھان من ربکم (۲۱) (تمہارے پاس تمہارے پروردگار کی دلیل آگئی) سورۃ آل عمران میں فرمایا لقد من اللہ علی المومنین از بعث فیھم رسولا (۲۲) (یقیناً اللہ نے مومنوں پر احسان کیا کہ ان میں رسول بھیجا) جن آیات میں "مجیئت" کے ساتھ آپ کی آمد کا اعلان ہوا ہے وہاں مفہوم بالکل واضح ہے کہ یہ لفظ "تشریف آوری" کے مفہوم کو ادا کر رہا ہے۔ جب کہ بعثت کا معنی یہ ہے

"اس لفظ کے بنیادی معنی ہیں جو چیز آزادانہ نقل و حرکت کی راہ میں حائل ہو' اسے راہ سے ہٹا دینا" (۲۳)

اس معنی کے اعتبار سے بعثت رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا مفہوم یہ متعین ہو گا کہ آپ کی تشریف آوری میں نظم کائنات کی جو فطری رکاوٹیں حائل تھیں دور کر دی گئیں اور اسباب خلق و ولادت کے جو مراحل درپیش تھے' مکمل فرما کر آپ کو دنیا میں بھیج دیا اور عالم ارواح کی قیود سے نکال کر عالم اجساد میں لا بسایا۔

جن آیات میں "ارسل" سے آپ کی ولادت باسعادت مستفاد ہوتی ہے ان کے درست مفہوم کو سمجھنے کے لئے یہ کلیہ ذہن نشین کرنا ضروری ہے کہ تمام انبیاء و رسل کو روز ولادت سے بھی قبل عالم ارواح میں منصب نبوت سے بہرہ ور کر دیا جاتا ہے۔ چنانچہ سورۃ البقرہ کی آیت میثاق کے علاوہ کئی اور آیات اس مدعا کی حقانیت کو ثابت کر رہی ہیں۔ مثلاً حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بیٹے کی خوشخبری دیتے ہوئے بتایا گیا ہے۔ وبشرناہ باسحق نبیا من الصالحین (۲۴) (اور ہم نے ان کو اسحق کی بشارت دی جو نبی نیکو کاروں سے ہیں) حضرت زکریا علیہ السلام کو بھی بیٹے کی ولادت کی خوشخبری یہ کہہ کر دی گئی۔ ان اللہ یبشرک بیحیی ـــــ نبیا من الصالحین (۲۵) (بے شک اللہ تمہیں یحییٰ کی خوشخبری دیتا ہے ـــــ جو نبی نیکو کاروں سے ہوں گے) حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی ولادت کے دن ہی اعلان فرما دیا تھا۔ اتانی الکتاب و جعلنی نبیا (۲۶) (اللہ) نے مجھے کتاب دی ہے اور مجھے نبی بنایا ہے۔

ان آیات سے یہ بات روز روشن سے بھی زیادہ واضح ہو گئی کہ انبیاء و رسل کے "ارسال" کو اعلان نبوت سے مقید کرنا نظم قرآن کے خلاف ہے۔ لہٰذا جہاں بھی "ارسل" کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بھیجے جانے کا ذکر ہوا ہے' اس سے آپ کی دنیا میں تشریف آوری یا ولادت باسعادت مراد لینا ہی زیادہ موزوں اور مناسب ہے۔

ہاں' اگر یہی اصرار ہو کہ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی ولادت کا تذکرہ "خلق" یا

"ولد" جیسے مروج کلمات سے ہی ثابت کیا جائے تو اس کی شہادتیں بھی موجود ہیں۔ "ولد" کے الفاظ سامنے رکھئے اور سورۃ البلد کی آیت "ووالد وما ولد" پر غور کیجئے کہ مفسرین کے مطابق "وما ولد" سے مراد ذات نبوی ہے جیسا کہ گذشتہ اوراق میں اس کا ذکر کیا جا چکا ہے۔ اسی طرح سورۃ الرحمٰن میں فرمایا گیا۔

الرحمن علم القران o خلق الانسان علمہ البیان (۲۷)

(رحمٰن نے اپنے محبوب کو قرآن سکھایا' انسانیت کی جان محمد کو پیدا کیا)۔۔۔۔ یہ ترجمہ حضرت مولانا احمد رضا خاں بریلوی کا ہے جو مفسرین کے اقوال کے موافق ہے۔ خازن' بغوی' آلوسی' صاوی اور رازی علیہم الرحمتہ نے اس جگہ "الانسان" سے مراد سید الانس والجن حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی ذات والا صفات ہے۔ شوکانی نے بھی لکھا ہے۔

قال ابن کیسان المراد بالانسان ھمنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم (۲۸)

کیسان نے کہا ہے کہ یہاں انسان سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

وقت ولادت باسعادت

قرآن مجید کی بعض آیات کے صنائع وبدائع پر غور کیا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کے وقت کو بھی اس آخری کتاب میں بیان کر دیا گیا ہے' فرمایا: والضحی والیل اذا سجی (۲۹)۔ سیرت الحلبیہ میں ہے وقد اقسم اللہ بلیلۃ مولدہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فی قولہ والضحی والیل اذا سجی (۳۰)۔ (اللہ تعالٰی نے اس مقام پر حضور کی شب ولادت کی قسم اٹھائی ہے)

اس طرح ہم دیکھتے ہیں کہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی ولادت کے تذکرے کو مختلف مضامین و عنوانات کے ساتھ قرآن مجید نے بیان کیا ہے اور میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی موضوع کو بھی آخری الہامی کتاب میں نظر انداز نہیں کیا گیا۔

حضورِ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے چند فضائل

شکیل احمد

اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک آنے والے تمام انبیاء کرام کو کسی نہ کسی وصف میں خصوصیت دی۔ اور اُن کو ان کے حالات کے مطابق معجزات عطا فرمائے۔ لیکن ان سب سے آخر پر جب ہمارے آقا و مولیٰ، ملجا و ماویٰ، سید المرسلین رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْن، حضور پُرنور نورٌ علیٰ نور، احمد مجتبیٰ، محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو تمام عالموں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا تو وہ تمام معجزات اور خصائص جو باقی سب انبیاء کو فرداً فرداً عطا ہوئے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذاتِ اطہر میں جمع فرما دیئے۔

حضرت سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو قوم جنات سے تعلق رکھتے تھے اور صحابیٔ رسول تھے انہوں نے قصیدہ جنیہ میں یوں عرض کیا ہے۔

بِمُحَمَّدٍ الْمَبْعُوْثِ ذِی الْـ   خَیْرَاتِ مَنَازِلُهُ الرُّحُبُ

ترجمہ:۔ وہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جو خدا کی طرف سے مبعوث ہیں خوبیوں کے مالک ہیں جن کے مراتب نہایت ہی بلند اور وسیع ہیں۔

حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ اپنے قصیدہ نعمان میں آپ کی عظمت کے متعلق عرض کرتے ہیں

(۱) وَاللّٰهِ لَوْ اَنَّ الْبِحَارَ مِدَادُهُمْ   ترجمہ:۔ قسم رب کی، اگر ہوں سب سمندر بھی سیاہی
وَالشُّعْبُ اَقْلَامٌ جُعِلْنَ لِذَاكَا   شجر سارے قلم ہوں بہر مدح سرورِ ذیشاں

(۲) لَمْ يَقْدِرِ الثَّقَلَانِ يَجْمَعُ نَشْرُهُ   ترجمہ:۔ نہیں ممکن کبھی سرکار کی توصیف لکھ پائیں اگرچہ
اَبَدًا وَمَا اسْتَطَاعُوْا لَهُ اِدْرَاكَا   جمع ہوں اس کام کو سب جن اور انساں

شیخ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول مولانا عبدالرحمٰن جامی نے اپنی کتاب نفحات الانس

میں درج کیا ہے. مجھے تین چیزوں کی حد معلوم نہ ہو سکی. حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے درجات، فکرِ نفس، معرفت،

امام شرف الدین بوصیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

(۱) فَانسب اِلیٰ ذاتِہٖ ما شئتَ مِن شَرَفٍ — ترجمہ: جو شرف چاہو کر دو منسوب اس کی ذات سے
وَانسُب اِلیٰ قَدرِہٖ ما شئتَ مِن عِظَمِ — کوئی عظمت کیوں نہ ہو ہے منزلت سے اسکی کم

(۲) فَاِنَّ فَضلَ رَسُولِ اللہِ لَیسَ لَہٗ — ترجمہ: حد نہیں رکھتی فضیلت کچھ رسول اللہ کی لب
حَدٌّ فَیُعرِبَ عَنہُ نَاطِقٌ بِفَمِ — کشائی کیا کریں. اہل عرب اہل عجم

حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ مدارج النبوت میں یوں فرماتے ہیں

ہر رتبہ کہ بود در امکان بر دست ختم — ہر نعمتے کہ داشت خدا شد برو تمام

شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ یوں عرض کیا ہے۔

یا صاحبَ الجمالِ و یا سیّدَ البشر ÷ مِن وَجہِکَ المُنیرِ لَقَد نُوِّرَ القَمَر
لا یُمکِنُ الثَّناءُ کَمَا کَانَ حَقَّہٗ ÷ بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

ترجمہ: اے صاحب جمال اے سید البشر — آپ کے چہرہ سے چاند روشن ہے
آپ کی ثناء کما حقہ، ممکن نہیں — قصہ مختصر یہ کہ خدا کے بعد آپ ہی بزرگ ہیں۔

غرض جو معجزات و کمالات باقی سب انبیاء کرام علیہ السلام کو عطا ہوئے تھے وہ سب حضور علیہ السلام کی ذات اقدس جمع فرما دیئے۔

حسنِ یوسف دمِ عیسیٰ ید بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "خصائص کبریٰ" میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہزار سے زائد خصائص لکھے ہیں، دیگر کتب احادیث و سیر بھی آپ کی عظمت پر گواہ ہیں۔

فضائل

۱- اللہ تعالیٰ نے حضور پُر نور علیہ السلام کو سب سے پہلے پیدا فرمایا۔

۲۔ میثاق کے دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ کے جواب میں بلیٰ کہا۔

۳۔ تمام فرشتوں سے رب اکرم نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نور ہی کو سجدہ کروایا جو حضرت آدم علیہ السلام کی پیشانی میں موجود تھا۔

۴۔ عالم ارواح میں ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت سے سرفراز فرمایا۔

۵۔ اللہ تعالیٰ نے میثاق کے دن انبیاء کرام سے حضورؐ کے بارے میں عہد لیا کہ اگر وہ آپؐ کے زمانہ کو پائیں تو آپؐ پر ایمان لائیں اور آپؐ کی مدد کریں۔

۶۔ حضور انور علیہ الصلوٰۃ والسلام تمام کائنات ارض وسماوی کی تخلیق کا باعث ہیں۔

۷۔ سابقہ الہامی کتب میں آپ کے آنے کی بشارت درج ہے۔

۸۔ سارے انبیاء کرام آپ کی آمد کی خوشخبریاں سناتے رہے۔

۹۔ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیہ مبارک بھی دیگر الہامی کتب میں درج تھا۔

۱۰۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر حضرت عبداللہ تک حضرت حوا سے لیکر حضرت آمنہ تک آپ کا نسب شریف شرک اور سفاح (زنا) سے پاک رہا۔ (وضح رہے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد کا نام تارخ ہے آزر آپ کا چچا تھا)

۱۱۔ سرکار دو عالم کی ولادت شریف کے وقت بُت اوندھے گر پڑے اور آپ ختنہ کئے ہوئے ناف بریدہ اور آلودگی سے پاک پیدا ہوئے۔

۱۲۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی والدہ ماجدہ سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کے شکم مبارک میں ہی قلم الٰہی کے چلنے کی آواز سن لیا کرتے تھے۔

۱۳۔ آپ کی پیدائش کے وقت ایسا نور نکلا کہ سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا نے اس میں شام کے محل دیکھے

۱۴۔ آپ کے گہوارے کو فرشتے ہلایا کرتے تھے۔ آپ نے گہوارے میں کلام کیا۔

۱۵۔ آپ گہوارے میں چاند سے باتیں کیا کرتے تھے۔

۱۶۔ جس طرف آپ کی انگلی مبارکہ اُٹھ جاتی تھی اسی طرف چاند جھک جاتا تھا [1]

۱۷۔ اعلان نبوت سے پہلے بھی بچپن میں گرمی کے وقت بادل آپ پر سایہ کیا کرتا تھا۔

---

[1] اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں: "چاند جھک جاتا جدھر انگلی اٹھاتے مہد میں کیا ہی چلتا تھا اشاروں پر کھلونا نور کا" (اعلیٰ حضرت)

۱۸ ۔ حضور پاکؐ کا سینہ مبارک چار دفعہ چاک کیا گیا یعنی حالت رضاعت کے وقت، دس برس کی عمر شریف میں غار حرا میں ابتدائے وحی کے وقت اور معراج شریف کی رات ۔

۱۹ ۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر مبارک رب العٰلمین نے بلند فرمایا ہے ۔

۲۰ ۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے آپؐ پر درود بھیجتے ہیں ۔ اور مومنین کو بھی یہی حکم دیا گیا ہے ۔

۲۱ ۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک "محمد" صلی اللہ علیہ وسلم ہے جس کا معنی ہے سب سے زیادہ تعریف کیا گیا ۔

۲۲ ۔ آپؐ کا نام مبارک احمد ہے جو آپ سے پہلے کسی کا نام نہیں اور اس کا معنی ہے اپنے رب کی سب سے بڑھ کر حمد کرنے والا ۔

۲۳ ۔ اللہ تعالیٰ آپؐ کو جنت کے طعام اور مشروب کھلاتا پلاتا تھا ۔

۲۴ ۔ حضور پاک علیہ السلام کا لعاب دہن کھاری کنویں کو میٹھا بنا دیتا اور شیر خوار بچوں کیلئے دودھ کا کام دیتا تھا ۔

۲۵ ۔ آپؐ سدرۃ المنتہیٰ سے ہی جبرائیل کے پروں کی آواز سن لیتے اور آسمان کے دروازے کھلنے کی آواز بھی سن لیتے ۔

۲۶ ۔ آپؐ نے کبھی انگڑائی نہ لی ۔

۲۷ ۔ آپؐ جمائی لینے سے بھی پاک تھے ۔

۲۸ ۔ آپؐ کے جسم اطہر کا سایہ تک نہ تھا کیونکہ آپ نور ہی نور ہیں ۔ نور کا سایہ نہیں ہوتا ۔

۲۹ ۔ آپؐ کے جسم اقدس پر مکھی مچھر وغیرہ نہیں بیٹھتے تھے ۔

۳۰ ۔ آپؐ جس گنجے کے سر پر ہاتھ پھیر دیتے تو بال اُگ آتے وہ تاحیات سیاہ ہی رہتے ۔

۳۱ ۔ آپؐ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں اور خزانوں کے قاسم ہیں (یعنی تقسیم کرنے والے)

۳۲ ۔ آپؐ کو تمام زمینوں اور آسمانوں کے خزانوں کی چابیاں دی گئی ہیں ۔ جس کو جو کچھ ملتا ہے آپؐ کے ہی دستِ عطا سے ملتا ہے ۔

۳۳ ۔ کنکریوں نے آپ کی رسالت کی گواہی دی ۔ اور اس طرح شجر و حجر نے بھی ۔

۳۴ ۔ درخت، پتھر، جانور، پہاڑ غرض کائنات کی سب چیزیں آپ کی بارگاہ میں سلام عرض کرتی ہیں

نقطہ کمال صلی اللہ علیہ وسلم

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

وجود مرکز پرکار عالم کے شدے ثابت؟
احد خود قاب قوسین ارنبودے میم احمد را

قدرت کی ہر چیز اصول ارتقاء اور قانون تدریج و امہال (evolution) کے تحت وجود میں آتی ہے چنانچہ حضرت انساں کا وجود بھی اسی اصول کے تحت ظہور میں آیا جیسا کہ ایک فلسفی کہتا ہے :-

ترجمہ :- "اجزائے پریشاں اعلیٰ سے اعلیٰ "کل" کی تشکیل کے لئے باہم ملتے رہتے ہیں یہاں تک کہ یہ سلسلہ ارتقاء صورت انسانی میں اپنے نقطہ کمال پر پہنچتا ہے"۔

اور اس طریقہ تدریج میں یہ حکمت ہے کہ ہم کو اشیائے عالم کی حقیقتوں میں تفکر اور تفقہ کی مہلت ملتی رہے اور ہم زیادہ سے زیادہ فطرت سے قریب ہوتے جائیں۔ ورنہ اشیائے عالم کا اچانک وجود میں آجانا حیران کن اور نا قابل فہم ہوتا۔

پیدائش انسانی کی سرگزشت کو R ۔ Browning نے نہائت موثر اور حقیقت افروز پیرایہ میں بیان کیا ہے وہ کہتا ہے۔

ترجمہ :- اس سامنے نظر آنے والی "دنیا میں صفات الٰہیہ ادھر ادھر بکھری ہوئی تھیں اور اس بات کی متقضی تھیں کہ وہ باہم مل جائیں ——————
مدہم اجزائے پریشان چاہتے تھے کہ وہ ایک تعجب خیز "کل" میں سمو دیئے جائیں۔ ہر مخلوق ایک خاص صفت کی مظہر تھی۔ (کوئی ایسی مخلوق نہ تھی جو خدا کی تمام صفات کی آئینہ دار ہو) صفات کا یہ انتشار اس حقیقت کی

طرف غمازی کر رہا تھا کہ ابھی ایک اور مخلوق پیدا ہونی ہے اور وجود انسانی
کی شکل میں ایک ایسا مرکز متعین ہونا ہے جس کے جواہر ذاتیہ میں یہ
بکھری شعاعیں سمٹ جائیں"۔

چنانچہ وقت آیا اور بکھری ہوئی خدائی صفتیں ایک وجود میں سمیٹ کر سمودی گئیں اور صنعت کردگار کا یہ عظیم الیشان شاہکار نمائش گاہ عالم میں رکھ دیا گیا۔

جب انسان کی جسمانی تخلیق ہو چکی تو وہ ذہنی اور روحانی کمال کی طرف متوجہ ہوا۔ مختلف مدارج، مختلف منازل اور مختلف ادوار سے گزرتا ہوا وہ اپنی ذہنی اور روحانی معراج پر پہنچا اور اچانک کوہ فاراں کی چوٹیوں سے آواز آئی۔

الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا
(مائدہ : ۳)

ترجمہ :۔ "آج تمہارا دین مکمل کر دیا۔ اپنی نعمتیں تم پر تمام کر دیں اور
تمہارے لئے دین اسلام ہی پسند کیا"۔

قرآن نے تو یہی فیصلہ دیا ہے کہ آفرینش کائنات سے انسان جو منازل ترقی طے کر رہا تھا اس کا منتہائی "نقطہ کمال" ہے جو نعمتوں کا تکملہ اور رحمتوں کا تتمہ ہے (صلی اللہ علیہ وسلم) لیکن آؤ ذرا دیکھیں کہ کیا یہ فیصلہ صرف قرآن ہی کا ہے یا جناب رسالت کی کشش نے ہزاروں برس پہلے دلوں کو کھینچ لیا تھا؟ کیا جو کچھ ہم نے دیکھا، سنا اور یقین کیا، اوروں نے بن دیکھے اس کی شہادت نہ دی تھی؟

زمانہ تاریخ سے بھی پہلے کے صحائف کی ورق گردانی کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ اس مرکز کمال کی جس کو رحمت عالم کے خطاب سے نوازا گیا ـــــ ایک نے نہیں ہزاروں نے تصدیق کی اور صدیوں پہلے کہہ گئے کہ ایک مقدس آنے والا آئے گا (صلی اللہ علیہ وسلم)۔

دیکھو دیکھو ـــــ بعثت نبوی سے ایک ہزار سال قبل جنوبی ہند میں رہنے والا کیا کہہ رہا ہے۔

"جب گوتم بدھ کے مخلص خادم نندا نے بصد حسرت و یاس اس سے کہا۔

آقا آپ کے جانے کے بعد دنیا کو کون تعلیم دے گا؟"

تو، گوتم بدھ نے جواب دیا۔

نندا میں پہلا بودھ نہیں ہوں جو زمین پر آیا' نہ میں آخری بودھ ہوں۔ اپنے وقت پر دنیا میں ایک اور بودھ (پیغبر) آئے گا"۔

نندا نے پوچھا۔

"ہم اس کو کس طرح پہچانیں گے؟"

گوتم بدھ نے جواب دیا۔

"وہ میتریا کے نام سے موسوم ہوگا"۔

میتریا کے معانی "جس کا نام رحمت ہے" ـــــــ تو کیا قرآنی آیات :۔

وما ارسلنک الا رحمتہ للعالمین (انبیاء : ۱۰۷)

اس حقیقت پر گواہ نہیں ہے؟

اور دیکھو! وہ تخت شاہی پر متمکن سلطان عالم "سلیمان" علیہ الصلواۃ والسلام محبت و عشق میں تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کس والہانہ انداز میں پکار رہے ہیں۔

خلو محمدیم زہ دوی زہ رعی

(تسبیحات سلیمان پ : ۲)

ترجمہ :۔ وہ ٹھیک محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں وہ میرے محبوب ہیں میری جاں!

اور دیکھو! ـــــــ ولادت باسعادت سے صدیوں پہلے "حبقوق" نبی (علیہ السلام) نے کس مسرت اور شادمانی سے نعرہ مارا تھا۔

"اللہ جنوب سے اور جو قدوس ہے کوہ فاراں سے آیا۔ اس کی شوکت سے آسمان چھپ گیا۔ زمین "احمد" کی حمد سے بھر گئی"۔

(یسعیاہ نبی کی کتاب باب ۳)

(النبی الخاتم ص ۲۴ تا ۲۵)

اور دیکھو! ـــــــ جلوہ گاہ ایمن میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کیا کہہ رہے ہیں۔

سنو سنو!

جاء الرب من سیناء اشرق لنامن ساعر استعلن من جبل فاران

(توریت سفر الاستثناء باب ۳۳۔ مطلوبہ ۱۸۴۴ء)

ترجمہ :۔ "خدا سینا" سے نکلا "سعیر" سے چمکا اور "فاران" ہی کے پہاڑوں سے جلوہ گر ہوا"۔

یہ کون ہے جو صدیوں پہلے کوہ فاران کی چوٹیوں سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جلوہ گر ہوتا ہوا نظر آ رہا ہے؟ بے شک یہ وہی ذات گرامی ہے جس کے متعلق قرآن نے اعلان کر دیا۔

قد جاءکم من اللہ نور و کتاب مبین (مائدہ : ۱۵)

ترجمہ "اے افراد نسل انسانی! اللہ کی طرف سے تمہارے پاس روشن کتاب اور روشنی آ پہنچی!"۔

اور دیکھو! ــــــ انجیل مقدس میں حضرت عیسیٰ السلام کیا فرما رہے ہیں۔

یظن کل شخص اننی صلبت لکن ھذہ الاھانتہ والا ستہزاء تبقیان الی ان یجیئی محمد رسول اللہ فاذا جاء فی الدنیا ینبہ کل من ھو علی ھذہ الغلط و یرفع ھذہ الشبھتہ من قلوب الناس۔

(مقدمہ انجیل برناباس مندرجہ ترجمہ قرآن مجید سیل پادری۔ مطبوعہ ۱۸۵۰ء)

ترجمہ گمان کرے گا ہر شخص کہ میں سولی دیا گیا ہوں ــــــ یہ اہانت اور مسخرا پن باقی رہے گا۔ یہاں تک کہ آئے گا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ پس جب وہ دنیا میں آئے گا تو خبردار کرے گا اس کو جو غلطی پر ہو گا اور اٹھائے گا یہ شبہ لوگوں کے دلوں سے" ــــــ

چنانچہ وہ آنے والا آیا اور یہ اعلان کرکے شبہ کو زائل کر دیا

وماقتلوہ و ما صلبوہ ولکن شبہ لھم (نساء : ۱۵۷)

اور دیکھو! ——— اہل ہنود کے ہادیان مذہب بھی اسی نقطہ کمال (صلی اللہ علیہ وسلم) کی مدح میں رطب اللسان ہیں"۔ "آتھربن وید" میں لکھا ہے۔

برھملن الامرالرسول محمد ریکم برشیے

ترجمہ "محمد الرسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کا پیدا کرنے والا وہی زور آور خدا ہے کہ جس کا ہم مثل اور ہمسر کوئی نہیں"۔

اس کے علاوہ "رگ وید" کے منتر میں نام "احمد" اور "یجروید" کے منتر میں نام "محمد" موجود ہے۔

اور دیکھو! ——— "بیاس جی" "راسنگ رام" میں کیا کہتا ہے۔ سنو' سنو! اور خوب غور سے سنو!

۱۔ دیس عرب بھر کتا سہائے
سو تدرم بھوم گت سنو کھک رائے
"دیس عرب میں ایک خوشنما ستارہ ہوگا"۔
"اچھی شان کی زمین ہوگی"۔

۲۔ سنبھو ست ناکر ہوئے
سندرم ادیس تتمہ سوئے
"ان ہونی (معجزے) بات اس سے ظہور میں آئے گی"۔
"اور اس کو ولی اللہ قاسم کہا جائے گا"۔

۳۔ سمت بکر کی دو رالگا
مہاک کوک تس جھتیر تنگا
"سمت بکرما جیت کی سمندروں کی تعداد کے مطابق (یعنی ساتویں صدی میں کیونکہ سمندر سات کہے جاتے ہیں"۔
"نہایت اندھیری رات میں مثل چار آفتاب کے چمکے گا"۔

۴۔ چتر سندرم ست چارے
تنگی بس ہوئے بھوبھارے
"اس کے چار خلیفہ ہوں گے"۔
ان سے نسل بہت بھاری ہوگی

۵۔ تب لگ جو سندرم چہ کوئے
بنا محمد پار نہوئے
"اس دین کے جاری رہے تک جو خدا تک پہنچے گا"۔
"بغیر ذریعہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پار نہ ہوگا۔

اور دیکھو!—— سکھ دھرم کے بانی مبانی "باباگرونانک جی" مقلدوں اور پیروں کو کیا نصیحت کر رہے ہیں۔

پہلا نام خدا کا اور دوجا نام رسول

تیجا کلمہ پڑھ لے نانکا جو درگہ پویں قبول

اور دیکھو—— گوسائیں تلسی داس" کیا نصیحت کر رہا ہے۔

کاشی پربت یادھن تیرتھ سبھی نکام

بیکنٹھ باس نپائی بنا محمد نام

(توضیح العقائد ص ۵۹ تا ۶۵)

الغرض کیا کیا دیکھئے اور کس کس کا نام گنایئے؟ نہ معلوم کتنے دلوں کو اس مرکز عشق و محبت (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اپنی طرف کھینچا۔

جاں زتن بردی و در جانی ہنوز

دردہا دادی و در مانی ہنوز

پس کیا مندرجہ بالا تمام شواہد اس بات کی شہادت نہیں دے رہے ہیں کہ کائنات عالم میں ذہن و روح انسانی کا "نقطہ کمال" وہی اور صرف وہی تھا کہ جس کی آمد آمد کے شور سے یہ گنبد نیلگوں گونج رہا تھا۔ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہاں۔

کرشمہ دامن دل می کشد کہ جا این جا است

وما علینا الا البلاغ

تذکار مصطفےٰ ﷺ

جناب جسٹس میاں محبوب احمد
چیف جسٹس ہائیکورٹ لاہور

آقائے دو جہاں حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے تذکار گرامی کی سعادت حاصل ہونا قابل فخراور لائق مبارک باد ہی نہیں باعث برکت اور ذریعہ نجات بھی ہے۔ آپ اپنی زبان سے اس شاہ خوباں کے حضور لفظوں کے گلاب محبت کی سوغات نچھاور کیجئے اس پیکر جمال کی عقیدت میں معطراور عشق میں ڈوبے پھولوں کو دامن سماعت میں لیجئے۔ آپ اس کائنات حسن کے جلووں کو دل میں بسائیے۔ آپ اس محسن کائنات کی یاد میں آنکھوں سے وارفتگی اور شیفتگی کے موتی لٹائیے۔ یہ سارے رنگ روپ یہ سارے ڈھنگ یہ سارے اسلوب اس محبوب ازلی کی محبت کا صدقہ ہیں اور ظاہر ہے یہ محبت بھی اس مجسمہ رعنائی اور قاسم حسن و خوبی کی اپنی عطا ہے۔

مری طلب بھی انہی کے کرم کا صدقہ ہے
قدم یہ اٹھتے نہیں ہیں اٹھائے جاتے ہیں

اہل علم حضرات صدیوں سے اپنے اپنے رنگ اور اپنے اپنے انداز میں حبیب کبریا علیہ التحیہ والثنا کی بارگاہ جمال میں عقیدت کے نذرانے پیش کرتے آئے ہیں۔ میں سوچ رہا تھا کہ اس محبوب خالق مرجع خلائق، عظیم پیمبر، انسان کامل ﷺ کی سیرت کاملہ کے بیان میں کیسے زبان کھولوں۔ اس داستان محبت اور حکایت جذب و شوق کو کہاں سے شروع کروں دفعتاً مجھے عالم اسلام کے سکالر محمد حسین ہیکل مصری کی معرکتہ الاراء کتاب "حیات محمد ﷺ" کے الفاظ یاد آئے۔

محمد حسین ہیکل لکھتا ہے۔

یہ ہے وہ مبارک نام جو ہر روز کروڑوں لبوں پر آتا اور کروڑوں دلوں کو سرور و تازگی سے مالا مال کرتا ہے۔ ہمارے یہ لب اور ہمارے یہ دل اسی نام سے چودہ سو برس سے لطف اندوز ہو رہے ہیں۔ یہی نہیں لبوں اور دلوں کی یہ بہرہ مندی قیامت تک جاری

رہے گی۔"

آپ جانتے ہیں یہ کروڑوں دل صدیوں سے کیوں ایک ہی نام سے دھڑک رہے ہیں؟ یہ کروڑوں زبانیں سینکڑوں سالوں سے کیوں ایک ہی نغمہ محبت الاپ رہی ہیں؟ وجہیں بے شمار ان گنت لاتعداد ہو سکتی ہیں لیکن میرے خیال میں ایک وجہ یہ بھی ہے کہ کروڑوں انسانوں میں سے ایک ایک انسان کے لیے اور ایک ایک انسان کی زندگی کے ایک ایک گوشہ کے لیے اسوہ کاملہ نمونہ کامل اسی انسان کامل کی سیرت مطہرہ میں مل سکتا ہے۔

شاہ سے لے کر گدا تک' حاکم سے لے کر محکوم تک' منصف سے لے کر مظلوم تک' تاجر سے لے کر مزدور تک' سپہ سالار سے لے کر سپاہی تک' امیر سے لے کر غریب تک' بادشاہ و فقیر' وزیر و امیر' دولت مند و حاجت مند' غنی و گدا' شہریار و شہسوار' تاجدار و چوبدار فرمانروا و بے نوا' نیاز مند و درد مند' زاہد و رند' عالم و عامی' لاہوری و شامی کون سا انسان ہے جس کی زندگی کے لیے سرور کائنات ﷺ کی روشن حیات سے رہنمائی کا نور نہ ملتا ہو۔

جب کروڑوں انسانوں میں ہر کسی کو ہر جگہ' ہر پل' ہر گھڑی اسی محبوب کریم ﷺ کا دست کرم سنبھالتا ہے تو پھر اس کی محبت میں مست و بے خود اور دیوانہ ہو جانا یقینی بات ہے۔ شاید اس عطائے محبت کا اظہار کسی نے ان الفاظ میں کیا ہے۔

اس قدر کون محبت کا صلہ دیتا ہے
اس کا بندہ ہوں جو بندے کو خدا دیتا ہے

جس انسان کامل ﷺ کے تذکار کمال کے لیے نوک قلم رطب اللسان ہے۔ تاریخ انسانی کی کامل چودہ صدیاں اس پر گزر چکی ہیں۔ اور یقیناً کوئی انسانی ہستی اس ذات گرامی کے سوا ایسی نہیں گزری جس کے تمام گوشہ ہائے زندگی کا عقل انسانی نے اس قدر سراغ لگایا ہو جس قدر اس مقدس اور عظیم الشان ہستی کے بارے میں لگایا جا رہا ہے۔ مگر اس کے باوجود اب تک کسی مفکر' کسی محقق کو یہ دعویٰ نہیں کہ اس نے اس ذات قدسی صفات کی داستان حیات کو مکمل طور پر بیان کر لیا ہے۔ جس طرح سمندر کی موجوں

کو کوزے میں، دریا کی لہروں کو قطرے میں اور کہکشاں کی کرنوں کو ایک ستارے میں جمع نہیں کیا جا سکتا اسی طرح سیرت کامل کو ایک نشست میں بتمام و کمال بیان کرنا قطعی ناممکن ہے۔ بلکہ ان کے دربار میں تو زبان و قلم حرف عجز کا اظہار یوں کر سکتے ہیں کہ۔

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

ہم تو اس نبی خاتم کے امی ہیں۔ ہم تو اس رسول مکرم کے غلام ہیں۔ ہم تو اس پیغمبر محبت کے دیوانے ہیں۔ اس لیے ہم قلب و جاں سے انہیں رہبرو رہنما تسلیم کرتے ہیں۔ لیکن فضیلت تو وہ ہے۔ شرف تو وہ ہے۔ بزرگی تو وہ ہے۔ بڑائی تو وہ ہے۔ عظمت تو وہ ہے جس کے سامنے مخالف بھی سر جھکانے پر مجبور ہو جائے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اَلْفَضْلُ مَاشَهِدَتْ بِهِ الْاَعْدَا۔

ترجمہ :۔ فضیلت وہ ہے جس کی دشمن بھی گواہی دیں۔

اب میں آپ کو دانش وران مغرب کے اعتراف نامے دکھاتا ہوں۔ جن میں انہوں نے ہمارے محبوب نبی ﷺ کو عظیم ترین پیغمبر، بلند ترین مصلح اور کامل ترین انسان لکھا ہے۔

میجر لیونارڈ اپنی مشہور کتاب

"ISLAM HER MORAL AND SPIRTUAL VALUTES" میں لکھتا ہے۔

If ever man on this earth found God, if ever man devoted his life to God's service with a great motive. its certain that Prophet of Arabia was the man. Not only was he great but one of the greatest"

اسی بات کو ایک اور مغربی محقق جے ڈبلیو ڈریپر نے اپنی کتاب

THE HISTORY OF INTELLECTUAL DEVELOPEMENT OF EUROPE"

میں اپنے پیرائے میں بیان کرتا ہے۔

"The man who of all men has exercised the greatest influence upon human race."

انسان کامل پر اس سے بڑھ کر گواہی کیا ہو گی کہ ایک غیر مسلم مفکر

MICHAEL H. HART نے تاریخ انسانی کے 100 نادر روز گار موثر ترین عظیم انسانوں

فہرست مرتب کی تو سب سے پہلے سب سے اوپر ہمارے سید و سرور' ہمارے آقائے کریم علیہ الصلوۃ السلام کا نام لکھا۔

پھر ہم کیوں نہ کہیں

سارے اونچوں سے اونچا سمجھئے جسے

ہے اس اونچے سے اونچا ہمارا نبی

پروفیسر S.P.SCOTT اپنی کتاب

"THE HISTORY OF MOORISH EMPIRE IN EUROPE"

میں لکھتا ہے۔

Though habitually grave and taciturn he Muhammad (peace be upon him) was easy of access to the vilest outcast and it was said of him that he always left his hand in that of an acquaintance until the latter had withdrawn his own. His liberality was boundless and subjected his household to serious inconvenience, his gentle disposition is shown by his fondness for children and his humanity by the repeated injunctions of the Quran relating to the treatment of animals. The degrading passion of avarice had no part in his nature for, with immense treasures at his command, his establishment was inferior to those of his followers and the greater part of his income he bestowed upon the poor. His tastes were always simple and unpretentious and even he had been raised to sovereign power, he retained the frugalhabits of patriarchal life; his house was but a hut of sun_dried bricks and palm branches, to which a leathern curtain served as a door, So humble was he in everything that did not concern the dignity of his prophetic office, that he even mended his own sandals, cared for his gots and camels, and at times aided his wives in the performance of their domestic duties. Ever constant in friendship, he early secured and preserved until death, the attachment of those who were associated with him, whether equals or inferiors, both of whom he treated with the utmost consideration.

دانش وران مغرب ہی نہیں اس انسان کامل کے گلستان سیرت کی بو قلمونی' رنگارنگی اور تنوع کے سامنے مشرق کے غیر مسلم بھی دم بخود ہو کر اعتراف حقیقت کرتے

نظر آتے ہیں۔ مجھے اجازت دیجئے کہ سید سلیمان ندوی کے خطبات میں سے اس ہندو نوجوان کی بات نقل کروں جو حضور خیر الانام کو انسان کامل کہتا تھا۔ جب اس سے سبب پوچھا گیا۔ تو اس نے کہا کہ پیغمبر اسلام ﷺ کی ذات میں متنوع خصائص و خصائل اس قدر جمع ہیں کہ آج تک انسانی تاریخ نے کسی ایک انسان میں یک جا نہیں کیے۔ اس انسان کامل ﷺ کی عظمتوں کی مختلف جہتیں ملاحظہ فرمایئے۔

وہ شہنشاہ ایسا کہ پوری کائنات اس کی مٹھی میں ہو اور بے بس ایسا کہ خود کو بھی خدا کے قبضے میں جانتا ہو۔ وہ غنی ایسا کہ فتوحات کے زمانے میں اونٹوں پر لدے ہوئے خزانے جوق در جوق آرہے ہوں اور اس کے گھر میں محتاجی کا یہ عالم ہو کہ چولہا تک نہ جلتا ہو۔ اور کئی کئی وقت اس پر فاقے گزر جاتے ہوں۔ وہ بہادر ایسا کہ مٹھی بھر جان نثار لے کر ہزاروں کی تعداد میں بھرپور مسلح فوجوں سے ٹکرا جائے اور صلح جو ایسا کہ ہزاروں جان نثاروں کی ہم رکابی کے باوجود صلح کے لیے تیار کھڑا ہو۔ وہ حق گو ایسا کہ ساری کائنات کے مقابلے میں تن تنہا کھڑا ہو اور نرم دل ایسا کہ اس نے انسانی خون کا ایک قطرہ بھی اپنے ہاتھ سے نہ بہایا ہو۔ وہ با تعلق ایسا کہ کائنات کے ذرے ذرے کی اس کو فکر، غریبوں مفلسوں کی اس کو فکر، یتیموں بیواؤں کی اس کو فکر، خدا سے بھٹکی دنیا کے سدھارنے کی اس کو فکر، غرض سارے سنسار کی اس کو فکر اور اس قدر فکر کہ خود خدا بھی کہہ اٹھے لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ

(ترجمہ اے محبوب کہیں آپ اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈال لیں)

بے تعلق ہونے پر آئے تو خدا کے سوا کسی اور کی یاد اس کو نہ ہو سوائے رب کے ہر شے کو فراموش کردے۔

اس انسان کامل ﷺ کے کردار اکمل کی کون کون سی صفت بیان کی جائے۔ ایک طرف تو وہ تیغ زن سپاہی کی صورت میں نظر آتا ہے۔ اور دوسری طرف شب زندہ دار زاہد و عابد کی صورت میں جلوہ نما ہوتا ہے۔ جب ہم اس کی کشور کشائی کو دیکھ کر اسے شاہ عرب کہنا چاہتے ہیں تو وہ کھجور کی چھال کا تکیہ لگائے کھردری چٹائی پر بیٹھا دکھائی دیتا ہے۔ جب دنیا کے اطراف سے آ آ کر مسجد نبوی کے صحن میں مال و اسباب کا انبار لگ جاتا ہے۔ عین اسی وقت اس کے گھر میں فاقہ کی تیاری ہو رہی ہوتی ہے۔ اور جب

لڑائیوں کے قیدی لونڈی اور غلام بنا کر مسلمانوں کے گھروں میں بھیجے جا رہے ہوتے ہیں فاطمہ بنت محمد ﷺ ہاتھوں کے چھالے اُپنے والد ماجد کو دکھا رہی ہوتی ہیں جو مسلسل چکی پیسنے سے پڑتے تھے۔

جب آدھا عرب ان کی زیر نگین تھا اس وقت حضرت عمر فاروق کاشانہ نبوت میں حاضر ہوئے۔ دیکھا کہ آپ ﷺ کھردری چارپائی پر آرام فرما رہے ہیں۔ جسم اطہر پر بان کے نشان پڑ چکے ہیں۔ ایک طرف مٹھی بھر جو رکھے ہیں اور ایک طرف خشک مشکیزہ لٹک رہا ہے۔

سرور کائنات ﷺ کے گھر کی یہ کل کائنات دیکھ کر حضرت عمر کی آنکھوں سے آنسوؤں کے چشمے رواں ہو گئے۔ رونے کا سبب دریافت کیا گیا عرض کرنے لگے یا رسول اللہ اس سے بڑھ کر رونے کا اور کیا موقع ہو گا کہ قیصر و کسریٰ باغ و بہار کے مزے لوٹ رہے ہوں اور آپ پیغمبر ہو کر اس حالت میں ہوں۔ رحمت دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا عمر کیا تم اس پر راضی نہیں کہ قیصر و کسریٰ دنیا کے مزے لوٹیں اور ہم آخرت کی سعادت۔

بس ایک مشکیزہ اک چٹائی ذرا سے جو ایک چارپائی
بدن پہ کپڑے بھی واجبی سے نہ خوش لباسی نہ خوش قبائی
یہی ہے کل کائنات جس کی گنی نہ جائیں صفات جس کی
وہی تو سلطان بحر و بر ہے میرا پیغمبر عظیم تر ہے۔

ابھی تک ہم نے انسا کامل کے اسوہ حسنہ کی کاملیت اور جامعیت کے اس پہلو کا تزکرہ کیا کہ ان کی زندگی ہر طرح کے انسانوں کی رہنمائی کے لیے نمونہ کمال مہیا کرتی ہے۔ اب میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ حضور ﷺ کے آئینہ سیرت میں انسانی زندگی کا ایک ایک عمل اور ایک ایک فعل پوری آب و تاب سے منعکس ہوتا ہے۔ تاکہ ہر فرد اپنی پوری زندگی کے لیے قدم قدم پر رہنمائی حاصل کر سکے۔ ایک فرد اور ایک انسان کی انفرادی زندگی کی جزئیات اور تفصیلات کے حوالے سے بھی ہمارے پیغمبر ﷺ کی زندگی انسان کامل کی زندگی قرار پائی ہے۔

آج چودہ سو سال گذرنے کے بعد بھی آپ جاننا چاہیں تو کتب سیرت سے آپ جان سکتے ہیں کہ وہ انسان کامل ﷺ سوتے کب تھے، جاگتے کب تھے، اٹھتے کیسے تھے، بیٹھتے کیسے تھے، چلتے کیسے تھے، ٹھہرتے کیسے تھے، پہنتے کیا تھے، اوڑھتے کیا تھے، کھاتے کیا تھے، پیتے کیا تھے، کسی سے محبت فرماتے تو کیسے، کسی سے اظہار ناراضی فرماتے تو کیسے، انہوں نے شادیاں کیسے کیں، اولاد کی تربیت کیسے فرمائی، دوست احباب سے تعلقات کیسے نبھائے، اور دشمنوں سے مقابلہ کیسے کیا، شب کی تاریکیوں میں مسجد نبوی میں ان کی نمازوں کی رقت کیسی تھی۔ دن کے اجالوں میں میدان جہاد میں ان کی استقامت کیسی تھی، ان کی جنگ کے طریقے کیا تھے۔ ان کی صلح کے قرینے کیسے تھے۔ ان کا بچپن کیسے گذرا، ان کا شباب کیسے چمکا۔ ان کا بڑھاپا کیسے جگمگایا۔ غرض ان کی ہر ہر ادا اور ہر ہر انداز کی نکہت و نزہت اور رنگ و رعنائی سے انسانی زندگی کے اجڑے چمن بہار بد امان ہو سکتے ہیں۔

ایک جرمن سکالر Dr. GUSTAV WEIL نے اپنی کتاب "HISTORY OF THE ISLAMIC PEOPLE" میں حضور رحمت عالم ﷺ کے حسن کردار، نمونہ کامل اور بے مثل طریق کو اپنے الفاظ میں یوں لکھا ہے۔

"Muhammad set a shining example to his people. His character was pure and stainless. His house, his dress, his food - they were characterised by a rare simplicity. So unpretentious was he that he would receive from his companions no special mark of reverence, nor would he accept any service from his slave which he could do for himself. Often and often was he seen in the market purchasing provisions; often and often was he seen mending his clothes in his room or milking a goat in his courtyard. He was accessible to all and at all times. He visited the sick and was full of benevolence and generosity, as also was his anxious care for the welfare of community. Despite innumerable presents, which from all guarters unseasingly poured in him, he left very little behind and even that he regarded as state property. After his death his property passed to the state and not to Fatima, his only daughter, wife of Ali".

تاریخ انسانی میں بے شمار مفکرین، محققین، مدبرین اور مصلحین گذرے ہیں۔ ان کے ہاں ہمیں میٹھی میٹھی باتیں اور اچھی اچھی تعلیمات مل سکتی ہیں۔ دلچسپ تھیوریاں اور دل آویز حکایتیں مل سکتیں ہیں۔ خطابت کا زور و شور اور فصاحت و بلاغت کا جوش مل سکتا ہے۔ لیکن جو چیز نہیں ملتی وہ ان مفکرین کا اپنی فکر اور اپنی تعلیم پر اپنا عمل ہے۔ یہ بات ہمیں صرف اور صرف اسی انسان کامل کی سیرت پاک میں نظر آتی ہے۔ جسے رب نے تمام جہانوں کے لیے رحمت اور تمام انسانوں کے لیے بشیر و نذیر اور تمام نبیوں کا سردار بنا کر مبعوث فرمایا تھا اور اس انسان کامل کو قرآن نے **"وانک لعلی خلق عظیم"** کا تاج پہنایا۔

آپ ﷺ نے جس کام کا حکم دیا پہلے خود عمل کر کے دکھایا۔ آپ نے جو نصیحت فرمائی پہلے خود اس کا عملی مشاہدہ کرایا۔ آپ نے اپنے غلاموں کو دن میں پانچ نمازوں کا حکم دیا تو خود آٹھ پڑھ کر دکھائیں۔ عام مسلمان اگر دن میں سترہ رکعت فرض ادا کرتے تو وہ عابد عظیم پچاس پچاس اور ساٹھ ساٹھ رکعتیں ادا فرماتے، وہ بھی ایسے کہ کبھی ساری رات قیام میں رہتے اور کبھی سجدے میں شب گذار دیتے۔ حتیٰ کہ زیادہ دیر کھڑے رہنے سے آپ کے پاؤں مبارک متورم ہو جاتے۔

اس انسان کامل نمونہ کمال نے روزوں کا حکم دیا۔ مسلمانوں پر سال میں تیس روزے فرض ہوئے اور خود حضور کی کیا کیفیت تھی۔ کوئی ہفتہ اور کوئی مہینہ روزوں سے خالی نہیں جاتا تھا۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں جب آپ روزے رکھنے پر آتے تو ایسا لگتا کبھی افطار نہیں کریں گے۔ اس محسن انسانیت نے لوگوں کو زکوۃ اور خیرات دینے کا حکم دیا تو پہلے خود عمل کر کے دکھایا۔ آپ کو اس وقت تک چین نہ آتا جب تک سب مال تقسیم نہ فرما دیتے۔ ایک بار فدک سے چار اونٹوں پر غلہ لدا ہوا آیا کچھ قرض تھا وہ ادا کیا گیا کچھ لوگوں کو دیا گیا۔ حضرت بلال سے پوچھا کچھ بچ تو نہیں رہا عرض کیا اب کوئی لینے والا نہیں رہا۔ اس لیے بچ گیا ہے۔ فرمایا جب تک دنیا کا یہ مال باقی ہے میں گھر پر نہیں جا سکتا۔ چنانچہ رات مسجد میں بسر کی صبح آ کر سیدی بلال نے بشارت دی کہ یا رسول اللہ، اللہ تعالیٰ نے آپ کو سبکدوش کر دیا یعنی جو کچھ تھا وہ تقسیم ہو گیا۔ آپ نے خدا کا شکر ادا کیا۔ یہی

وجہ تھی کہ جب سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے آپ کے اخلاق کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا۔ **وَكَانَ خُلُقُهُ الْقُرْآنُ** کہ ان کے اخلاق قرآن مجسم تھے۔

آپ نے دشمنوں کو معاف کرنے اور ان سے پیار کرنے کے فلسفے اور وعظ تو سنے ہوں گے۔ لیکن اس کا عملی مظاہرہ نہیں دیکھا ہو گا۔ آیئے میں آپ کو فتح مکہ کے دن انسان کامل رسول کریم ﷺ کی شان عفو و درگذر کا مشاہدہ کراتا ہوں۔ مکہ کا شہر ہے' حرم کا صحن ہے' دس ہزار آہن پوش جان نثاروں کا لشکر جرار آپ کے اشارہ ابرو کا منتظر ہے' ایسے عالم میں سرداران قریش سر جھکائے کھڑے ہیں یہ سردار وہی تھے جو اسی شہر میں آپ کو گالیاں دیا کرتے تھے۔ آپ کی راہ میں کانٹے بچھایا کرتے تھے۔ آپ پر پتھر برسایا کرتے تھے۔ آپ کے غلاموں کو ننگے بدن دہکتے انگاروں اور تپتی ریت پر لٹایا کرتے تھے۔ یہ سردار وہ تھے جو آپ کی جان کے دشمن تھے۔ جو آپ کے دین کو مٹانے کے در پے رہے تھے۔ ان میں آپ کے غلاموں کو ایذا دینے والے بھی تھے۔ اور آپ کے عم کریم سیدنا حمزہ کو شہید کرنے والے بھی تھے۔ لیکن رحمت عالم انسان کامل ﷺ نے ان سے جو سلوک فرمایا تاریخ انسانی اس کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے آپ نے فرمایا۔

"لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ۔ اِذْهَبُوْا اَنْتُمُ الطُّلَقَاءُ"۔

ترجمہ۔ آج کے دن تم پر کوئی گرفت نہیں۔ جاؤ تم سب آزاد ہو۔

حضور ﷺ کو تاریخ کے ہر دور میں اہل علم کے ہر گروہ نے اور اہل فکر و نظر نے اس لیے بھی انسان کامل مانا ہے کہ ان کی سیرت مقدسہ اپنی ظاہری اور باطنی وسعتوں' پہنائیوں' رفعتوں اور عظمتوں کے لحاظ سے کوئی شخصی سیرت نہیں بلکہ ایک عالم گیر اور بین الااقوامی سیرت ہے جو کسی فرد واحد کا دستور حیات نہیں بلکہ کائنات کے لیے ایک مکمل نظام زندگی ہے۔ زمانہ جوں جوں ترقی کرتا جائے گا ادوار جوں جوں بدلتے جائیں گے۔ زمانے جوں جوں چلتے جائیں گے۔ اسی حد تک انسانی زندگی کی استواری اور ہمواری کے لیے اس سیرت کی ضرورت شدید سے شدید تر ہوتی چلی جائے گی۔ زمانہ اور اس کا تمدن اپنی ارتقائی حرکت سے کہاں سے کہاں تک پہنچ گیا۔

خاک نشین انسان چاند اور اس سے آگے کی دنیاؤں پر کمندیں ڈال رہا ہے۔ اور نامعلوم کہ مستقبل میں انسان کے ہاتھ کس کس دنیا تک پہنچ جائیں۔ وہ کہیں بھی پہنچے اس کی تمدنی زندگی کے گوشے کتنے بھی پھیل جائیں اور پھیل کر زمین و آسمان، شمس و قمر، فضا و خلا سب ہی کو ڈھانپ لیں پھر بھی انسان کامل کی سیرت زندگی کے ہر گوشے میں اس کی راہنمائی کرتی رہے گی۔ اور انسانیت کو سکون و اطمینان، علم و حکمت کے لیے اسی سر چشمہ ہدایت کی طرف لوٹنا ہو گا۔ اسی لیے اقبال نے کہا۔

لوح بھی تو قلم بھی تو تیرا وجود الکتاب
گنبد آبگینہ رنگ تیرے محیط میں حباب

درد و غم، رنج و الم اور ذلت و رسوائی کی دلدل میں پھنسی ہوئی ملت اسلامیہ اور تباہی و بربادی کے دہانے پر کھڑی انسانیت دونوں کو اسی انسان کامل کے در اقدس سے رحمت و الفت، سکون و طمانیت اور بقا و ارتقا کی دولت میسر آ سکتی ہے۔۔۔

برنارڈ شا نے بجا طور پر لکھا تھا۔

Its wonderful vitality. It is the only religion which appears to me to possess the assimilating capability to adapt itself with changing phases of existence, which can make its appeal to every age. I believe that if a man like Muhammad were to assume the dictatorship of the modern world, he would success in solving its problems in a way that would bring it much needed peace and happiness.

اب ملاحظہ فرمائیے کہ "THE NEW ENCYCLOPAEDIA BRITANNICA" کا مصنف اعتراف حقیقت میں صفحہ نمبر 609 پر رقم طراز ہے۔

Muhammad was admired by his contemporaries for his courage. resoluteness and impartiality and for fairness that was temperad by generosity. He won men's hearts by his personal charm; his pleasant smile is remarked one. He was gentle, especially with children. Though he was sometimes silent in thoughts; for the most part he was engaged in purposeful activity. He walked vigorously and spoke rapidly. He became for later Muslims an exemplar of virtuous character and stories presented him as realizing the Islamic ideal of human life.

عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم قرآن کی روشنی میں

از : مولانا محمد صدیق ہزاروی

سید الانبیاء محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادتِ باسعادت کے موقع پر، دنیا بھر کے مسلمان خوشی کا اظہار کرتے ہیں، محافل کا انعقاد ہوتا ہے جن میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل اور سیرت طیبہ کا بیان ہوتا ہے، جلوس نکال کر عظمتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا اظہار کیا جاتا ہے، صدقات و خیرات کے ذریعے آپ کی روح مبارک کو ایصالِ ثواب کرنے کے علاوہ مساجد، مکانات اور گلی کوچوں کو سجا کر رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت و عقیدت کا مظاہرہ کیا جاتا ہے۔

کیا یہ سب کچھ خلافِ شریعت ہے اور اس کا ارتکاب کرنے والے مجرم ہیں یا یہ کام اسلام کی تعلیمات کے موافق ہیں اور عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم منانے والے اجر و ثواب کے مستحق ہیں ؟

کسی بات کو پرکھنے اور حق و باطل میں امتیاز پیدا کرنے کے لیے سب سے پہلا اور بنیادی معیار قرآن پاک ہے۔ اور قرآن پاک کی روشنی میں واضح ہوتا ہے کہ ہر کلمہ گو بلکہ ہر انسان کو آپ کی ولادت پر خوش ہونا چاہیے۔

قرآن پاک سے کسی بات کو ثابت کرنے کے مختلف طریقے ہیں یعنی سادہ لفظوں میں یوں سمجھیں کہ بعض باتیں قرآن پاک کے ظاہری الفاظ سے ثابت ہوتی ہیں

اور بعض احکام کے بارے میں قرآن مجید سے اشارہ ملتا ہے۔ ظاہر ہے کہ وہ باتیں بھی قرآن پاک سے ہی ثابت ہوں گی۔ اس ضمن میں ایک مثال ملاحظہ فرمائیں۔

ایک شخص جلتی ہوئی آگ دیکھ کر یقین کرتا ہے کہ یہاں آگ ہے اور دوسرے آدمی نے صرف دھواں دیکھا اور اس سے معلوم کر لیا کہ آگ جل رہی ہے۔

یہ مثال بیان کرنے کا مطلب صرف اتنا ہے کہ جس طرح آگ دیکھے بغیر صرف دھوئیں سے اس کا جلنا تسلیم کر لیا جاتا ہے اسی طرح بعض باتوں کی طرف قرآن پاک کی آیات سے اشارہ ملتا ہے۔ واضح الفاظ نہیں ہوتے لیکن یہی کہا جائے گا کہ یہ بات قرآن پاک سے ثابت ہے۔

قرآن پاک کی متعدد آیات میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشی منانے پر دلالت کرتی ہیں۔ یہاں صرف چند آیات پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

قرآن پاک میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا واقعہ مذکور ہے۔ آپ کی قوم نے عرض کیا اے عیسیٰ علیہ السلام کیا آپ کا رب ہم پر آسمان سے مائدہ (کھانا) نازل کر سکتا ہے؟ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ سے ڈرو اگر تم مومن ہو۔ انہوں نے کہا ہم چاہتے ہیں کہ اس سے کھائیں، ہمارے دل مطمئن ہوں، آپ کی صداقت آنکھوں سے دیکھ لیں اور ہم اس پر گواہ ہو جائیں[۱]

[۱] سورۃ مائدہ آیت ۱۱۲

اس کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بارگاہِ خداوندی میں دعا فرمائی جس میں اس بات کا اظہار فرمایا کہ اس کھانے کا اترنا ہمارے پہلوں اور پچھلوں کے لیے عید ہو گی۔

قرآن پاک میں ارشادِ خداوندی ہے۔

اَللّٰهُمَّ رَبَّنَآ اَنْزِلْ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ تَكُوْنُ لَنَا عِيْدًا لِّاَوَّلِنَا وَاٰخِرِنَا وَاٰيَةً مِّنْكَ وَارْزُقْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ (مائدہ۔ آیت ۱۱۴)	اے اللہ! ہم پر آسمان سے ایک خوان (کھانا) اتار کہ وہ ہمارے اگلوں اور پچھلوں کی عید ہو اور تیری طرف سے نشانی اور ہمیں رزق دے اور تو سب سے بہتر رزق دینے والا ہے۔

غور کیجیے آسمان سے اترنے والے کھانے کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام خوشی کا باعث قرار دے کر اس دن کو، عید قرار دے رہے ہیں۔ معلوم ہوا کہ جب اللہ تعالیٰ کی کوئی خاص نعمت اترے تو قرآن کی رُو سے وہ عید ہوتی ہے اور اس بات سے کون عقلمند انکار کر سکتا ہے کہ اس کائنات میں سب سے بڑی نعمت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مقدسہ ہے۔ لہٰذا آپ کی ولادت اور ولادت کا دن مسلمان کے لیے عید سے بدرجہا بہتر ہے۔

سورۂ یونس میں قرآن پاک کی آمد کا ذکر کرتے ہوئے بتایا گیا کہ تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے نصیحت، دلوں کی شفا اور مومنوں کے لیے ہدایت اور رحمت آگئی۔ اس کے بعد فرمایا۔

قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ۔ (یونس آیت ۵۸)	آپ فرما دیجیے اللہ ہی کے فضل اور اسی کی رحمت سے، اور اس پر خوش ہونا چاہیے وہ ان کی دولت سے بہتر ہے۔

حضرت ابن عباس، قتادہ اور حسن رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں اللہ کے فضل سے

اسلام اور اس کی رحمت سے قرآن مراد ہے اور ایک قول کے مطابق فضل سے قرآن اور رحمت سے احادیث مراد ہیں۔

(مولانا نعیم الدین مراد آبادی تفسیر بر حاشیہ کنز الایمان)

تعصب کے جذبات سے ہٹ کر محض سنجیدگی سے سوچنے والے حضرات اس آیت سے بخوبی معلوم کر سکتے ہیں کہ جب اسلام اور قرآن پاک کے حاصل ہونے پر خود خالق کائنات نے خوش ہونے کا حکم دیا ہے تو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم جن کے وسیلے سے اسلام اور قرآن ملا ان کی آمد اور ولادت پر خوشی کس قدر ضروری اور اہم ہے۔

سورہ ابراہیم میں ہے۔

وَذَكِّرْهُمْ بِاَيّٰمِ اللّٰهِ — اور انہیں اللہ کے دن یاد دلاؤ

(ابراہیم آیت ۱۴)

مفسرین کرام نے لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے دنوں سے اس کی نعمتیں مراد ہیں یا وہ بڑے بڑے واقعات مراد ہیں جو اللہ تعالیٰ کے حکم سے واقع ہوئے کوئی بھی معنیٰ لے لیا جائے۔ قرآن پاک کی یہ آیت سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت پر خوشی اور اس کی یاد تازہ کرنے کی تلقین کرتی ہے کیونکہ دنیا میں سب سے بڑی نعمت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات ہے اور تاریخ انسانیت میں کوئی بھی واقعہ آپ کی ولادت سے بڑھ کر عظیم الشان نہیں ہے لہٰذا خود اللہ تعالیٰ نے ولادت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد تازہ کرنے کا حکم فرمایا۔

رہا یہ مسئلہ کہ عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کیسے منائی جائے اس کا اجمالی خاکہ مضمون کے شروع میں تمہیدی کلمات میں پیش کر دیا گیا ہے۔ یہ پروگرام نہایت پاکیزہ اور ہر قسم کے غیر شرعی اور غیر اخلاقی امور سے پاک ہونا ضروری ہے تاکہ میلاد شریف کی برکات سے فائدہ حاصل کیا جا سکے۔

میلاد شریف کی شرعی حیثیت

سید ارشد سعید کاظمی

ظہورِ قدسی

محترم حضرات! آج ۱۲ ربیع الاول کا مقدس اور مبارک دن ہے آج کے روز سید الانبیاء جناب احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اس گلشنِ ہستی میں جلوہ گر ہوئے اور یہ کائنات اس سراجِ منیر کے نورِ مبین سے جگمگا اٹھی۔ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

وَذَكِّرْهُمْ بِأَيَّامِ اللهِ (سورۃ ابراھیم ایت: ۵)

ترجمہ: "اور انہیں اللہ کے دن یاد دلاؤ"۔ اس ارشادِ خداوی کی تعمیل میں ہمیں آج اس بابرکت دن کی یاد تازہ کرنا ہے جو سید ایام اللہ یعنی حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا یوم ولادت ہے۔

میلاد شریف کی شرعی حیثیت

میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا انعقاد یعنی منایا جانا مستحب ہے، سنت ہے یا وجوب کا درجہ رکھتا ہے؟ اس بارے میں مختلف آرا سامنے آئی ہیں۔ مستحب تو بایں معنیٰ ہے کہ "البدایہ والنہایہ" کے مطابق جس روز حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ولادت ہوتی اس تاریخ میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اچھے اچھے کھانے پکاتے اور خوشی منایا کرتے تھے۔

میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اہتمام کو سنت اس لحاظ سے کہا گیا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پوچھا گیا کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) آپ ہمیشہ پیر کے دن

روزہ کیوں رکھتے ہیں ؟ تو آپ نے جواب میں ارشاد فرمایا: "وُلِدتُ فیہ" یعنی میں اس خوشی میں پیر کو روزہ رکھتا ہوں کہ میری پیدائش اس دن ہوئی۔

جشن ولادت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وجوب کا درجہ اس بنا پر حاصل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں متعدد مقامات پر اپنی نعمتوں کو یاد کرتے رہنے کا حکم دیا۔ مثلاً ارشاد ہوا۔

وَ اَمَّا بِنِعۡمَةِ رَبِّکَ فَحَدِّثۡ (سُورۃ الضحیٰ آیت : ۱۱)

ترجمہ: "اور اپنے رب کی نعمت کا خوب چرچا کرو"۔ پھر فرمایا:

یٰاَیُّهَا النَّاسُ اذۡکُرُوۡا نِعۡمَتَ اللّٰهِ عَلَیۡکُمۡ (سُورۃ الفاطر۔ آیت: ۳)

ترجمہ: "اے لوگو! اپنے اوپر اللہ تعالیٰ کی نعمت کو یاد کرو"۔ ان آیات اور ان جیسی دیگر آیات سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا ذکر کرنا نہ صرف جائز بلکہ واجب اور ضروری ہے۔ کیونکہ ان آیات میں حکم دیا گیا ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا خوب ذکر اور چرچا کرو۔

اللہ تعالےٰ کی نعمت عظمےٰ

اب دیکھنا یہ ہے کہ حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی اللہ تعالےٰ کی نعمتوں میں سے ایک نعمت عظمیٰ ہیں یا نہیں۔ اس کا فیصلہ قرآن مجید نے فرمایا۔ ارشاد خداوندی ہوتا ہے۔

لَقَدۡ مَنَّ اللّٰهُ عَلَی الۡمُؤۡمِنِیۡنَ اِذۡ بَعَثَ فِیۡهِمۡ رَسُوۡلًا (سُورۃ آل عمران آیت: ۱۶۴)

ترجمہ: یقیناً اللہ تعالیٰ نے مومنین پر احسان فرمایا جب ان میں رسول بھیجا اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے ہم میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری کو احسان کے طور پر ذکر فرمایا ہے اور آپ کو معلوم ہے کہ احسان بر بنائے نعمت ہوتا ہے۔ لہٰذا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مقدسہ نعمت قرار پائی۔ اب دیکھیے حضرت موسےٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام بھی کسی قوم میں انبیاء کی بعثت کو نعمت الٰہیہ سے تعبیر کرتے ہیں۔ قرآن پاک میں آیا ہے:

یٰقَوۡمِ اذۡکُرُوۡا نِعۡمَةَ اللّٰهِ عَلَیۡکُمۡ اِذۡ جَعَلَ فِیۡکُمۡ اَنۡۢبِیَآءَ (سورۃ المائدہ۔ آیت: ۲۰)

ترجمہ: موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا "اے میری قوم! اپنے اوپر اللہ کے انعام کو یاد کرو جب اس نے تم میں نبی بھیجے"۔ قرآن مجید میں ارشاد ہوا:

اُذْكُرُوْا اٰلَآءَ اللّٰهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ (سورۃ الاعراف۔ آیت: ۶۹)

ترجمہ: "اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا ذکر کرو تاکہ تم فلاح پا جاؤ"۔ اہلِ سنت کا عقیدہ بھی یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی جتنی بھی نعمتیں ہیں ان کا ذکر باعث فلاح و نجات ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں عظیم ترین نعمت ہیں اس لیئے آپ کا ذکر خیر دنیا و آخرت میں کامیابی کا ذریعہ ہے اور محافل میلاد کا انعقاد تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذکر پاک کے لیے ہوتا ہے۔

قاسم نعمت

بحمداللہ ان آیات سے یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ گئی کہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں پر اُس کا شکر بجالانا اور تحدیث نعمت کرنا ضروری ہے۔ حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: انما انا قاسم واللہ یعطی۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی ہر نعمت کو میں ہی تقسیم کرتا ہوں ایسے سرچشمۂ رحمت نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت ہونے پر ہم جتنا بھی خدا کا شکر کریں خوشی منائیں محافل سجائیں بالکل جائز اور روا ہے۔

مسرّت ولادت یا غم وصال

رہا یہ امر کہ بارہ ربیع الاوّل شریف میں سرکار کی پیدائش ہے تو وصال بھی بارہ ربیع الاوّل شریف میں ہوا۔ دریں صورت پیدائش کی خوشی منائی جائے یا غم وصال۔ اس سلسلے میں دو احادیثیں ملاحظہ فرمائیں جن کو بنیاد بناتے ہوئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال کا کیلنڈر تیار کیا گیا ہے۔

حدیث نمبر ۱۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں ایک یہودی حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا اے امیر المومنین آپ اپنی کتاب میں ایک آیت تلاوت کرتے ہیں اگر ایسی آیت ہم پر نازل ہوتی تو ہم اس دن عید مناتے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا وہ

آیت کونسی ہے تو اس نے عرض کی وُہ آیت "اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ" ہے۔ حضرت عمرؓ بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا بے شک میں اچھی طرح جانتا ہُوں کہ یہ آیت کس مقام پر اور کس دن نازل ہُوئی۔ یہ دوران حج ۹ ذی الحجہ مقام عرفات میں جُمعۃ المبارک کے دن حضُور علیہ الصّلوٰۃ والسلام پر نازل ہُوئی۔ (مُسلم شریف۔ ج: ۲، ص: ۴۲۰)

حدیث نمبر۲۔ حضرت ابُوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضُور علیہ الصّلوٰۃ والسلام کے مرض وصال کے دوران صحابہ کرام کو نماز پڑھایا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ پیر کا دن آگیا لوگ صفوں میں کھڑے ہُوئے نماز پڑھ رہے تھے کہ اِسی اثنا میں حضُور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے اپنے حُجرے کا پردہ اُٹھا کر ہماری طرف دیکھا اس وقت آپ کا چہرہ مُبارک قرآن کا ورق معلُوم ہوتا تھا۔ پھر حضُور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام بہت پیارے مُسکراتے۔ پس ہم لوگوں نے خُوشی اور محبت کی وجہ سے دورانِ نماز یہ چاہا کہ حضُور کو ہی دیکھتے رہیں اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ سمجھتے ہُوئے کہ آپ علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نماز میں تشریف لائیں گے مصلیٰ امامت سے اُلٹے پاؤں پیچھے ہٹنے لگے تاکہ وُہ صف میں شامل ہوجائیں اور سرور کائنات مُصلیٰ امامت پر فائز ہوکر جماعت کروائیں تو آپ علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے انہیں اشارے سے فرمایا کہ اپنی نماز کو مکمل کرو اور پھر آپ نے دوبارہ پردہ لٹکا دیا۔ اسی پیر کے دن آپ علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کا وصال ہُوا۔ (بخاری شریف۔ ص: ۹۳، ۹۴)

وضاحت

حضُور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے اظہارِ نبوّت کے بعد ایک ہی حج فرمایا تھا جسے حجۃ الوداع کہا جاتا ہے اور اس کے تین ماہ بعد آپ کا وصال ہوگیا۔ یعنی ذی الحجہ میں حج ہُوا پھر محرم، صفر کے بعد ربیع الاوّل شریف میں آپ کا وصال ہُوا۔

خلاصہ کلام

کہ حجۃ الوداع ۹ ذی الحج یوم عرفہ جُمعہ کا دن تھا جس طرح حضرت عُمر بن خطابؓ

کے قول سے واضح ہے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وصال پیر کے دن ہوا تو اس صورت میں ۱۲ ربیع الاول شریف پیر کا دن نہیں بنتا خواہ درمیانی مہینوں کو انتیس دنوں کا تسلیم کریں یا تیس کا یا بعض کو انتیس کا یا بعض کو تیس کا اس کا کیلنڈر آپ کی خدمت میں پیش ہے۔ آپ خود ملاحظہ فرما کر فیصلہ کریں کہ کیا بارہ ربیع الاول پیر کا دن ہو سکتا ہے یا نہیں اگر نہیں ہو سکتا تو یہ بات تسلیم کر لیں کہ بارہ ربیع الاول شریف یوم وصال اور یوم غم و حزن نہیں چونکہ وصال تو بروز پیر ہوا اور کسی طرح بھی ۱۲ ربیع الاول پیر کا دن نہیں بنتا بلکہ ۱۲ ربیع الاول شریف تو یوم پیدائش رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے اور پیدائش کی خوشی منانا کسی دلیل شرعی سے ممنوع و ناجائز نہیں

کُل ماہ انتیس ۲۹ کے

ذی الحجہ							محرم						
ہفتہ	اتوار	پیر	منگل	بدھ	جمعرات	جمعہ	ہفتہ	اتوار	پیر	منگل	بدھ	جمعرات	جمعہ
					۱	۲							۱
۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹ [illegible]	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸
۱۰	۱۱	۱۲	۱۳	۱۴	۱۵	۱۶	۹	۱۰	۱۱	۱۲	۱۳	۱۴	۱۵
۱۷	۱۸	۱۹	۲۰	۲۱	۲۲	۲۳	۱۶	۱۷	۱۸	۱۹	۲۰	۲۱	۲۲
۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	۲۸	۲۹		۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	۲۸	۲۹

صفر							ربیع الاول						
ہفتہ	اتوار	پیر	منگل	بدھ	جمعرات	جمعہ	ہفتہ	اتوار	پیر	منگل	بدھ	جمعرات	جمعہ
۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷		۱	۲	۳	۴	۵	۶
۸	۹	۱۰	۱۱	۱۲	۱۳	۱۴	۷	۸	۹	۱۰	۱۱	۱۲	
۱۵	۱۶	۱۷	۱۸	۱۹	۲۰	۲۱							
۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	۲۸							
۲۹													

کُل ماہ تیس ۳۰ کے

ذی الحجہ							محرم						
ہفتہ	اتوار	پیر	منگل	بدھ	جمعرات	جمعہ	ہفتہ	اتوار	پیر	منگل	بدھ	جمعرات	جمعہ
					۱	۲	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷
۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹ [illegible]	۸	۹	۱۰	۱۱	۱۲	۱۳	۱۴
۱۰	۱۱	۱۲	۱۳	۱۴	۱۵	۱۶	۱۵	۱۶	۱۷	۱۸	۱۹	۲۰	۲۱
۱۷	۱۸	۱۹	۲۰	۲۱	۲۲	۲۳	۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	۲۸
۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	۲۸	۲۹	۳۰	۲۹	۳۰					

صفر — ربیع الاول

جمعہ	جمعرات	بدھ	منگل	پیر	اتوار	ہفتہ	جمعہ	جمعرات	بدھ	منگل	پیر	اتوار	ہفتہ
۳	۲	۱					۵	۴	۳	۲	۱		
۱۰	۹	۸	۷	۶	۵	۴	۱۲	۱۱	۱۰	۹	۸	۷	۶
					۱۲	۱۱	۱۹	۱۸	۱۷	۱۶	۱۵	۱۴	۱۳
							۲۶	۲۵	۲۴	۲۳	۲۲	۲۱	۲۰
										۳۰	۲۹	۲۸	۲۷

ایک ماہ تیس۳۰ کا اور دو ماہ انتیس۲۹ کے

ذی الحجہ — محرم

جمعہ	جمعرات	بدھ	منگل	پیر	اتوار	ہفتہ	جمعہ	جمعرات	بدھ	منگل	پیر	اتوار	ہفتہ
۱						۳۰	۲	۱					
۸	۷	۶	۵	۴	۳	۲	جمعۃ الوداع ۹	۸	۷	۶	۵	۴	۳
۱۵	۱۴	۱۳	۱۲	۱۱	۱۰	۹	۱۶	۱۵	۱۴	۱۳	۱۲	۱۱	۱۰
۲۲	۲۱	۲۰	۱۹	۱۸	۱۷	۱۶	۲۳	۲۲	۲۱	۲۰	۱۹	۱۸	۱۷
۲۹	۲۸	۲۷	۲۶	۲۵	۲۴	۲۳	۳۰	۲۹	۲۸	۲۷	۲۶	۲۵	۲۴

صفر — ربیع الاول

جمعہ	جمعرات	بدھ	منگل	پیر	اتوار	ہفتہ	جمعہ	جمعرات	بدھ	منگل	پیر	اتوار	ہفتہ
۵	۴	۳	۲	۱			۶	۵	۴	۳	۲	۱	
۱۲	۱۱	۱۰	۹	۸	۷	۶	۱۳	۱۲	۱۱	۱۰	۹	۸	۷
							۲۰	۱۹	۱۸	۱۷	۱۶	۱۵	۱۴
							۲۷	۲۶	۲۵	۲۴	۲۳	۲۲	۲۱
											۳۰	۲۹	۲۸

ایک ماہ انتیس۲۹ کا اور دو ماہ تیس۳۰ کے

ذی الحجہ — محرم

جمعہ	جمعرات	بدھ	منگل	پیر	اتوار	ہفتہ	جمعہ	جمعرات	بدھ	منگل	پیر	اتوار	ہفتہ
۷	۶	۵	۴	۳	۲	۱	۲	۱					
۱۴	۱۳	۱۲	۱۱	۱۰	۹	۸	جمعۃ الوداع ۹	۸	۷	۶	۵	۴	۳
۲۱	۲۰	۱۹	۱۸	۱۷	۱۶	۱۵	۱۶	۱۵	۱۴	۱۳	۱۲	۱۱	۱۰
۲۸	۲۷	۲۶	۲۵	۲۴	۲۳	۲۲	۲۳	۲۲	۲۱	۲۰	۱۹	۱۸	۱۷
						۲۹	۳۰	۲۹	۲۸	۲۷	۲۶	۲۵	۲۴

صفر — ربیع الاول

جمعہ	جمعرات	بدھ	منگل	پیر	اتوار	ہفتہ	جمعہ	جمعرات	بدھ	منگل	پیر	اتوار	ہفتہ
۴	۳	۲	۱				۶	۵	۴	۳	۲	۱	
۱۱	۱۰	۹	۸	۷	۶	۵	۱۳	۱۲	۱۱	۱۰	۹	۸	۷
						۱۲	۲۰	۱۹	۱۸	۱۷	۱۶	۱۵	۱۴
							۲۷	۲۶	۲۵	۲۴	۲۳	۲۲	۲۱
											۳۰	۲۹	۲۸

لیکن جس نے نہ ماننے کی قسم کھائی ہوئی ہے اِس کے لِئے اتمام حجت کرتے ہوئے حدیثِ رسُول کبریا بیان کی جاتی ہے۔

حدیث: عن ام سلمۃ رضی اللہ عنہا قالت سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم یقول لایحل لامرأۃ تؤمن باللہ والیوم الاٰخر ان تحد فوق ثلاث الا علی زوج اربعۃ اشھر وعشرا۔ (مُسلم شریف۔ج:۱، ص:۴۸۷)

ترجمہ: حضرت امّ سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ میں نے حضُور صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ جو عورت اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتی ہو اس کے لِئے یہ جائز نہیں کہ تین دِن سے زیادہ کسی کا غم منائے ہاں اپنے شوہر کا چار ماہ دس دن تک غم منا سکتی ہے اَب اگر بارہ ربیع الاوّل شریف کو حضُور صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے وصال کا غم منائیں تو بہر صُورت فرمانِ خُدا اور رسُول کی خلاف ورزی کے مرتکب ہوں گے کیُونکہ ولادت پاک کی خُوشی نہ منا کر اللہ تعالیٰ کی نعمت کا شُکر ادا نہ کیا اور وصال کا غم منا کر حدیث رسُول صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خلاف ورزی کی اگر اس حدیث کے بعد بھی کوئی یہ کہتا ہے کہ یہ روزِ وصال ہے اور ہم غم ہی منائیں گے تو اسے چاہیئے کہ ہر پیر کو غم منائے کیُونکہ پیر کے دِن وصال ہونا یقینی ہے۔ نہ کہ بارہ ربیع الاوّل شریف۔

نوٹ

اگر ۹ ذی الحج جُمعرات کا دِن بھی تسلیم کیا جائے جس طرح کہ گُمان کیا گیا تو دریں صورت بھی ۱۲ ربیع الاوّل شریف پیر کا دن نہیں بنتا کیلنڈر آپ کے سامنے ہے خُود حساب لگا سکتے ہیں۔

عیدوں کی عید

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

اللہ نے سب سے پہلے نورِ محمدی (صلی اللہ علیہ وسلم) پیدا فرمایا[1]، نبوت سے سرفراز کیا[2]، دُرودوں کا سلسلہ شروع ہُوا ـــــ فرشتے پیدا ہُوئے تو وہ بھی دُرود و سلام میں شریک ہو گئے، اور جب وہ نُور دنیا میں آیا[3] تو انسان بھی شریک ہو گئے[4] ـــــ اگر سمجھنے والے سمجھیں تو یہ بھی جشن کا ایک انداز ہے ـــــ اللہ اکبر! روزِ اوّل سے ذکر اذکار ہو رہے ہیں اور خوشیاں منائی جا رہی ہیں ـــــ اللہ کو اپنے پیاروں سے بڑی محبت ہے، اُن کی نشانیوں کو اپنی نشانیاں بنا دیا[5] اور تعظیم و تکریم کا حکم دیا[6] ـــــ اُن کے یادگار دنوں کو اپنا یادگار دن بنا دیا[7] اور ارشاد فرمایا ـــــ اور اُنھیں اللہ کے دن یاد دلاؤ[8] ـــــ انبیاء علیہم السلام کا یومِ ولادت بھی اللہ کے دنوں میں سے ایک دن ہے۔ یومِ ولادت کی اہمیت کا اندازہ قرآنِ کریم سے ہوتا ہے ـــــ حضرت یحییٰ علیہ السلام کے لیے ارشاد فرمایا ـــــ "سلامتی ہو اُس پر جس دن وہ پیدا ہُوا"[9] ـــــ حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم اِس جہانِ رنگ و بُو میں پیر کے دن تشریف لائے ـــــ آپ اظہارِ تشکر کیلئے پیر کے دن روزہ رکھا کرتے تھے، جب پوچھا گیا تو فرمایا ـــــ "اِس دن مَیں پیدا ہُوا اور اِسی دن مجھ پر وحی نازل ہُوئی"[10] ـــــ حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کی تاریخ بعض رِوایات کیمطابق ۱۲ ربیع الاوّل ۵۶۹ء ہے جس کی تائید تین چار ہزار برس پُرانے شواہد سے بھی ہوتی ہے[11] ـــــ تو پیر کے دن اور ۱۲ ربیع الاوّل کو حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم سے خاص نسبت ہے اور نسبتوں ہی سے بلندیاں نصیب ہوتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرما کر احسان جتایا[12]، احسان اس لیے جتایا جاتا ہے تاکہ اُس کو یاد رکھا جائے، یاد کیا جائے، فراموش نہ کر دیا جائے ـــــ پھر خوشیاں منانے کا بھی حکم دیا[13] ـــــ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اللہ سے عرض کیا ـــــ "ہم پر آسمان سے خوانِ نعمت اُتار کہ وہ ہمارے لیے عید ہو، ہمارے اگلوں اور پچھلوں کی"[14] ـــــ یہ بات قابلِ توجہ ہے کہ "خوانِ نعمت" اُترے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام اُس دن عید منائیں اور جب "جانِ نعمت" اُترے تو وہ دن عید کا دن نہ ہو؟ ـــــ جس رات قرآنِ کریم اُترا وہ رات ہزار مہینوں سے بہتر قرار پائے[15] اور جس دن وہ قرآنِ ناطق صلی اللہ علیہ وسلم اُترا اُس رات کی عظمت کا کیا عالم ہوگا! ـــــ شب قدر ہر سال منائی جاتی ہے تو وہ رات کیوں نہ منائی جائے جس رات آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم

(۱) مدارج النبوۃ، ج ۱، ص ۲ (۲) اشعۃ اللمعات، ص ۴۷۴ (۳) سورۂ مائدہ، ۱۵ (۴) سورۂ احزاب: ۵۶-۵۷ (۵) سورۂ بقرہ: ۱۵۸ (۶) سورۂ حج: ۳۲ (۷) تفسیر خازن و مدارک (۸) سورۂ ابراہیم: ۵ (۹) سورۂ مریم: ۱۵ (۱۰) ابن اثیر: اسد الغابہ، ج ۱، ص ۲۱-۲۲ (۱۱) بھاگوت پران، اسکند ۱۲، باب ۲، اشلوک ۱۸ (۱۲) سورۂ آل عمران: ۱۶۴ (۱۳) سورۂ یونس: ۵۸ (۱۴) سورۂ مائدہ: ۱۱۴ (۱۵) سورۂ قدر: ۳

تشریف لائے ! ـــــ اللہ نے فرمایا، اپنے رب کی نعمت کا خوب چرچا کرو [16] ـــــ امام بخاری فرماتے ہیں، سب سے بڑی نعمت تو خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں [17] تو چاہیئے اُن کا چرچا کیا جائے ـــــ

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود برسرِ منبر اپنا ذکرِ ولادت فرمایا [18] بعض صحابہ کرام کو حکم دیا اور انھوں نے آپ کے فضائل و شمائل بیان کیے [19] ـــــ آپؐ کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے ۹ھ / ۶۳۰ء میں غزوۂ تبوک سے واپسی پر آپ کے سامنے منظوم ذکرِ ولادت فرمایا [20] ـــــ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے لیے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود منبر پر چادر شریف بچھائی اور انھوں نے منبر پر بیٹھ کر آپ کی شان میں قصیدہ پیش کیا [21] آپ نے دعاؤں سے نوازا ـــــ یہ تمام حقائق احادیث میں موجود ہیں۔

مشہور تبع تابعی حضرت مالک بن انس رضی اللہ عنہ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیاری پیاری باتیں سناتے تو بڑا اہتمام فرماتے [22]، ٹھیک ایسا ہی اہتمام جیسا آج علماء و مشائخ کی بعض محافل میں نظر آتا ہے ـــــ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ ہر ماہ کی گیارہ تاریخ کو سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور نذر و نیاز پیش فرماتے تھے [23] اور یہ طریقہ اب تک رائج ہے ـــــ ابنِ تیمیہ بھی محافل میلاد منعقد کرنے والے مخلصین کی تائید کرتے ہُوئے اجر و ثواب کی بشارت دیتے ہیں [24] ـــــ مجالسِ میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کوئی نئی چیز نہیں۔ صدیوں سے اس کا سلسلہ جاری ہے اور اس کی اصل عہدِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں موجود ہے ـــــ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمہ کے والد ماجد حضرت شاہ عبدالرحیم علیہ الرحمہ پابندی کے ساتھ یومِ ولادت باسعادت پر کھانا پکا کر فقراء میں تقسیم کرتے تھے [25] ـــــ خود حضرت شاہ ولی اللہ علیہ الرحمہ اور اُن کے صاحبزادے شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمہ کا معمول تھا کہ ۱۲ ربیع الاول کو اُن کے ہاں لوگ جمع ہوتے، آپ ذکرِ ولادت فرماتے پھر کھانا اور مٹھائی تقسیم کرتے [26] ـــــ حضرت شاہ ولی اللہ علیہ الرحمہ مکہ معظمہ میں ایک محفلِ میلاد میں شریک ہُوئے جہاں آپ نے مشاہدہ فرمایا کہ انوار و تجلیات کی بارش ہو رہی ہے [27] ـــــ مولوی رشید احمد گنگوہی کے مُرشد حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ محفلِ میلاد کو ذریعۂ نجات سمجھ کر ہر سال منعقد کرتے اور کھڑے ہو کر صلوٰۃ و سلام پیش کرتے [28] ـــــ مفتی اعظم شاہ محمد مظہر اللہ دہلوی علیہ الرحمہ ۱۲ ربیع الاول کو ہر سال بڑے تزک و احتشام سے محفلِ میلاد منعقد کراتے جو نمازِ عشاء سے نمازِ فجر تک جاری رہتی پھر کھڑے ہو کر صلوٰۃ و سلام پیش کیا جاتا اور مٹھائی تقسیم ہوتی، کھانا کھلایا جاتا [29] ـــــ اللہ کے بعض فرشتے بھی کھڑے ہو کر صلوٰۃ و سلام پیش کر رہے ہیں [30] تو یہ فرشتوں کی سنت ہے ـــــ سات سو برس پہلے فاضل جلیل امام تقی الدین سُبکی علیہ الرحمہ علماء کی محفل

(۱۶) سورۂ ضحیٰ: ۱۱ (۱۷) بخاری شریف، ج ۲، ص ۵۶۶ (۱۸) ترمذی شریف ج ۲، ص ۲۰۱ (۱۹) زرقانی، ج ۱، ص ۲۷ (۲۰) ابنِ کثیر: میلادِ مصطفیٰ، ص ۲۹-۳۰ (۲۱) بخاری شریف ج ۱، ص ۶۵ (۲۲) اقامۃ القیامہ، ص ۴۴ (۲۳) قرۃ الناظر، ص ۱۱ (۲۴) الدر الثمین، ص ۸ (۲۵) اقتضاء الصراط المستقیم (۲۶) الدر المنظم، ص ۸۹ (۲۷) فیوض الحرمین، ص ۸۰-۸۱ (۲۸) فیصلہ ہفت مسئلہ مع تعلیقات، ص ۱۱۱ (۲۹) تذکرۂ مظہرِ مسعود، ص ۱۷۶-۱۷۷ (۳۰) سورۂ صٰفّٰت: ۱

میں تشریف فرما تھے وہاں حسانِ وقت امام صرصری کا نعتیہ شعر پڑھا گیا جس میں ذکرِ مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے وقت کھڑے ہونے کی آرزو کی گئی تھی، شعر کا سننا تھا کہ سارے علماء کھڑے ہو گئے [۳۱] ـــــ تو کھڑے ہو کر صلوٰۃ و سلام پیش کرنا صلحاءِ اُمت کی بھی سنّت ہے ـــــ حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کھڑے ہو کر صلوٰۃ و سلام پیش کرتے تھے اور اس کو قبولیت کا ذریعہ سمجھتے تھے [۳۲] ـــــ

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس چیز کو مسلمان اچھا سمجھیں وہ اللہ کے نزدیک بھی اچھی ہے [۳۳] ـــــ اور یہ بھی فرمایا جس نے اسلام میں اچھا طریقہ نکالا اس کے لیے اس کا ثواب ہے اور اس پر عمل کرنے والوں کا ثواب بھی [۳۴] ـــــ آپ نے یہ بھی فرمایا، ہر حال میں سوادِ اعظم [۳۵] اور جماعت و جمہور کے ساتھ رہو [۳۶] ـــــ تو مجالس عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اہتمام، حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرام، تابعین و تبع تابعین اور صلحاءِ اُمت کی سنّت ہے اور اُن کے عمل سے ثابت ہے ـــــ

محبّت کی فطرت ہے کہ عاشق ہمیشہ اپنے محبوب کی تعریف و توصیف اور ذکر اذکار سُننا پسند کرتا ہے بلکہ دل سے چاہتا ہے کہ ہر وقت اُس کا ذکر ہوتا رہے، کوئی ایسا عاشق نہ دیکھا جو محبُوب کا ذکر کرنے والے سے اُلجھتا ہو اور اس کو بُرا بھلا کہتا ہو کیونکہ یہ محبّت کی فطرت کے خلاف ہے۔ سچی بات تو یہ ہے کہ اصل خوشی منانا تو یہ ہے کہ ہر دن اور ہر آن ظاہر و باطن میں سنّتوں پر عمل کریں پھر ہر سال محبُوب ربّ العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد آمد کی خوشی منائیں جس طرح ہمارے اُن اکابر و اسلاف نے خوشی منائی جن کے دَم سے اسلام کی رونق ہے۔ مولوی رشید احمد گنگوہی کے اُستاد شاہ عبد الغنی محدث دہلوی علیہ الرحمہ نے خوب فرمایا ـــــ "میلاد شریف کی خوشی کرنے میں ہی انسان کی کامل سعادت ہے" [۳۷] ـــــ اللہ تعالےٰ حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم کی ایسی سچی محبّت عطا فرمائے کہ ہم خود بخود سُنّت کے سانچے میں ڈھلتے چلے جائیں اور ہمارا وجود دوسروں کے لیے مینارۂ نور بن جائے ۔ آمین ! بجاہ سید المرسلین رحمۃ للعالمین صلّی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم ۔

بمصطفیٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
اگر باو نرسیدی تمام بُولہبی ست

(۳۱) اقامۃ القیامہ (۳۲) اخبار الاخیار، ص ۶۲۴ (۳۳) مؤطا امام محمد، ص ۱۰۴ (۳۴) مسلم شریف، ج ۳، ص ۱۸، (۳۵) مشکوٰۃ شریف، ج ۱، ص ۵۸ (۳۶) مشکوٰۃ شریف، ص ۳۱ (۳۷) شفاء السائل

میلاد نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

محمد منشا تابش قصوری

صحابہ کرام اور محفل میلاد

عن ابن عباس رضی اللہ عنہ انہ کان یحدث ذات یوم فی بیتہ و قائع ولادتہ صلی اللہ علیہ وسلم لقوم فیستبشرون و یحمدون اللہ ویصلون علیہ فاذا جاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال حلت لکم شفاعتی۔ (الدر المنظم فی مولد النبی الاعظم)

(تنویر لابی الخطاب الاندلسی ذکرہ الزرقانی) (مولود مسعود)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما ایک دن اپنے گھر ایک اجتماع سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کے واقعات بیان فرما رہے تھے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین بڑے محظوظ ہو کر حمد الٰہی اور نبی کریم صلی االلہ علیہ وسلم پر صلوۃ و سلام پڑھ رہے تھے کہ اسی اثناء میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا تمہارے لئے میری شفاعت حلال ہو گئی۔

صحابہ کرام اور تعلیم میلاد :۔ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں :۔

مررت مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم الی بیت عامر الانصاری و کان یعلم وقائع ولادتہ علیہ السلام لابنائہ و عشیرتہ و یقول ھذا الیوم ھذا الیوم فقال علیہ الصلوۃ والسلام ان اللہ فتح لک ابواب الرحمۃ و ملائکتہ کلھم یستغفرون لک و من فعل فعلک نجی نجاتک۔

ترجمہ = نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں' میں حضرت عامر انصاری (رضی اللہ عنہ) کے گھر گیا وہ اپنے گھر اپنے بیٹوں اور رشتہ داروں کو واقعات ولادت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم دے رہے تھے اور فرما رہے تھے کہ یہی وہ دن ہے' یہی وہ دن ہے جس دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم جلوہ گر ہوئے۔ پس حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا :۔

بیشک اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے رحمت کے دروازے کھول دیئے ہیں اور تمام فرشتے تمہاری مغفرت کی دعائیں مانگ رہے ہیں اور جو شخص تیری طرح (محفل میلاد) منعقد کرے گا وہ تیری طرح نجات پائے گا۔ (حوالہ مذکور)

فائدہ :- ان دونوں روایتوں سے معلوم ہوا کہ محفل میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام کا معمول تھا اور عین ولادت باسعادت کے دن یعنی ۱۲ ربیع الاول شریف کو بھی محفل میلاد کا انعقاد صحابہ کرام کی سنت ہے۔

ستاروں کی بارش!! حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ اپنی والدہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کے وقت حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئی اس رات مجھے ہر چیز سورج کی طرح روشن دکھائی دیتی تھی میں نے ستاروں کو دیکھا تو یوں محسوس ہوتا تھا جیسے میری طرف چلے آ رہے ہیں۔

نور ہی نور!! حضرت صفیہ بنت عبد المطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کے وقت میں حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت انجام دے رہی تھی کہ میں نے دیکھا آپ کا نور چراغ کی روشنی پر غالب آگیا میں نے اس وقت دس نشانیاں دیکھیں۔

۱۔ جب آپ پیدا ہوئے تو سب سے پہلے آپ نے سجدہ کیا۔

۲۔ سجدے سے سر اٹھاتے ہی فصیح و بلیغ انداز میں کہا :-

لا الہ الا اللہ انی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

۳۔ میں نے کاشانہ نبوت کو آپ کے چہرہ انور کے نور سے نور و نور پایا۔

۴۔ میں نے آپ کو غسل دینے کا ارادہ کیا تو ہاتف نے آواز دی۔ اے صفیہ تم تکلیف نہ اٹھاؤ ہم نے اپنے حبیب کو پاک و طاہر پیدا فرمایا ہے۔

۵۔ میں نے معلوم کرنا چاہا کہ لڑکی ہے یا لڑکا؟ تو میں نے دیکھا آپ مختون اور ناف بریدہ پیدا ہوئے۔

۶۔ میں نے کپڑے میں لپیٹنے کے لئے اٹھایا تو آپ کی پشت پر مہر نبوت دیکھی۔

۷۔ آپ کے کندھوں کے درمیان تحریر تھا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
۸۔ وہاں میں نے آپ کے انوار سے بصرہ و شام کے محلات دیکھے۔
۹۔ آپ کی آنکھیں سرگیں اور چہرہ متبسم تھا۔
۱۰۔ کاشانہ اقدس پر نورانی پرچم لہراتا نظر آیا۔

بت سرنگوں ہو گئے :۔ حضرت عبدالمطلب بیان فرماتے ہیں کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کی شب طواف کعبہ میں مصروف تھا۔ نصف رات گزر رہی تھی کیا دیکھتا ہوں کہ مقام ابراہیم کی جانب بیت اللہ شریف سجدے کر رہا ہے اور اللہ اکبر کی آوازیں بلند ہو رہی ہیں پھر آوازیں سنائی دیں کہ اب میں مشرکین کی نجاستوں اور زمانہ جہالت کی ناپاکیوں سے پاک و صاف کر دیا گیا ہوں پھر وہاں پر تمام بت سرنگوں دیکھے ہبل کی طرف دیکھا جو سب سے بڑا تھا وہ بھی اوندھے منہ ایک پتھر پر گرا پڑا ہے پھر صفا پر آیا وہاں خوشی و مسرت سے شور سنائی دے رہا تھا مگر آواز دینے والے نظر نہیں آ رہے تھے ایسے محسوس ہو رہا تھا کہ پرندوں کی صورت میں ملائکہ مکہ مکرمہ پر بادل کی طرح چھائے ہوئے ہیں اور پکار پکار کر کہہ رہے ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہو چکے ہیں پھر میں کاشانہ آمنہ کی طرف آیا۔ دروازہ بند تھا میں نے کہا دروازہ کھولئے؟ حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا۔ ابا جان! محمد کی ولادت باسعادت مبارک ہو میں نے کہا۔ ذرا میرے پاس لائیے تاکہ زیارت سے شاد کام ہو لوں۔ بولیں! ابھی اجازت نہیں پھر میں نے کہا۔ آمنہ! تین دن تک اس سعادت مند فرزند کو دکھایئے گا نہیں۔

پھر میں نے ایک نقاب پوش کو دیکھا جو تلوار لیے کہہ رہا ہے عبدالمطلب! واپس جایئے تاکہ ملائکہ مقربین اور تمام مکین تیرے شہزادے کی زیارت سے فارغ ہو جائیں۔ اس پر میرا جسم لرزنے لگا اور میں فوراً باہر نکلا تاکہ قریش کو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کی خبر دوں لیکن ہفتہ بھر میری زبان بند رہی۔ میں کسی سے بھی بات نہ کر سکا۔

یہودی بوکھلا اٹھے :۔ جس رات حضور خاتم النبین صلی اللہ علیہ وسلم جلوہ افروز ہوئے اس دن مکہ کا ایک یہودی قریش سے پوچھنے لگا کیا پیر کو تمہارے ہاں کوئی لڑکا پیدا ہوا ہے؟ انہوں نے کہا ہمیں خبر نہیں۔

پھر کہنے لگا پیر کو اس امت کا رسول پیدا ہوا ہے جس کے کندھوں کے درمیان چند خوبصورت بال ہوں گے۔ دو رات تک وہ دودھ نہیں پیئے گا کیونکہ کوئی اسے دودھ پینے سے روک رکھے گا۔ قریش اس مجلس سے گھروں میں گئے تو انہیں پتہ چلا کہ عبداللہ بن عبدالمطلب کے ہاں خدا تعالیٰ نے بیٹا عطا فرمایا ہے اور اس کا نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم رکھا ہے۔ قریش نے یہ خبر یہودی کو پہنچائی تو وہ حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کے گھر آیا جب آپ کی زیارت سے مستفید ہوا تو آپ کے کندھوں کے درمیان وہ علامات دیکھیں تو اس کے ہوش اڑ گئے جب ہوش میں آیا تو اس نے کہا خدا کی قسم بنی اسرائیل سے نبوت رخصت ہو کر قریش کی طرف آگئی اور وہ بوکھلا کر کہنے لگا بخدا یہ تم پر ایسا غلبہ پائے گا کہ مشرق و مغرب تک لوگ جان لیں گے۔

جھنڈے لہرانے لگے :- حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں ولادت باسعادت کے وقت میری آنکھوں کے سامنے سے حجاب اٹھا لئے گئے یہاں تک کہ مشرق و مغرب دیکھ لئے اسی اثناء میں میں نے تین جھنڈے دیکھے ایک مشرق میں دوسرا مغرب میں اور تیسرا کعبہ کی چھت پر بروایت دیگر اپنے مکان کی چھت پر ایک جھنڈا دوسرا کعبہ مقدسہ پر اور تیسرا بیت المقدس میں مسجد اقصیٰ پر لہراتے دیکھا۔

مشکوٰۃ شریف میں ہے کہ حضور کی ولادت باسعادت کے وقت میرے لئے ایسا نور چمکا کہ شام تک کے محلات روشن ہو گئے حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا سے میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت اتنے کثرت سے نشانات مروی ہیں جن کا احاطہ کرنا ممکن نہیں اللہ تعالیٰ ہمیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک و مقدس روز کی برکات سے بہرہ ور ہونے کی توفیق مرحمت فرمائے۔

ابن جوزی محدث :- اپنی ایک بلند پایہ تصنیف "بیان المیلاد النبوی" میں رقم فرماتے ہیں کہ یہ "عمل حسن ہمیشہ حرمین شریفین زاد ہما اللہ شرفاً" و تعظیما" (مکہ مکرمہ' مدینہ منورہ) کے علاوہ مصر' یمن' شام اور تمام بلاد عرب نیز مشرق و مغرب ہر جگہ کے رہنے والے مسلمانوں میں جاری ہے۔ لوگ میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محفلیں قائم کرتے ہیں۔ ماہ ربیع الاول کا چاند دیکھتے ہی خوشیاں مناتے' غسل کرتے' عمدہ لباس پہنتے' زیب و زینت اور آرائشگی کرتے' عطر و گلاب چھڑکتے' سرمہ لگاتے اور ان ایام میں خوب خوشی و مسرت کا اظہار کرتے ہیں' جو کچھ میسر

آتا ہے (نقد جنس وغیرہ) میں سے خوب دل کھول کر لوگوں پر خرچ کرتے ہیں۔

میلاد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سننے اور پڑھنے پر بہت شان و شوکت سے اہتمام کرتے ہیں اور اس اظہار مسرت و خوشی کی بدولت خوب اجر و ثواب اور خیر و برکت حاصل کرتے ہیں۔ محفل میلاد مبارک کے تجربات میں سے یہ تجربہ شدہ بات ہے کہ جہاں یہ محفل پاک منعقد کی جاتی ہے وہاں خوب خیر و برکت، سلامتی و عافیت، کشادگی رزق اور مال و دولت، اولاد، پوتوں، نواسوں میں زیادتی ہوتی ہے آبادی اور شہروں میں امن و امان اور سلامتی، گھروں میں سکون و قرار حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محفل کی برکت سے رہتا ہے۔

ابن جوزی اس بیان کے بعد ایک نہایت ہی روح پرور اور ایمان افروز واقعہ تحریر فرماتے ہیں پڑھئے اور اپنے یقین کی دولت میں اضافہ کیجئے۔

بغداد شریف :- میں ایک شخص ہر سال میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محفل سجاتا۔ اس کے پڑوس میں ایک یہودی عورت انتہائی سخت اور متعصب رہتی تھی ایک دن اس نے بڑے تعجب سے اپنے شوہر سے کہا ہمارے اس مسلمان پڑوسی کو کیا ہو گیا جو ہمیشہ اس مہینہ میں اپنی بہت بڑی دولت، مال و زر، فقراء اور مساکین پر خرچ کر دیتا ہے اور قسم قسم کے کھانے تیار کر کے کھلاتا ہے۔ اس کے شوہر نے کہا غالباً" یہ مسلمان یہ گمان رکھتا ہے کہ اس کے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس ماہ میں پیدا ہوئے ہیں اور یہ خوشی ان کی ولادت باسعادت کے سبب کرتا ہے اس کا خیال ہے کہ ان کے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس خوشی و مسرت سے خوش ہوتے ہیں۔

زیارت اقدس :- لیکن یہودیہ نے اس بات کو تسلیم نہ کیا اور جب رات ہوئی تو اس عورت نے خواب دیکھا کہ ایک بہت ہی نورانی شخصیت تشریف فرما ہے اور اس کے ساتھ صحابہ کرام کی بہت بڑی جماعت ہے عورت نے یہ دیکھا تو بڑی متعجب تھی خواب ہی میں ایک صحابی سے پوچھا۔ یہ کون سی شخصیت ہے جنہیں میں تم لوگوں میں سب سے زیادہ معزز اور بزرگ دیکھ رہی ہوں انہوں نے فرمایا یہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ عورت نے کہا! اگر میں ان سے کچھ عرض کروں تو جواب عطا فرمائیں گے؟

سلام و ایمان :- صحابی نے فرمایا۔ ہاں تو اس نے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف بڑھنے کا ارادہ کیا۔ قریب آئی سلام عرض کر کے کہا۔ یا رسول اللہ حضور نے فرمایا اے اللہ

کی بندی! لبیک

اس پر یہودیہ بے اختیار رو پڑی اور کہنے لگی آپ مجھے اس طرح کیوں نواز رہے ہیں جب کہ میں آپ کے دین پر نہیں ہوں اس پر حضور پرنور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے تجھے اس لئے جواب دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ تجھے ہدایت دینے والا ہے۔ اس نے عرض کیا' پھر میں گواہی دیتی ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بے شک آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔

محفل میلاد:۔ پھر اس کی آنکھ کھل گئی وہ اپنے اس خواب سے بے حد مسرور اور انتہائی خوش تھی کہ اس نے سیدالانام محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت پائی اور مشرف باسلام ہوئی اس نے خواب ہی میں عہد کر لیا تھا کہ اگر صبح کی تو اپنا تمام مال و زر صدقہ کر دوں گی اور محفل میلاد منعقد کروں گی۔ پھر جب اس نے صبح کی اور اپنے عہد کو پورا کرنے کا ارادہ کیا۔

شوہر:۔ تو اس نے دیکھا کہ اس کا شوہر بھی نہایت خوش و خرم ہے اور اپنا تمام مال و زر قربان کرنے پر آمادہ ہے اس وقت اس نے اپنے شوہر سے کہا کیا بات ہے کہ میں تمہیں ایک نیک ارادے میں راغب دیکھ رہی ہوں یہ کس کے لئے ہے؟

شوہر نے اپنی عورت سے کہا' یہ تصدق اس ذات گرامی کے لئے ہے جس کے دست مبارک پر تم آج رات اسلام لا چکی ہو۔ عورت نے کہا اللہ تم پر رحم کرے تمہیں کس نے میری باطنی حالت پر مطلع کیا اس نے کہا اس ذات کریم نے جس کے دست اقدس پر تیرے بعد میں اسلام لایا۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

عورت نے کہا! اللہ تعالیٰ ہی حمد کے لائق ہے جس نے مجھے اور تمہیں دین اسلام پر جمع فرمایا اور ہم دونوں کو شرک و گمراہی سے نجات عطا فرما کر امت محمدیہ میں داخل فرمایا۔

والحمدللہ رب العالمین (بیان المیلاد النبی ص ۶۱' ۶۲ مطبوعہ پاکستان)

عصر حاضر کے شہرہ آفاق مصنف' حجاز مقدس کے عظیم محقق' شیخ العرب و العجم' استاذ مسجد الحرام' الشیخ السید محمد بن علوی المالکی الحسینی المکی نے محافل میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے انعقاد کے جواز پر ایک نہایت عمدہ جامع اور تحقیقی کتاب تصنیف فرمائی ہے جس میں عدم جواز کے قائلین کے اعتراضات کا بڑے احسن پیرائے میں جواب دیا گیا ہے۔ موصوف نے اپنی اس

گرانقدر تالیف کو "حول الاحتفال بالمولد النبوی الشریف" سے موسوم کیا ہے۔

عامتہ المسلمین کو اس کی افادیت سے روشناس کرانے کے لئے تلخیص پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔ دعا فرمایئے اللہ تعالیٰ بجاہ حبیبہ الاعلیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میری اس سعی کو شرف قبولیت عطا فرمائے۔ آمین

آغاز کتاب :- نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محافل میلاد پر بہت کچھ لکھا جا چکا ہے جس سے ہرکہ و مہ خورد و کلاں اچھی طرح آگاہ ہے راقم اس موضوع پر کچھ بھی لکھنا نہیں چاہتا تھا کیونکہ میرا اور مسلمان مفکرین کا ذہنی رجحان آج کل جن معاملات کی طرف مرکوز ہے وہ اس مسئلہ سے بھی زیادہ اہمیت رکھتے ہیں نیز میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک ایسا عنوان ہے جو ہر زمانہ میں سال بھر جاری و ساری رہتا ہے جس سے بچہ بچہ آگاہ ہے لیکن جب کثیر رفقاء نے اس مسئلہ میں میری رائے معلوم کرنے کے لئے مسلسل اصرار کیا تو اس خدشہ کے پیش نظر کہ اگر اس مسئلہ پر میں اپنا فیصلہ قلمبند نہ کروں تو صحیح علم کے چھپانے کا ارتکاب کرتا ہوں بناء" علیہ میں نے قلم سنبھالا۔

اللہ تبارک و تعالیٰ کی بارگاہ میں دست سوال دراز کرتا ہوں کہ وہ مجھے تمام امور درست لکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

ا۔ میلاد کا مفہوم :- بے شک ہم میلاد شریف کے بارے میں اس بات کے قائل ہیں کہ اس سے ہمارا مقصد سیرت مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا بیان درود و سلام کا پیش کرنا آپ کے محامد و محاسن کا سننا سنانا' حاضرین محفل کو کھانا کھلانا اور امت مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دل کو فرحت و انبساط سے شاد کام کرنا ہے۔

۲۔ مخصوص رات :- بے شک ہم علی الاعلان اس بات کا اظہار کرتے ہیں کہ ہم اس بات کے قطعا" قائل نہیں کہ میلاد شریف کی محفل صرف اسی مخصوص رات میں ہی کی جا سکتی ہے! بلکہ جو بھی ایسا اعتقاد رکھتا ہے وہ ہمارے نزدیک بدعتی ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے تعلق رکھنا ہر ساعت میں لازم ہے اور یہ بھی ضروری ہے کہ تمام انسان آپ کے تعلق و ربط اور ذکر سے معمور ہوں۔

ہاں! نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کے ماہ مقدس میں میلاد شریف

کی محفل منعقد کرنے والا، لوگوں کو اس کی طرف بلانے والا، ان کے شعور و آگہی کو بیدار کرنے والا حصول فیضان کے لحاظ سے قوی اور مضبوط ہوتا ہے کیونکہ وہ ایک زمانے کی کڑیاں دوسرے زمانے سے ملاتا ہے، چنانچہ اس ماہ مبارک میں عاشقان مصطفیٰ کو زمانہ حال سے ماضی کے ساتھ مرتبط کرتے ہوئے حاضر سے غائب کی طرف منتقل کرتا ہے۔

۳۔ وسیلہ کبریٰ:۔ محافل میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، اللہ تعالیٰ کی طرف بلانے کا عظیم وسیلہ ہیں اور یہ سنہری موقعہ قطعاً ضائع نہیں کرنا چاہئے بلکہ مبلغ علماء پر واجب ہے کہ وہ امت محمدیہ کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اخلاق حسنہ، آداب جمیلہ، احوال و اعمال جلیلہ، سیرت مقدسہ، معاملات حسینہ اور آپ کی عبادات عظیمہ سے آگاہ کریں۔ نیز یہ خطباء و واعظین پر واجب ہے کہ لوگوں کو وعظ و نصائح کے ذریعہ خیر و فلاح کی طرف رہنمائی فرمائیں بدعت سیہ اور بداعتقادی کے شر اور فتنوں سے بچائیں۔

ہم بفضلہ تعالیٰ اپنے فرض منصبی کو پورا کرتے ہوئے اس کی طرف دعوت دیتے رہیں گے اور میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مبارک محفلوں میں شرکت کرتے رہیں گے نیز ہم اعلان کرتے ہیں کہ ایسے اجتماعات سے محض لوگوں کو جمع کرنے کا مظاہرہ مقصود نہیں ہوتا بلکہ ایسی محافل عظیم ترین مقاصد کے حصول کے لئے وسیلہ کبریٰ ہیں اور وہ مقاصد فلاں فلاں ہیں، پھر ایسے مبارک اجتماعات سے جس شخص نے اپنے دین کے لئے کوئی بھی فائدہ نہ اٹھایا تو وہ برکات میلاد سے محروم رہے گا۔

دلائل انعقاد میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

۱۔ محافل میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے انعقاد کا مقصد جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات والا بابرکات سے فرحت و سرور کا حاصل کرنا ہے، ایسی خوشی و مسرت سے تو ایک کافر نے بھی فائدہ اٹھایا جیسے بخاری شریف میں ہے کہ ابولہب سے ہر پیر کو عذاب میں تخفیف ہو جاتی ہے کیونکہ اس نے اپنی کنیز ثویبہ کی زبانی نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کی خبر فرحت اثر سنی تو اسے جذبات مسرت میں آکر آزاد کر دیا تھا۔

چنانچہ حافظ شمس الدین محمد بن ناصر الدین الدمشقی اس روایت کو اپنے اشعار میں بڑی عمدگی سے موزوں فرماتے ہیں۔

اذا کان کافرا جاء ذمه
تبت یداه فی الجحیم مخلدا
اتی انه فی یوم الاثنین دائما
یخفف عنه للسرور باحمدا
فما الظن بالعبد الذی کان عمرا
باحمد مسرورا" ولمات موحدا

"جب ابولہب کافر ہے اور اس کی مذمت میں سورہ تبت یدا نازل ہوئی اور وہ دائمی دوزخی ہے پھر یہ مستند روایت کہ ابولہب سے ہر پیر کے دن ہمیشہ عذاب میں تخفیف ہو جاتی ہے۔ اس سبب سے کہ اس نے احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے میلاد شریف پر اظہار مسرت کیا تھا' تو ایسے شخص کے متعلق تیرا کیا گمان ہے جو اپنی تمام زندگی میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات اقدس سے فرحت و سرور حاصل کرتا ہوا عقیدہ توحید پر جان بحق ہوا"۔

۲۔ **پیر کے دن روزہ** نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ازخود اپنی ولادت باسعادت کے دن کی تعظیم و تکریم بجا لاتے اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہوئے فرماتے کہ یہ دن عظیم انعام و اکرام کا حامل ہے نیز حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وجود مسعود کائنات کے لئے باعث فضیلت ہے' کیونکہ آپ ہی کے وسیلہ جلیلہ سے ہر چیز عزت و حرمت سے بہرہ ور ہوئی' آپ کی ذات اقدس نے اس دن کی اہمیت کو روزہ رکھ کر بھی اجاگر فرمایا جیسا کہ حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ

ان رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سئل عن صوم یوم الاثنین؟ فقال فیہ ولدت و فیہ انزل علی (المسلم کتاب الصیام)

بے شک رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پیر کے دن روزہ رکھنے کی بابت سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا اسی دن میں پیدا ہوا اور یہی دن ہے جس میں مجھ پر قرآن کریم کے نزول کی ابتدا ہوئی اور صحیح بات یہی ہے کہ اس میں محفل میلاد کے منعقد کرنے سے متعلق دلائل پائے جاتے ہیں تاہم انعقاد کی صورتیں مختلف ہو سکتی ہیں بہرحال موجود ہے خواہ یہ روزہ رکھنے سے ہو یا کھانا کھلانے سے ذکر مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محفل ہو یا صلوۃ و سلام کا روح پرور اجتماع یا آپ کی سیرت مقدسہ کا جلسہ

۳۔ **فضل و رحمت :۔** آپ کی ذات اقدس سے خوشی و مسرت کا اظہار کرنا قرآن کریم کے حکم کے عین مطابق ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے :۔

قل بفضل اللہ و برحمتہ فبذلک فلیفرحوا

"میرے حبیب! آپ فرما دیجئے! اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی رحمت پر خوب خوشیاں مناؤ"

پس اللہ تعالیٰ نے ہمیں رحمت پر فرحت و سرور کے اظہار کا حکم فرمایا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات والا برکات تو سب سے بڑی رحمت ہے' ارشاد باری تعالیٰ ہے **وما ارسلنک الا رحمتہ للعلمین** اور ہم نے آپ کو تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

۴۔ **عاشورہ کا روزہ :۔** بے شک نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سابقہ زمانہ میں ظہور پذیر اہم دینی واقعات کے ساتھ ربط و تعلق ملحوظ خاطر رکھا۔ چنانچہ جب کسی واقعہ کے وقوع پذیر ہونے کا وقت لوٹتا ہے تو ہمیں بھی اس کے تازہ کرنے اور اس دن کی تکریم و تعظیم بجا لانے اور اس کی آمد کی وجہ سے یاد منانے کا اہم موقعہ میسر ہوتا ہے چنانچہ حدیث شریف میں ہے کہ جب آپ ہجرت فرما کر مدینہ طیبہ جلوہ افروز ہوئے تو یہودیوں کو عاشورہ کا روزہ رکھتے پایا۔ آپ نے سبب معلوم فرمایا تو کہا گیا اس دن اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ کو ان کی قوم کے ساتھ فرعون کو ہلاک کر کے اس کی ابتلاء سے نجات عطا فرمائی' اس دن کی یاد میں خوشی و مسرت سے اظہار شکرانہ کے طور پر روزہ رکھتے ہیں۔ آپ نے فرمایا ہم تم سے حضرت موسیٰؑ کے ساتھ خوشی و مسرت کا اظہار کرنے میں زیادہ حق رکھتے ہیں۔ چنانچہ اسی بنا پر نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عاشورہ کا روزہ رکھتے' نیز حکم فرماتے۔

ہم تسلیم کرتے ہیں کہ اگرچہ زمانہ نبوی میں اس ہیئت کذائیہ کے ساتھ میلاد کی محافل

نہیں ہوتی تھیں مگر اس کی انفرادی حیثیت و کیفیت موجود تھی۔ تفصیل آئندہ سطور میں ملاحظہ فرمایئے گا۔

۵۔ **صلوۃ و سلام :-** محافل میلاد صلوۃ و سلام پر ابھارتی ہیں اور صلوۃ و سلام مطلوب و محبوب ہے ان اللہ و ملائکتہ یصلون علی النبی یاایھاالذین امنواصلواعلیہ و سلموا تسلیما

اور جو چیز مطلوب شرعی پر ابھارتی ہو وہ عین مطلوب و مقصود شریعت ہے۔ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود و سلام کے فوائد و فضائل بے شمار ہیں' جو دینی و دنیوی امور میں معاون و مددگار ہیں ان کی تفصیل و تشریح سے زبان و قلم قاصر ہیں۔

۶۔ **معرفت الٰہی :-** محفل میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم واقعات ولادت' معجزات سیرت اقدس اور آپ کے محامد و فضائل پر مشتمل ہوتی ہے۔ اس بنا پر میں پوچھتا ہوں کہ "کیا اللہ تعالیٰ نے ہمیں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی معرفت اور آپ کی پیروی کا حکم نہیں دیا؟ کیا آپ کے اعمال و افعال سے سکون و اطمینان حاصل نہیں ہوتا؟ آپ کے نشانات نبوت اور معجزات کی تصدیق نہ کریں۔ سچی بات یہی ہے کہ ایسی کتابیں جن میں میلاد شریف کو موضوع قلم بنایا گیا ہے ایسے مطالبات و مقاصد پر کما حقہ پوری اترتی ہیں۔

۷۔ **حقوق کی ادائیگی :-** امت مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حقوق جو ہم پر واجب ہیں ان کو آپ کے اوصاف حمیدہ اور اخلاق جمیلہ کے بیان کرنے سے بجا لا سکتے ہیں اور اس واجب کی ادائیگی محافل میلاد سے پوری کی جا سکتی ہے۔

شعراء کرام آپ کے محامد و محاسن کو نعت و قصائد کی صورت میں ہدیتہ" پیش کرتے ہیں ان کے اس فعل کو نبی کریم محبت و کرم سے ملاحظہ فرماتے ہیں اور اپنے انعام و اکرام سے بھی نوازتے ہیں جب حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نعت و تعریف کرنے والے سے اپنی خوشی و مسرت کا اظہار فرماتے ہیں تو تم اس خوش نصیب شخص سے اظہار شادمانی کیوں نہ کرو گے جو آپ کے شمائل و خصائل جمع کر رہا ہے بلاشبہ محافل میلاد نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خوشنودی و قرب کے حصول کا اہم ذریعہ ہے۔

۸۔ **تکمیل ایمان :-** رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق و خصائص' شمائل و فضائل سے افضل و اکمل و اجمل و احسن کسی بھی شخص کے نہیں' حضورؐ سے محبت اور ایمان کی تکمیل

تقاضائے شریعت ہے اور جو چیز محبت کی زیادتی اور ایمان کی تکمیل کی داعی ہو وہ بھی اسی طرح محبوب و مطلوب ہے (اور یہ نعمت میلاد النبی کی محافل سے بدرجہ اتم پائی جا سکتی ہے)

۹۔ **جمعتہ المبارک :-** رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جمعتہ المبارک کے فضائل بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ جمعہ کے دن کو اس لیے بھی فضیلت حاصل ہے کہ اس دن حضرت آدم علیہ السلام پیدا ہوئے۔

۱۰۔ **میلاد حضرت آدم علیہ السلام :-** جب حضرت آدم علیہ السلام کے یوم ولادت کی نسبت سے جمعہ کو شرف و فضل حاصل ہے تو اس دن کو فضیلت و عظمت، بزرگی اور برتری کیوں نہ حاصل ہو گی جس میں سید الانبیاء و المرسلین جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت ہوئی۔ نیز یہ عظمت و بزرگی ولادت باسعادت کے صرف اسی پیر کے ساتھ مختص نہیں بلکہ یوم جمعہ کی طرح عام ہو گی (یعنی ہر پیر کا دن بزرگی و عظمت کا حامل قرار پائے گا جیسے ہر جمعہ اپنے اندر خیر و برکت رکھتا ہے) تاکہ نعمت عظمیٰ کا شکریہ ادا کیا جا سکے اور فیضان نبوت سے بہرہ ور ہوں نیز تاریخ انسانی میں جن واقعات کو خصوصی اہمیت حاصل ہے انہیں زندہ رکھا جائے۔

۱۱۔ **حضرت عیسیٰ ؑ کی جائے میلاد :-** بیت اللحم سے جب (شب معراج) نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم گزر رہے تھے تو حضرت سیدنا جبریل علیہ السلام نے عرض کیا! یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم اس جگہ دو رکعت نماز نفل ادا فرمالیں، آپ نے نفل ادا کئے۔ حضرت جبریل علیہ السلام نے دریافت کیا حضورؐ یہ کون سی جگہ ہے؟ آپ نے فرمایا جبریل آپ بتایئے تو جبریل علیہ السلام نے عرض کیا یہ وہ باعظمت مکان ہے جہاں حضرت عیسیٰ پیدا ہوئے (جب ایک نبی کی جائے میلاد کی تعظیم و تکریم کا یہ عالم ہے تو سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مقام ولادت یوم میلاد کی عظمت و توقیر کا اندازہ کون لگا سکتا ہے)۔

۱۲۔ **محبوب و مطلوب :-** نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے میلاد کی محفلوں کو علماء اسلام اور مسلمانوں نے تمام ممالک میں مستحسن قرار دیا ہے دنیا کے کونے کونے میں میلاد کی مجلسیں قائم ہوتی آ رہی ہیں جن کو بروایت حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ شرعاً محبوب و مطلوب قرار دیا جا سکتا ہے کہ جس چیز کو مسلمان اچھا گمان کریں وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں

بھی اچھی ہے اور جسے وہ اچھا نہ سمجھیں وہ اللہ تعالیٰ کو بھی ناپسند ہے (پس ذکر مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کوئی بھی مسلمان ناپسند و مکروہ تصور نہیں کر سکتا)

محفل میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حمد و ثنا' نعت و صدقہ اور تعظیم و توقیر مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عبارت ہے جو شرعاً" مطلوب و مقصود ہے ایسے افعال و اعمالؑ کے بجا لانے میں بکثرت آثار و احادیث وارد ہیں۔

۱۳۔ **واقعات انبیاء :۔** قرآن کریم میں ارشاد ہے **وکلا نقص علیک من انباء الرسل ما نثبت بہ فوادک** (سورہ ہود آیت ۹)

"ہم تمام رسولوں کے واقعات اس لئے حکایت کرتے ہیں تاکہ آپ کا دل مطمئن ہو اس ارشاد سے یہ بالکل واضح ہو رہا ہے کہ انبیاء و مرسلین کے واقعات بیان فرمانے میں یہ حکمت پوشیدہ تھی کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قلب اطہر کو مطمئن رکھا جائے اور یہ حقیقت ہے کہ آج ہم اپنے دلوں کو مضبوط و مستحکم رکھنے کے لئے بہت ہی زیادہ محتاج ہیں پس ہمارے لئے یہ لازمی امر ہے کہ ہم سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے احوال و آثار' حالات و معجزات اور واقعات سے آگاہی حاصل کریں۔ کیونکہ ہم آپ کی نسبت بہت زیادہ حاجت مند ہیں۔

۱۴۔ **امر خیر :۔** ہر وہ چیز جو صدر اول میں موجود نہ تھی اور جسے سلف صالحین نے انجام نہیں دیا ضروری نہیں کہ وہ بدعت ہی ہو اور اس کا انجام دینا حرام ٹھہرے اور اس کا انکار کرنا لازم ہو بلکہ اس امر جدید کو شریعت مبارکہ کے دلائل پر پیش کرنا لازمی ہے کیونکہ جو امر خیر پر مشتمل ہو اس کا بجا لانا واجب اور جو حرام پر دلالت کرے اسے حرام و ناجائز ٹھہرانا لازم ہے اگر وہ مکروہ پر مشتمل ہو تو مکروہ مباح پر دال ہو تو مباح اور اگر مندوب پر ہو تو ایسا فعل مستحب قرار پائے گا نیز وسائل و ذرائع کا حکم مقاصد کے حکم کے مساوی و برابر ہو گا۔

اقسام بدعت :۔ علماء کرام نے بدعت کو متعدد اقسام پر تقسیم کیا ہے۔ واجبہ' مندوبہ' مکروہ' مباح اور حرام

بدعت واجبہ :۔ باطل و گمراہ لوگوں کے نظریات کا رد کرنا اور علم نحو کی تحصیل

بدعت مندوبہ :۔ پل بنانا' مدارس قائم کرنا' میناروں پر اذان دینا اور اعلان جو ابتدائے اسلام میں نہیں تھا

بدعت مکروہ:۔ مساجد و مصاحف کی تزئین و آرائش وغیرہ
بدعت مباح:۔ آٹا چھان کر استعمال میں لانا اور اشیائے صرف میں فراخی دکھانا
بدعت حرام:۔ جو سنت کے مقابلہ میں ایجاد کی گئی ہو اور اس پر شرعی دلائل درست نہ آتے ہوں نیز اس میں کسی قسم کی شرعی بہتری نہ پائی جاتی ہو

ہر بدعت حرام نہیں یہ بات درست ہوتی تو حضرت ابوبکر صدیق' سیدنا فاروق اعظم اور حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہم قرآن پاک کی جمع و تدوین کو حرام قرار دیتے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وصال شریف تک قرآن کریم اس صورت میں نہیں تھا بلکہ قراء صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کے ہاں متعدد مصاحف میں تھا جسے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یکجا فرمایا۔ نیز اگر بدعت حرام جیسی صورت ہوتی تو سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز تراویح کے لئے صحابہ کرام کو ایک امام کی اقتداء میں جمع نہ کرتے اور یہ اعلان مسرت نہ فرماتے نعمت البدعتہ ھذہ یہ کتنی عمدہ بدعت ہے۔

اگر یہی بات ہوتی تو تمام نافع علوم و فنون میں تصانیف و تالیفات ناجائز و حرام قرار پاتیں اور پھر یہ بھی ہم پر واجب ہوتا کہ ہم جہاد میں کفار کے ساتھ مقابلہ میں تیر' تلوار اور ڈھال سے ہی کام لیتے جب کہ دشمن ہم پر گولیاں چلاتے' توپوں' ٹینکوں' آبدوزوں اور جنگی طیاروں سے تباہی مچاتے۔ نیز میناروں پر سے اذان دینا' پل' مدرسے' ہسپتال' رفاہی ادارے' یتیم خانے' جیلیں بنانا' سب کچھ ناجائز و حرام ہوتا اس لئے علماء کرام نے "ہر بدعت ضلالت ہے" ان کلمات کو بدعت سیئہ کے ساتھ مقید فرمایا ہے' اس قید کی بجا پر ایسے وہ تمام واقعات جو اکابر و تابعین عظام سے وقوع پذیر ہوئے جو رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مبارک وقت میں ظہور نہیں ہوئے تھے ان کی تصریح و تشریح ہو جاتی ہے۔

(کہ شرعاً" وہ جائز اور بھلائی پر دلالت کرنے والے ہیں۔ آج ہم نے ایسے مسائل ایجاد کر لئے ہیں جنہیں سلف صالحین نے قطعاً" انجام نہیں دیا۔ مثلاً نماز تراویح کے بعد رات کے آخری حصہ میں ایک امام کی اقتداء میں نماز تہجد ادا کرنا' شبینہ کا اہتمام کرنا یعنی ایک ہی شب میں قرآن کریم کا ختم کرنا' ختم قرآن پر دعا' ستائیسویں شب کو نماز تہجد کے بعد امام کا خطبہ دینا' نماز تراویح کے لئے منادی کا یوں اعلان کرنا کہ آیئے نماز تراویح ادا فرمائے اللہ تعالیٰ تمہیں ثواب عطا

فرمائے گا یہ تمام امور ایسے ہیں جنہیں نہ تو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انجام دیا اور نہ ہی سلف صالحین میں سے کسی نے ادا کئے تو کیا انعقاد محفل میلاد جو ہم کرتے ہیں یہی بدعت ہے؟ (مذکورہ امور میں بعض ہمارے ہاں نہیں ہوتے وہ صرف اسی زمانہ میں حرمین شریفین اور ممالک عربیہ میں شروع ہوئے ہیں)

تابش قصوری

حضرت امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ ایسی بات جو نئی ایجاد ہو اور وہ کتاب و سنت اجماع یا کسی منقول کے مخالف ہو وہ بدعت سیئہ ہے اور ہر وہ چیز جو بھلائی اور نیکی پر دلالت کرتی ہو اور مذکورہ بالا قواعد میں سے کسی ایک کے بھی مخالف نہ ہو وہ محمود و پسندیدہ ہے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا "جس شخص نے اسلام میں کوئی اچھا طریقہ جاری کیا اور اس پر بعد میں آنے والے لوگوں نے عمل کیا تو اس کے لئے اتنا ہی اجر و ثواب ہے جس قدر لوگوں نے اس پر عمل کیا اور عمل کرنے والے کے اجر و ثواب میں کوئی کمی نہ ہو گی۔ میلاد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محفل کو منعقد کرنا اس طرح ہے جیسے آپ کے ذکر پاک کو زندہ کرنا ہے اور یہ ہمارے نزدیک اسلام میں محبوب و مشروع ہے' جیسا کہ آپ جانتے ہیں حج کے اکثر اعمال اہم واقعات کی یادگاریں اور مقامات ممدوحہ کی پسندیدہ و محبوب ادائیں ہیں۔

چنانچہ صفا و مروہ کی سعی' جمرات کو کنکر مارنا' جانوروں کی قربانی دینا' یہ تمام گزرے واقعات ہیں جنہیں مسلمان وا تحد" تجدید کی صورت میں دہراتے چلے آ رہے ہیں۔ محفل میلاد کے شروع ہونے سے متعلق جو مذکور ہوا وہ ایسی محفل کے شرعاً" جائز ہونے سے متعلق ہے جس میں غلط اور مذموم افعال نہ ہوں جن کا انکار اور ناپسندیدگی واجب ہے اور اگر محفل میلاد میں کوئی غیر شرعی فعل و امر پایا جائے جس کا انکار واجب ہے تو اس کے ناجائز اور ممنوع ہونے میں کوئی شبہ نہیں مثلاً مردوں' عورتوں کا اختلاط ناجائز اور محرمات کا ارتکاب اور ایسی فضول خرچی جو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ناراضگی کا باعث ہو لیکن اس طرح اس کا ناجائز ہونا عارضی ہو گا ذاتی نہیں ہو گا جو اہل علم و دانش پر مخفی نہیں۔

میلاد اور ابن تیمیہ :۔ علامہ ابن تیمیہ کہتے ہیں بعض لوگوں کو میلاد شریف منعقد کرنے پر ضرور ثواب ہو گا۔ ایسے ہی جیسے بعض لوگ عیسائیوں کے متعلق کہتے ہیں کہ وہ حضرت عیسیٰ کی

کے مذہب میں قرآن کریم پر نقش و نگار مکروہ ہیں۔

فقہاء کرام میں سے ایک فقیہ نے یوں وضاحت فرمائی کہ مذکور الصدر رئیس نے ایک ہزار روپے قرآن کریم کے اوراق کی جز بندی اور حروف کو نمایاں کرنا پر صرف کئے تھے چونکہ اس میں دونوں امرپائے جاتے ہیں اس لئے امام نے مصلحت کی بنا پر عمدہ و افضل فرمایا اور نقص کے باعث اس پر نقش و نگار کو ناپسند کیا (اس حکایت سے ابن تیمیہ کے نزدیک محفل میلاد کا مشروع ہونے کے باعث منعقد کرنا بہتر و افضل ہے اور بدعت کی وجہ سے ناپسند و ممنوع)

میلاد کا مفہوم:- ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ محفل میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کسی خاص کیفیت سے مختص نہیں اور نہ ہی لوگوں پر اس کا اہتمام و التزام لازم ہے ہر وہ چیز جو خیر و برکت کی داعی ہو اور لوگوں کو ہدایت اور صراط مستقیم پر جمع کرتی ہو ان کے دینی و دنیوی امور میں سود مند ثابت ہو تو ایسی محفل سے اغراض و مقاصد کی تکمیل حاصل ہو جاتی ہے۔ پس جب ہم کسی ایسے معاملہ پر جمع ہوں جو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے محامد و محاسن پر دلالت کرتا ہو جس میں آپ کے شمائل و خصائل، فضائل و خصائص، جہاد و غزوات اور معجزات کا بیان ہو۔ اگرچہ ان حالات و واقعات کا تعلق میلاد سے بھی نہ ہو جو عرف عام میں میلاد کے ساتھ سمجھے جاتے ہیں تب بھی ہمارا مقصد حاصل ہو جائے گا یعنی اس محفل کے منعقد کرنے سے جملہ مفہوم و مطالب ثابت اور متحقق ہو جاتے ہیں اور ایسی صورت میں کسی ایک کا بھی اختلاف نہیں ہے۔

جشنِ میلاد اور تصورِ بدعت

محمد رضا الدین صدیقی

انسانیت جہالت و بد اعمالیوں کے حصار میں مقید تھی عرفان و آگہی کے تمام راستے شیطنت و گمراہی کے دبیز اندھیروں کی لپیٹ میں تھے، کہ فاران کی وادیوں سے اک مہر ابد تاب طلوع ہوا۔ اس آفتاب رشد و ہدایت کی روشن و تاباں کرنیں ظلمتوں کا جگر چاک کرتی ہوئی چار سو پھیل گئیں۔ حقیقت کا روئے دلنواز بے نقاب ہو گیا ایصال الی المطلوب کے سارے دریچے کھل گئے اور منزل جاناں کے متلاشی حریم ناز میں باریاب ہونے لگے یہ کتنی بڑی سعادت تھی، کتنی بڑی نعمت تھی۔ اتنی بڑی کہ خود خالق کائنات کس انداز میں اس کی اہمیت کا احساس دلا رہے ہیں۔

هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَ
يُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِن كَانُوا مِن قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ۔ (الجمعہ)

وہی اللہ ہے جس نے مبعوث فرمایا امیّوں میں ایک رسول انہیں میں سے جو پڑھ کر سناتا ہے انہیں اس کی آیتیں اور پاک کرتا ہے ان (کے دلوں) کو اور سکھاتا ہے انہیں کتاب و حکمت اگرچہ وہ اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے۔ (ضیاء القرآن)

سو جنہوں نے اس نعمت اور فضل عظیم کی اہمیت کو سمجھا انہوں نے اللہ کے حضور سجدہ شکر ادا کیا اور اس نعمت کی یاد دلوں میں تازہ رکھنے کی خاطر ذکر میلاد رسول علیہ التحیۃ والثناء پر مداومت اختیار کی اور وہ یہ اہتمام کیوں نہ کرتے؟ کہ ان کے پروردگار حقیقی نے خود حکم دیا تھا۔

قل بفضل اللہ وبرحمتہ فبذالک فلیفرحوا ھو خیر مما یجمعون۔

(اے حبیب) آپ فرمایئے یہ کتاب محض اللہ کے فضل اور اسکی رحمت سے نازل ہوتی ہے پس چاہئے کہ اس پر خوشی منائیں یہ بہتر ہے ان تمام چیزوں سے جن کو وہ جمع کرتے ہیں۔ (ضیاء القرآن)

حقیقت شناس اس بات کا ادراک کر گئے کہ رحمۃ للعالمین اور صاحب فضل عظیم کی تشریف آوری سے بڑھ کر ان کے حق میں اور کون سی نعمت ہو سکتی ہے کہ جس کے تصدق میں کتاب مبین عطاء ہوئی۔ لیکن کچھ ذہن تھے کہ تذبذب شعار تھے اسیر ظن و تخمین تھے انہیں یہ گمان گزرا کہ محفل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اہتمام بدعت ہے یہ تو دینی روایات میں رخنہ اندازی کا سبب ہے اس کے جواز میں تو قرآن و سنت سے کوئی دلیل ہی میسر نہیں۔ آیئے اس امر کا یہاں جائزہ لیتے ہیں۔

بدعت کسے کہتے ہیں؟

علامہ ابن حجر مکی رحمتہ اللہ علیہ بدعت کی لغوی تعریف کرتے ہوئے رقم طراز ہیں

البدعہ لغتاً کان مخترعاً علی غیر مثال سابق و منہ بدیع السمٰوٰت والارض ای موجد ھما علی منیر مثال سابق (فتح المبین)

لغت میں بدعت اس نئے کام کو کہتے ہیں جس کی پہلے سے کوئی مثال موجود نہ ہو قرآن مقدس میں ارشاد باری ہے

بدیع السمٰوٰت و الارض یعنی زمین و آسمان کو بغیر کسی سابقہ مثال کے خلعت وجود عطاء فرمانے والا"۔

اصطلاح شریعت میں علماء نے بدعت کی تعریف یوں کی ہے۔

"کہ ہر وہ کام جس کی اصل قرآن و سنت میں موجود نہ ہو اور اسے ضروریات دین میں شمار کر لیا جائے"۔

• رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اور موقعہ پر اس کی وضاحت یوں فرمائی۔

من احدث فی امرنا ہذا مالیس منہ فہو رد

یعنی جس نے ہمارے دین میں کوئی نئی بات ایجاد کی جو دین سے نہیں تو وہ مردود ہے۔

اس حدیث میں ہر بات، عمل سے منع نہیں فرمایا گیا۔ بلکہ مالیس منہ (جو دین سے نہیں) کی شرط لگا دی کہ جو دین سے نہ ہو وہ مردود ہے۔

حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمتہ اللہ علیہ اس حدیث کے مفہوم کو یوں بیان فرماتے ہیں۔

"انصاف یہ ہے کہ بدعت اس کو کہتے ہیں، کہ غیر دین کو دین میں داخل کر لیا جائے" (فیصلہ ہفت مسئلہ)

شارح بخاری حضرت امام قسطلانی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امام بیہقیؒ نے امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے۔

ترجمہ۔ "وہ نئے امور جو کتاب و سنت یا اثر و اجماع کے منافی و مخالف ہوں بدعت ضلالت ہیں، اور جو اچھے امور کتاب و سنت کے مخالف نہ ہوں، بدعت ضلالت نہیں بلکہ محدثات محمودہ ہیں، (قسطلانی جلد اول ص۳۰۲)

فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور تشریحات علماء اسلام سے واضح ہو گیا، کہ ہر نیا کام قابل مذمت نہیں بلکہ وہ مردود ہے جو دین سے نہ ہو، یعنی کتاب و سنت یا اثر و اجماع سے اس کا تعلق نہ ہو۔

حضرت مجدد الف ثانیؒ کا نظریہ

بدعت کے بارے میں جو گفتگو اب تک ہوئی ہے اس سے واضح ہو گیا ہے کہ ـــــ

(۱) وہ نئے امور جو کتاب و سنت یا اجماع کے منافی نہ ہوں بدعت حسنہ کہلاتے ہیں۔

(۲) وہ نئے امور جو کتاب و سنت یا اجماع کے منافی ہوں اور جن کی صدر اول میں کوئی اصل یا مثال موجود نہ ہو وہ بدعت ضلالہ ہیں، اور ہر بدعت ضلالہ گمراہی ہے۔

لیکن علماء اسلام میں حضرت مجدد الف ثانی بدعت کی اس تقسیم کو قبول نہیں کرتے ہیں اور اسے گمراہی قرار دیتے ہیں اور اس پر آپ نے اپنے مکتوبات شریفہ میں زور دیا ہے۔

حضرت مجدد رحمتہ اللہ علیہ کا نظریہ یہ ہے کہ جو کام کتاب و سنت کے مطابق ہو اور اس سے دین اسلام کے کسی اصول کی خلاف ورزی نہ ہوتی ہو، اور اس کی مثال صدر اول میں بھی ملتی ہو اسے سرے سے بدعت حسنہ کہا ہی نہیں جانا چاہئے۔ بلکہ وہ تو اپنے آثار و اصول کے مطابق واجب، سنت، حسن اور مستحب وغیرہ کہلائے گا۔ آپ ہر اس نئے کام کو بدعت شمار کرتے ہیں، جس کی کوئی مثال یا اصل کتاب و سنت یا اجماع میں موجود نہ ہو، علماء کا ایک طبقہ اس خیال کی ہمیشہ حمایت کرتا رہا ہے، چنانچہ امام عبدالغنی نابلسی رحمتہ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

ترجمہ: "جو بدعت حسنہ مقصود شرع کے مطابق ہو اس کو بھی سنت ہی کہا جائے گا۔"

اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ حضرت مجدد رحمتہ اللہ علیہ اور دیگر علماء اسلام میں بدعت کے مفہوم پر نزاع محض لفظی ہے۔ حضرت مجدد ہر اس نئے کام کو جس کی مثال کتاب و سنت اور اجماع میں موجود ہو بدعت نہیں بلکہ سنت قرار دیتے ہیں، جبکہ دیگر علماء اسے بدعت حسنہ کہتے ہیں، اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا لوگوں کو تراویح کی جماعت قائم کرنے پر فرمانا کہ

"نعمت البدعۃ ہذا" کہ یہ تو بدعت حسنہ ہے۔ اس میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جس نئے کام (یعنی تراویح کے لئے جماعت کا قیام) کو نیا کام قرار دیا ہے۔ وہ ہمارے لئے بدعت حسنہ یعنی سنت قرار پایا، کیونکہ

"رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام کا عمل سنت ہے"۔

اسی اصول کی روشنی میں حضرت مجدد رحمتہ اللہ علیہ ہر ایسے نئے کام کو جس کی بنیاد، اصل یا مثال کتاب و سنت میں پائی جائے سنت قرار دیتے ہیں، جبکہ دیگر علماء، اسے لغوی معنوی میں بدعت حسنہ کہتے ہیں۔

اسی لفظی نزاع کی وضاحت کے لئے حضرت شاہ محمد مظہر ابن حضرت شاہ احمد سعید دہلوی فرماتے ہیں۔

"حضرت شاہ احمد سعید دہلوی فرمایا کرتے تھے
کہ بدعت حسنہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی کے نزدیک داخل سنت ہے
کیونکہ حضرت امام کل بدعت ضلالہ کے مطابق اس پر بدعت کا لفظ نہیں
بولتے اور آپ کے اور ان علماء کے درمیان جو بدعت حسنہ کے قائل ہیں،
محض لفظی نزاع ہے (مقامات سعیدیہ ص۱۲۵)

اسی طرح حضرت محمد مراد مکی (معرب مکتوبات مجدد الف ثانی) رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

"حضرت امام ربانی نے اپنے مکتوبات میں بہت سے مقامات پر بدعت کے متعلق بہت سخت رویہ اختیار کیا ہے، اور آپ اس کے حق دار بھی تھے، کیونکہ اگر آپ بدعت کے معاملہ میں شدت نہ فرماتے تو سارا ہندوستان اور ماورالنہر کا خلاصہ بدعت کے اندھیروں میں ڈوب جاتا، بدعت کے بارے میں آپ کا رویہ دوسرے علماء اسلاف کے اس قول کے خلاف نہیں کہ بدعت کی دو اقسام ہیں۔ حسنہ اور سئیہ" کیونکہ حسنہ سے ان کی مراد ہر ایسی چیز ہے، جس کے لئے صدر اول میں اصل موجود ہو، اگرچہ اشارۃً ہی ہو، جیسے مساجد کے مینارے بنانا، مدارس اسلامیہ قائم کرنا، مسافر خانے تعمیر کرنا، کتابوں کی تدوین اور دلائل کی ترتیب، اور اسی طرح اور بھی کئی مثالیں ہیں، اور بدعت سیئہ وہ ہے کہ صدر اول میں اس کی کوئی اصل اور بنیاد نہ ہو، تو حضرت امام ربانی بدعت کی قسم اول پر بدعت کا اطلاق نہیں کرتے، کیونکہ اس کی اصل صدر اول میں موجود ہوتی ہے۔ تو ایسا شخص مبتلا ہے اور محدث بھی نہیں کہلائے گا، بلکہ آپ بدعت کا اطلاق صرف دوسری قسم پر ہی کرتے ہیں، دراصل اس دوسری قسم کا مرتکب ہی جتلاع اور محدث کہلانے کا سزا وار ہے، اور اس بنا پر بھی کہ حضور نے مطلقاً فرمایا، کل بدعت ضلالہ خلاصہ کلام یہ ہے کہ بدعت حسنہ اور سیئہ کے مسئلہ میں حضرت امام ربانی اور دوسرے علماء کرام کے درمیان محض نزاع لفظی ہے، کہ قسم اول پر بدعت کا اطلاق ہونا چاہئے یا نہیں؟ الغرض علماء جسے بدعت حسنہ کہتے ہیں، امام ربانی مجدد الف ثانی کے نزدیک وہ سنت میں داخل ہے (مولانا نور احمد مرحوم امرتسری، حاشیہ مکتوبات شریف، دفتر اول، مکتوب ۱۸۶، مطبوعہ نقوش پریس لاہور)

مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ کے اسی نقطہ نظر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے حضرت شاہ عبدالغنی محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ حدیث من احدث فی امرنا ہذا ...... کے تحت فرماتے ہیں۔

"اسی بنا پر حضرت شیخ مجدد رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا ہے، کہ ایسے علوم جو
حصول دین کے ذرائع اور وسائل ہیں، جیسے علم صرف و نحو سنت میں داخل
ہیں، اور حضرت شیخ مجدد اس پر بدعت کا اطلاق نہیں کرتے، کیونکہ آپ کے
نزدیک بدعت میں کوئی حسن نہیں۔ (انجاح الحاجۃ حاشیہ ابن ماجہ)

مندرجہ بالا گفتگو سے یہ واضح ہو گیا کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ کو بھی بدعت ضلالہ قرار

دینے والے علم و انصاف کے تقاضے کس حد تک پورے کر رہے ہیں؟

بدعت مذموم کیوں ہے؟

اسلام انسانیت کی ہدایت اور راہنمائی کے لئے آخری شریعت ہے۔ یہ ایک مکمل ضابطہ حیات ہے۔ اب اگر ہر کس و ناکس کو اجازت دے دی جائے کہ وہ اپنی مرضی سے دین کے نام پر جو چاہے کرتا پھرے تو دین بازیچہ اطفال بن کر رہ جائے گا دین اس لئے نہیں ہے کہ ہم اس کے ذریعے سے اپنی ہر جائز اور ناجائز آرزو کا مداوا کرتے رہیں بلکہ دین تو اس لئے ہے کہ ہماری زندگی اور ہماری تمناؤں میں اک نظم پیدا ہو اور ہم اپنے خواہشات کو ایک ضابطے کا پابند بنا دیں۔ اسی حقیقت کے پیش نظر ھادی عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت پہلے ہی خبردار فرما دیا تھا

فانہ من یعیش منکم بعدی فسیری اختلافا کثیرا فعلیکم بسنتی وسنۃ خلفاء الراشدین المھدیین۔ تمسکوا بھا وعضوا علیھا بالنواجذ و ایاکم محدثات الامور کل محدثۃ بدعۃ وکل بدعۃ ضلالۃ

ترجمہ: پس جو شخص میرے بعد زندہ رہا (امت کے درمیان) بڑی کثرت سے اختلافات دیکھے گا سو تمہارے لئے میری سنت اور خلفاء راشدین کی سنت (کی اتباع) ضروری ہے۔ اسے مضبوطی سے (ہاتھوں میں) تھامے رہو اور دانتوں میں سختی سے دبائے رکھو اور نو ظہور شدہ امور سے اجتناب کرو کہ ہر نئی بات بدعت اور ہر بدعت گمراہی ہے۔

کیا ہر نیا کام مذموم ہی ہو گا؟

اس مقام اشتال پر یہ الجھن تو لازماً پیدا ہو گی کہ زمانہ تغیر پذیر ہے انسان کو نئے نئے حالات سے نبرد آزما ہونا پڑتا ہے۔ آخر اس دگرگوں اور سیماب صفت زمانے کو ایک ہی وضع قطع اور ایک ہی رفتار اور ایک ہی ڈھب پر برقرار رکھنا کیسے ممکن ہے؟ اور یہ سوال کوئی صدیوں بعد نہیں اٹھا۔ سرکار دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت مبارکہ کے معا بعد ہی ایک ایسا مسئلہ اٹھ کھڑا ہوا کہ جس کے الہامی حل نے فکر و تدبر کی بہت سی شاہراہوں کو منور و درخشاں کر دیا۔

حضرت ابو بکر صدیق رحمتہ اللہ علیہ کے عہد ہمایوں میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں نے مسیلمہ کذاب (مدعی نبوت) کی بیخ کنی کے لئے علم جہاد بلند کیا۔ جنگ یمامہ کے موقع پر سات سو حفاظ قرآن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم شہادت کے جام بلوریں سے سیراب ہوئے۔ اگرچہ یہ بڑی سعادت کی بات تھی لیکن فاروق اعظم رحمتہ اللہ علیہ جن کا سینہ مہبط الہام ربانی تھا اور جن کا نطق ترجمان مزاج قرآنی تھا۔ کی توجہ اس طرف مبذول ہوئی کہ اگر حفاظ کرام اسی رفتار سے سرخرو

شہادت ہوتے رہے تو عین ممکن ہے کہ قرآن کی محافظت دشوار ہو جائے۔ آپ یہ خیال آتے ہی بارگاہ صدیقی میں باریاب ہوئے اور عرض گزار ہوئے کہ اے خلیفہ الرسول اگر حفاظ صحابہ کرام تواتر سے منصب شہادت پر فائز ہو رہے ہیں کل ایسا نہ ہو کہ قرآن کی حفاظت ہمارے لئے ایک مسئلہ بن جائے اس لئے میری رائے تو یہ ہے کہ قرآن کو ایک کتابی صورت میں یکجا کر دیا جائے۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ (کہ فنا فی الرسول تھے) استفسار کناں ہوئے۔

کیف تفعل مالم یفعلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

ترجمہ: "اے عمر آپ ایسا کام کس طرح کر سکتے ہیں جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سرانجام نہیں دیا"۔

حضرت عمرؓ نے عرض کیا کہ اے خلیفہ رسول بجا ہے کہ ہمارے آقا و حضور نے اپنی حیات تقدس مآب میں یہ نہیں کیا۔ لیکن اللہ رب العزت کی قسم اس میں خیر ہی خیر ہے ہمیں یہ کام کر گزرنا چاہئے۔

آپ کے شدید اصرار پر جب سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے مزید غور فرمایا تو ان کے سامنے اس تجویز کے بے شمار روشن پہلو ہویدا ہو گئے وہ بے ساختہ پکار اٹھے۔

اے عمر اللہ تیری قبر کو اپنے انوار و تجلیات سے معمور کرے تیری گفتگو نے تو میرا سینہ منور کر دیا ہے۔

المختصر آقائے صدیقؓ نے حضرت زید بن ثابت انصاری کو اس فریضہ کی بجا آوری کا حکم دیا انہیں بھی کچھ تذبذب ہوا لیکن آخر کار امتثال امر پر مجبور ہونا پڑا (تفصیل کے لئے صحیح بخاری شریف) اس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت آج تک اسی قرآن مبین سے فیض یاب کہ جو حامل قرآن کے قلب منیر پر نازل ہوا تھا۔

اس واقعہ کے بیان سے اس جانب اشارہ مقصود تھا کہ نئے مسائل کا ظہور ایک ابدی چیز تھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تربیت یافتہ صحابہ کے ابتدائی تذبذب اور بعدازیں تعامل نے ایک واضح راستہ دکھا دیا اور اس مثال کی روشنی میں جب اصل فکر و تدبر و تحقیق کی طرف مائل ہوئے تو انہیں احادیث مبارکہ کے ذخیرے ہی سے ہدایت و آگہی کا سامان میسر آگیا۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حدیث مبارکہ ہے۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من سن فی الاسلام سنۃ حسنۃ فعمل بہ بعدہ کتب لہ مثل اجر من عمل بہا ولا ینقص من اجورھم شیٔ (صحیح مسلم۔ مشکوۃ)

ترجمہ: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس نے اسلام میں کسی نیک کام کی ابتداء کی اور اس کے بعد بھی اس پر عمل کیا گیا تو جتنے لوگ بھی اس سنت حسنہ پر عمل پیرا ہوں گے۔ ان کا ثواب اس ابتداء کرنے والے شخص کے نامہ اعمال میں بھی درج ہو گا اور عاملین کے اپنے ثواب میں بھی کوئی

نقص واقع نہ ہو گا۔ لور اسی طرح اگر کسی نے اسلام میں کسی امر قبیح کو رواج دیا تو وہ اس پر عمل پیرا ہونے والوں کے گناہوں کا بوجھ بھی اٹھائے گا۔ اور ان کے پیروکاروں کے گناہوں میں بھی کوئی کمی واقع نہ ہو گی۔

گویا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ہی "کل بدعۃ ضلالۃ" سے سنتِ حسنہ کو خارج فرما دیا۔ اس طرح آپ نے شریعت اسلامیہ کو ایک عمومی مزاج بھی عطا فرمایا ارشاد ہو رہا ہے۔

ما راٰہ المسلمون حسنا فھو عند اللہ حسنا وما راٰہ المسلمون قبیحا فھو عند اللہ قبیحا۔

جس کام کو اکثر امت مسلمہ اچھا سمجھے وہ عنداللہ بھی حسن ہے اور جسے اکثر مسلمان قبیح تصور کریں وہ عنداللہ بھی قبیح ہے۔ "

اسی طرح اجماع امت کی مزید اہمیت واضح فرما دی

لاریب مری امت گمراہی پر مجتمع نہیں ہو سکتی اگر تمہیں کوئی اختلاف دکھائی دے تو سواد اعظم کی اتباع کرو۔

(سنن ابن ماجہ)

اباحت کسی دلیل کی مقتضی نہیں ہوتی!

آقاء علیہ الصلوۃ السلام کی دانش نورانی پر قربان جایئے کہ آپ نے ایسے اصول بخش دیئے ہیں کہ شریعت اسلامیہ ہر قسم کے حالات سے نبرد آزما ہونے کی صلاحیت سے بہرہ ور ہے۔

الحلال ما احل اللہ فی کتابہ الحرام ما حرم اللہ فی کتابہ وما سکت عنہ فھو عفا لکم۔ (ترمذی۔ ابن ماجہ)

ترجمہ: حلال وہ ہے جسے اللہ نے اپنی کتاب مقدس میں حلال ٹھہرا دیا لور حرام وہ ہے جس کو اللہ نے اپنی کتاب مقدس میں حرام گردانا۔ لور جن اشیاء کے بارے میں سکوت ہے تو وہ تمہارے لئے معاف ہیں۔

ان تابناک ہدایات کی وجہ سے شریعت اسلامیہ کا یہ معروف و متفقہ اصول ہے کہ "الاصل فی الاشیاء اباحۃ"

"ہر شے کی اصل اباحت ہے"

اس مختصر سی گفتگو سے یہ بات بے غبار ہو گئی کہ "نئی بات" وہ مذموم ٹھہرے گی جو دین کے عمومی مزاج اور اس کے احکام کے لئے مضرت کا باعث ہو۔ اگر حالات کے تحت کچھ ایسے اقدامات تجویز کئے جائیں کہ جن سے شریعت اسلامیہ پر کوئی حرف نہ آئے دین کی بنیادیں کمزور نہ ہوں بلکہ مضبوط و مستحکم ہوں۔ اصولوں کی خلاف ورزی نہ ہو بلکہ احکامات پر عمل میں آسانی ہو جائے تو ایسے امور و اقدامات مذموم نہیں ہیں۔ بلکہ عین ممکن ہے کہ وہ محمود ہوں لور محمود بھی ایسے کہ ان کاموں میں لول ہر نئے عامل کے ساتھ حسنات و برکات سے بہرور ہوتا رہے۔

(سبحان اللہ یہ ہے شان رحمتہ للعالمین)

علماء کی درخشندہ تصریحات

علماء اسلام نے ہم جیسے مبتدی حضرات کو ذہنی پراگندگی اور اندیشہ و اضطراب سے بچانے کے لئے بدعت کی کچھ اس طرح سے تقسیم کر دی ہے کہ اب کسی خلجان کا کوئی جواز باقی نہیں رہا (الایہ کہ کسی کو ضد کی بے جا عادت ہو)

بدعت کی اقسام

(۱) بدعت واجبہ

وہ کام جو کلیتہً تو وضع جدید رکھتا ہو لیکن اس کے وجود کے بغیر دین میں حرج واقع ہو جیسے جمع و تدوین قرآن آیات مبارکہ پر اعراب۔ عربی زبان کے قواعد کی تدوین۔ اصول تفسیر اصول حدیث۔ اصول فقہ مدارس وغیرہ کی تعمیر۔

اب اگر ان تمام اہم امور کو بدعت کہہ کر ترک کر دیا جائے تو پھر کیا ہو گا۔ یہ بیان کرنے کی احتیاج نہیں۔

(۲) بدعت مندوبہ

وہ نیا کام جو نہ تو شرعاً واجب ہے اور نہ ہی ممنوع لیکن عام مسلمان اسے ثواب سمجھ کر عمل پیرا ہوتے ہیں۔ مثلاً میلاد و سیرت کے اجتماعات۔ محافل ذکر اولیاء (عرس) دینی کتب کی طباعت و اشاعت کے لئے جدید ٹکنالوجی کا استعمال وغیرہ۔

(۳) بدعت مباحہ

وہ نیا کام جس کے کرنے میں کوئی شرعی قباحت نہ ہو اور نہ ہی کرنے والے اسے کار ثواب سمجھیں مثلاً نئے نئے مشروبات و ماکولات سے لذت کام و دہن کا مداوا۔ کسی خاص علاقے کا مروجہ لباس۔

(۴) بدعت محرمہ

وہ نیا کام جس سے دین میں ضرر و نقصان کا اندیشہ ہو اور اس پر عمل کرنے سے سنن یا واجبات پر عمل میں نقص واقع ہو۔ مثلاً نئے نئے فرقوں کا ظہور۔

(۵) بدعت مکروہ

ایسا نیا کام جس سے سنن موکدہ وغیرہ کی ادائیگی رک جائے۔

الحمدللہ مذکورہ بالا گفتگو سے بدعت کی مدحت، مذمت اور اباحت کے بہت سے گوشے سامنے آگئے ہیں۔ اب ہم دیکھتے ہیں کہ کیامروجہ محفل میلاد مصطفیٰ علیہ التحیہ والثناء کی کوئی اصل شرعی موجود ہے یا نہیں؟

قرآن و حدیث میں ذکر آمد رسولؐ

محافل میلاد میں حضور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے سوختہ سامان آپ کے نور مقدس کی تخلیق آپ کی اس خاکدان گیتی میں تشریف آوری کے تذکرے ہی تو کرتے ہیں کیا احادیث کی کتابوں میں نور محمدی کے تذکرے موجود نہیں ہیں۔ کیا صاحب نشر الطیب نے نور محمدی کے بارے کئی احادیث ذکر نہیں کی ہیں؟ جب قرآن دعائے خلیل کا تذکرہ چھیڑتا ہے تو کیا ہی بانداز مگر نبی محترم کی عظمت کی فضیلت کا بیان نہیں ہے۔ مسیحا نے اتنے اچھوتے اور بلیغ انداز میں بھلا کسی کی ولادت کی نوید سنائی تھی۔ اب بتایئے تو سہی کیا قرآن نے ایک ایک کر کے ان ذلتوں اور پستیوں کا تذکرہ نہیں کیا جو آقاء حضورؐ کی تشریف آوری سے پہلے ساری دنیا پر مسلط تھیں کیا قرآن نے اس نعمت کو یاد کرنے کا حکم نہیں دیا جس کے ظہور سے پہلے ایک انسان دوسرے انسان کا دشمن تھا پھر اس رحمت تمام کے صدقے میں ان کے متنفر قلوب قریب سے قریب تر ہوئے اور اخوت و مودت کی زنجیروں میں بندھ گئے۔ اور ذرا غور تو کرو کہ وہ کون سا فضل ہے اور وہ کونسی رحمت کہ جس پر فرحت وانبساط کے اظہر کا حکم دیا جارہا ہے۔ کیا حضور کے میلاد خواں اسی حکم کی تعمیل نہیں کرتے۔

ہاں ایک اور بات کی وضاحت بھی درکار ہے کیا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد سعادت مآب میں صحابہ کرام سرکار کی محبت سرائی اور ولادت کے جان فزا نغمات نہیں چھیڑا کرتے تھے۔ کیا ادب وبلاغت کے نوشتوں میں زمزمہ حسان کی شیرینی کا کوئی جواب آج بھی میسر ہے۔

واجمل منكُ لم ترقط عينى　　واحسن منك لم تلد النساء
خلقت مبراء من كل عيب　　كانكُ قد خلقت كما تشاء

حضور گرامی مرتبت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں منعقد ہونے والی ایک محفل ذکر رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تذکرہ بھی سنئے

عن ابن عباس رضى الله عنه انه كان يحدث ذات يوم فى بيته وقائع ولادت لقوم فيستبشرون ويحمدون الله تعالىٰ ويصلون عليه الصلوة والسلام فاذا جاء النبى صلى الله عليه وسلم قال حلت لكم شفاعتى.

(رسول الکلام من کلام سید الانام فی بیان المولد و القیام)

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن عباس سے مروی ہے کہ ایک روز وہ اپنے کاشانہ اقدس میں لوگوں کے سامنے حضور اکرم و اطہر صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت پاک کے واقعات بیان کر رہے لوگ فرحت و مسرت کا اظہار کر رہے تھے اللہ رب العزت کی حمد بیان کر رہے تھے (کہ اس نے یہ نعمت کبری عطاء کی اور آقاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں درود بھیج رہے تھے۔ اچانک حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے اور ارشاد فرمایا میری شفاعت تم لوگوں کے لئے حلال ہو گئی۔

ایک اور ایمان و محبت افروز واقعہ سماعت فرمایئے۔

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن حضور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی نورانی معیت میں حضرت عامر الانصاری رضی اللہ عنہ

کی قیام گاہ کی طرف سے گزر ہوا ہم نے دیکھا وہ اپنے عزیزو اقرباء اور اولاد کو سرکار دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کے واقعات سنا رہے ہیں اور یہ کہہ رہے ہیں کہ وہ تقدس مآب دن یہی تھا (یعنی پیر کا دن) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے رحمت کے (بے شمار) دریچے وا کر دیئے ہیں اور (آسمان بالا کے) تمام فرشتے تمہارے لئے مغفرت کی دعائیں کر رہے ہیں (صرف تم ہی نہیں) جو شخص بھی تمہاری اس روش پر عمل پیرا ہو گا اسے تم جیسے اجر و ثواب کا مستحق گردانا جائے گا۔ (اللہ اکبر) (حوالہ ایضاً)

اس قدر کون محبت کا صلہ دیتا ہے
اس کا بندہ ہوں جو بندے کو خدا دیتا ہے

اور ہاں ذرا چشم تصور سے دیکھئے کہ وداع کی گھاٹیوں سے ایک چاند طلوع ہو رہا ہے کتنے ہی تابندہ ستارے اس کے گرد حلقہ بنائے ہوئے آہستہ آہستہ مدینہ کی جانب محو خرام ہیں۔ بنو نجار کے مکانوں کی چھتوں پر غنچہ ہائے نودیدہ کا ہجوم ہے یہ ننھی ننھی معصوم بچیاں کہ جن کی فرحت و مسرت اور معصومیت پر فرشتوں کا تقدس نثار ہو رہا ہے کتنے شیریں و دلنواز لہجے میں کتنا پیارا مدھر گیت گنگنا رہی ہیں۔

طلع البدر علینا من ثنیۃ الوداع
وجب الشکر علینا ما دعیٰ للہ داع

الغرض کہ میلاد مصطفیٰ علیہ اطیب الثناء کی مروجہ صورت کے جتنے بھی اجزاء ہیں ان کی اصل قرآن و حدیث میں موجود ملتی ہے۔ گویا کہ یہ عمل اپنی اصل اور نفس موضوع کے اعتبار سے مسنون و مندوب ہے اور اپنی ہیئت کے اعتبار مباح ہے اور اباحتیں کسی دلیل کی مقتضی نہیں ہوا کرتیں اور جب قرآن و حدیث سے جواز کی صورتیں میسر آجاتی ہیں تو پھر نہ جانے وہ کون سی "مصلحتیں" ہیں جس کی بنا پر یہ محمود و مستحسن امر بھی بدعت ضلالہ دکھائی دیتا ہے جس کا سلسلہ صدر اول سے اب تک جاری ہے۔ ہاں ہر زمانہ میں ذکر ولادت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے انداز اپنے اپنے رہے ہیں اور اس خوشی و مسرت کے اظہار کے طور طریقے حالات واقعات افراد اور علاقوں کی مناسبت سے مختلف ضرور رہے ہیں۔

اہل اسلام کا دائمی معمول!

عالم اسلام کے عظیم و جلیل محدث ابن جوزی رحمتہ اللہ علیہ کی شہادت سنئے۔

اھل الحرمین الشریفین والمصر والشام وسائر بلاد العرب من المشرق والمغرب یحتفلون بمجلس مولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم ویفرحون

وبتدوم هلال شهر ربيع الاوّل ويهتمون اهتماماً بليغاً على السماع
القراءة لمولد النبي صلى الله عليه وسلم وينالون بذمل اجزاجزيلا وفوزاً عظيما
(الميلاد النبوی)

ترجمہ۔ اہل مکہ و مدینہ اہل مصر و شام اور تمام عالم اسلام (مشرق تا مغرب) ہمیشہ سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت سعیدہ کے موقع پر محافل میلاد کا انعقاد کرتے چلے آرہے ہیں۔ ان میں سب سے زیادہ اہتمام آپ کی ولادت کے تذکرے کا ہوتا ہے، اور مسلمان محافل کے انعقاد سے اجر عظیم اور عظیم الشان روحانی فتوحات سے ہم کنار ہوتے ہیں۔

شاید علامہ ابن تیمیہ کی گواہی سے کچھ دل پسیج جائیں۔

متعظيم المولد استفاده موسما قد يفعله الناس ويكون له فيه اجر عظيم لحسن قصده وتعظيمه لرسول الله صلى الله عليه وسلم كما قدمته لك انه يحسن من يحض الناس مايستقبح من المؤمن المسدد۔

(اقتضاء الصراط المستقیم)

اگر محفل میلاد کے انعقاد کا مقصد تعظیم رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے تو اس کے کرنے والے کے لئے اجر عظیم ہے۔ جس طرح میں نے پہلے بیان کیا ہے اور صاف ظاہر ہے کہ مسلمان ممالک میں محافل میلاد کے انعقاد میں سوائے تعظیم آنجناب اور محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اور کوئی بھی مقصد پیش نظر نہیں ہو سکتا"۔

ایک عجیب منطق

فی زمانہ بہت سے اجتماعات شب و روز منعقد ہوتے ہیں مثلاً سیرت کانفرنسز، علمی سیمینار، دینی جماعتوں کے جلسہ، جلوس ہے کہ اس انداز سے یہ سب کچھ عہد رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نہیں ہوتا تھا۔ لیکن نہ جانے کیوں شرعی جواز صرف محافل میلاد یا ایام بزرگان دین ہی کا طلب کیا جاتا ہے؟

وہی دلائل جو میلاد و عرس کے جواز میں رد کر دیئے جاتے ہیں اپنے اجتماعات کے جواز میں فوراً قبول کر لیتے ہیں

پہلے جناب شیخ نے دیکھا ادھر ادھر
پھر سر جھکا کر داخل میخانہ ہو گئے

محافلِ میلاد ــــ غیر مستند روایات

مولانا محمد عبدالحکیم شرف قادری

ماہ ربیع الاول شریف میں دنیا بھر کے مسلمان اپنے آقا و مولا تاجدار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کے موقع پر حسب استطاعت خوشی اور مسرت کا اظہار کرتے ہیں۔ جلسہ، جلوس، چراغاں، صدقہ وخیرات سب اسی خوشی کے مظاہر ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کی سب سے بڑی نعمت کے شکریئے کے انداز ہیں۔ کچھ ذوق لطیف سے محروم ایسے لوگ بھی ہیں جن کے نزدیک ان تمام امور کا اسلام سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہے۔ اگرچہ ایسے لوگوں کی تعداد بہت کم ہے تاہم وہ وقت بے وقت اپنے دل کا ابال نکالتے رہتے ہیں۔

دوسری طرف اہل سنت و جماعت کے اکثر خطباء و مقررین ہیں جو تبلیغ دین کو ایک مشن بنانے کی بجائے سنی سنائی باتوں پر غیر مستند کتابوں کے حوالے سے روایات بیان کر کے جوش خطابت کے جوہر دکھاتے ہیں۔ اور سادہ لوح عوام الناس جذبات کی رو میں بہہ کر نعرہ تکبیر ونعرہ رسالت لگا کر خوش ہو جاتے ہیں۔

چند سال سے علامہ ابن حجر مکی ہیتمی قدس سرہ متوفی (۹۷۴) کے نام سے ایک کتاب "نعمت الکبریٰ علی العالم فی مولد سید ولد آدم" دیکھنے میں آ رہی ہے۔ جس میں حضور علیہ السلام کے فضائل کو اور محامد کے ساتھ ساتھ میلاد شریف منانے کے فضائل بیان کئے گئے ہیں۔ مقررین حضرات کے لئے یہ کتاب بڑی دلچسپی کی چیز ثابت ہوئی ہے۔ اکثر خطباء اس کے حوالے سے اپنی تقریروں کو چار چاند لگا رہے ہیں۔

اس کتاب میں خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کے ارشادات سے میلاد شریف کے پڑھنے کے فضائل اس طرح بیان کئے گئے ہیں۔

۱:۔ جس شخص نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے میلاد شریف کے پڑھنے پر ایک درھم خرچ کیا وہ جنت میں میرے ساتھ ہو گا (حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

۲:۔ جس شخص نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے میلاد شریف کی تعظیم کی اس نے اسلام کو زندہ کیا۔ (حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

۳:۔ جس شخص نے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے میلاد شریف کے پڑھنے پر ایک درہم خرچ کیا گویا وہ غزوۂ بدر وحنین میں حاضر ہوا (حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

۴:۔ جس شخص نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے میلاد شریف کی تعظیم کی اور میلاد کے پڑھنے کا

سبب بنا۔ وہ دنیا سے ایمان کے ساتھ جائے گا اور جنت میں حساب کے بغیر جائے گا (حضرت علی مرتضٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

اس کے علاوہ حضرت حسن بصری، جنید بغدادی، معروف کرخی، امام رازی، امام شافعی، سری سقطی وغیر ھم رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ارشادات نقل کئے گئے ہیں۔

اس کتاب کے مطالعہ کے بعد چند سوالات پیدا ہوتے ہیں اکابر علمائے اہلسنت سے درخواست ہے کہ وہ ان کا جواب مرحمت فرمائیں۔

ا:۔ فضائل اعمال میں حدیث ضعیف مقبول ہے۔ علامہ ابن حجر مکی فرماتے ہیں معتبر اور مستند حضرات کا اس بات پر اتفاق ہے کہ حدیث ضعیف فضائل اعمال میں حجت ہے (تطہیر الجنان، ص ۱۳)

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے قول، فعل اور تقریر کو بھی حدیث کہا جاتا ہے۔ (مقدمہ مشکوٰۃ شریف از شیخ عبدالحق محدث دہلوی)

علامہ ابن حجر مکی دسویں صدی ہجری میں ہوئے ہیں لازمی امر ہے کہ انہوں نے مذکورہ بالا احادیث صحابہ کرام سے نہیں سنیں لہٰذا وہ سند معلوم ہونی چاہئے۔ جس کی بنا پر یہ احادیث روایت کی گئی ہیں۔ خواہ وہ سند ضعیف ہی کیوں نہ ہو یا ان روایات کا کوئی مستند ماخذ ملنا چاہئے۔

حضرت عبداللہ ابن مبارک فرماتے ہیں

اسناد دین سے ہے۔ اگر سند نہ ہوتی تو جس کے دل میں جو آتا کہہ دیتا (مسلم شریف جلد ۱ ص ۱۲)

۲:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

میری امت کے آخر میں ایسے لوگ ہوں گے جو تمہیں ایسی حدیثیں بیان کریں گے جو نہ تم نے سنی ہوں گی اور نہ تمہارے آباد نے فایاکم وایاھم تم ان سے دور رہنا (مسلم شریف جلد ۱ ص ۹)

سوال یہ ہے کہ خلفاء راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور دیگر بزرگان دین کے یہ ارشادات امام احمد رضا بریلوی شیخ عبدالحق محدث دہلوی، حضرت مجدد الف ثانی، ملا علی قاری علامہ سیوطی، علامہ نبھانی قدس اسرار ہم اور دیگر علماء اسلام کی نگاہوں سے کیوں پوشیدہ رہے۔ جب کہ ان حضرات کی وسعت علمی کے اپنے اور بیگانے سب ہی معترف ہیں۔

۳:۔ خود ان اقوال کی زبان اور انداز بیان بتا رہا ہے کہ یہ دسویں صدی کے بعد تیار کئے گئے ہیں۔ میلاد شریف پڑھنے پر دراہم خرچ کرنے کی بات بھی خوب رہی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہ تعالیٰ عنہم کے دور میں نہ تو میلاد شریف کی کوئی کتاب تھی۔ جو پڑھی جاتی تھی اور نہ ہی میلاد کے پڑھنے کے لئے انہیں دراہم خرچ کرنے اور فیس ادا کرنے کی ضرورت تھی۔ اور ایسا بھی نہیں تھا۔ کہ وہ صرف ربیع الاول کے مہینے میں میلاد ہوتی تھی۔ جس میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حسن و جمال، فضل وکمال اور آپ کی تعلیمات کا ذکر ہوتا تھا۔

آج یہ تصور قائم ہو گیا ہے کہ ماہ ربیع الاول اور محفل میلاد میں صرف حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کا تذکرہ ہونا چاہئے بلکہ بعض اوقات تو موضوع سخن صرف میلاد شریف منانے کا جواز ثابت کرنا ہوتا ہے۔ اور ایسا بھی ہوتا ہے کہ ہر مقرر اپنی تقریر میں میلاد شریف کے جواز پر دلائل پیش کر کے اپنی تقریر ختم کر دیتا ہے۔ اور جلسہ برخاست ہو جاتا ہے حالانکہ میلاد شریف منانے کا مقصد تو یہ ہے کہ خدا اور رسول (جلاوعلا صلی اللہ علیہ وسلم) کی محبت مضبوط سے مضبوط تر ہو اور کتاب وسنت کے مطابق عمل کرنے کا جذبہ پیدا ہو۔ ہماری محفلیں مستند روایات کے حوالے سے میلاد شریف کے بیان سے بھی خالی ہوتی ہیں اور عمل کی تو بات ہی نہیں کی جاتی۔

۳:۔ علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی قدس سرہٗ نے جواہر البحار کی تیسری جلد میں ص۳۲۸ سے ۳۳۷ تک علامہ ابن حجر مکی ہیثمی کے اصل رسالہ "النعمۃ الکبریٰ علی العالم بمولد سید ولد آدم" کی تلخیص نقل کی ہے۔ جو خود علامہ ابن حجر مکی نے تیار کی تھی۔ اصل کتاب میں ہر بات پوری سند کے ساتھ بیان کی گئی تھی۔ تلخیص کی سند دہ کو حذف کر دیا گیا ہے۔ ابن حجر فرماتے ہیں

میری کتاب واضعین کی وضع اور ملحد و مفتری لوگوں کے انتساب سے خالی ہے جب کہ لوگوں کے ہاتھوں میں جو میلاد نامے پائے جاتے ہیں ان میں سے اکثر میں موضوع اور جھوٹی روایات موجود ہیں (جواہر البحار جلد ۳ ص۳۲۹)

اس کتاب میں خلفاء راشدین اور دیگر بزرگان دین کے مذکورہ بالا اقوال کا نام ونشان تک نہیں ہے۔ اس سے یہ نتیجہ نکالنے میں کوئی دشواری پیش نہیں آتی کہ یہ ایک جعلی کتاب ہے جو علامہ ابن حجر کی طرف منسوب کر دی گئی ہے۔

علامہ سید محمد عابدین شامی، صاحب ردالمختار کے بھتیجے علامہ سید احمد عابدین شامی نے اصل نعمت کبریٰ کی شرح "نثر الدرر علی مولد ابن حجر" لکھی جس کے متعدد اقتباسات علامہ نبہانی نے جواہر البحار جلد ۳ میں ص۳۳۷ سے ص۳۴۷ تک نقل کئے ہیں۔ اس میں بھی خلفاء راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے مذکورہ بالا اقوال کا کوئی ذکر نہیں ہے۔

ضرورت ہے کہ محافل میلاد میں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کے ساتھ ساتھ آپ کی سیرت طیبہ اور آپ کی تعلیمات بھی بیان کی جائیں۔ اور میلاد شریف کی روایت مستند اور معتبر کتب سے لی جائیں۔ مثلاً مواہب لدنیہ، سیرت حلبیہ، خصائص کبریٰ، زرقانی علی المواہب، مدارج النبوت اور جواہر البحار وغیرہ اور اگر صحاح ستہ اور حدیث کی دیگر معروف کتابوں کا مطالعہ کیا جائے تو ان سے خاصا مواد جمع کیا جا سکتا ہے۔

اور اگر یکجا مواد مطلوب ہو جس سے بآسانی استفادہ کیا جا سکے تو اس کے لئے سیرت رسول عربی، علامہ نور بخش توکلی، میلاد النبی، علامہ سید احمد سعید کاظمی، الذکر الحسین، مولانا محمد شفیع اوکاڑوی دین مصطفیٰ، علامہ سید محمود احمد رضوی، المولد الروی، حضرت ملا علی قاری اور میلاد مصطفیٰ، شیخ محمد بن علوی مالکی کا مطالعہ کیا جا سکتا ہے۔ [illegible] جان جاناں۔ [illegible] ڈاکٹر محمد [illegible] احمد

محفل میلاد پر اعتراضات کا علمی محاسبہ

مفتی محمد خاں قادری لاہور

محفل میلاد کی مخالفت میں دو پمفلٹ "حقیقت میلاد" از قاضی محمد یونس انور اور انجینئر عبدالقدوس سلفی کا مکالمہ "یہ تیسری عید؟" نظر سے گزرے جن میں محفل میلاد کے بارے میں غلط فہمی پیدا کرنے کے لئے مندرجہ ذیل باتیں کہی گئی ہیں۔

۱۔ محفل میلاد کا کتاب و سنت اور قرون اولیٰ میں کوئی ثبوت نہیں۔

۲۔ محفل میلاد کا بانی ایک بے دین حاکم ہے۔

۳۔ محفل میلاد پر سب سے پہلی کتاب لکھنے والا شخص جھوٹا اور کذاب تھا۔

۴۔ آپ کی ولادت بارہ ربیع الاول کو ثابت ہی نہیں۔

۵۔ اسے عید کے نام سے تعبیر کرنا حرام ہے۔

ابتدا میں یہ بات ذہن نشین کرلیں کہ مسلمانوں کے ہاں محفل میلاد یا جشن میلاد سے مراد فقط یہ ہے کہ حضور سرور دو عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ذکر پاک کے لئے اجتماع منعقد کرنا۔ اس میں آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی صورت میں اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمت کا تذکرہ۔ ولادت کے موقع پر عجائبات کا تذکرہ۔ خوشی میں جلوس نکالنا۔ لوگوں کو شریعت مطہرہ کی تعلیمات سے آگاہ کرنا اور نعت خوانی کرنا ہے۔

اہم نوٹ:۔

بھنگڑا ڈالنا، رقص کرنا، ڈانس کرنا، بلکہ ہر وہ عمل جو خلاف شرع ہو اس کو کوئی جائز نہیں سمجھتا۔ اگر کوئی شخص ان چیزوں کو محفل میلاد کا حصہ تصور کرتا ہے تو اسے غلط فہمی ہے اور

اسے علماء کی تصانیف کی طرف رجوع کرنا چاہیئے۔ اگر بعض جہلاء ایسا کرتے ہیں تو ان کا محاسبہ ضروری ہے۔ لیکن ان کے اس عمل کی وجہ سے محفل میلاد کو بدعت اور خلاف شرع کہنا صراحتہً زیادتی ہے۔ آج تک کسی عالم نے یہ فتویٰ نہیں دیا کہ مسجد سے چونکہ جوتے گم ہو جاتے ہیں اس لئے مسجد نہیں ہونی چاہیئے۔ البتہ یہی کہا کہ جوتوں کی حفاظت ہو اور اس کیلئے انتظام کیا جانا چاہیئے۔

جب محفل میلاد کا تعین ہو گیا تو آیئے دیکھیں کہ کیا محفل میلاد کا حصہ بننے والا ہر عمل قرآن و سنت اور قرون اولیٰ سے ثابت ہے یا نہیں؟ ان میں سے کوئی عمل لے لیں، قرآن و سنت کے دلائل اس پر شاہد عادل ہیں۔ بعض کا تذکرہ درج ذیل ہے۔

ا۔ ذکر مصطفوی کے لئے محفل کا انعقاد

قرآن نے بیان کیا ہے کہ اس موضوع پر سب پہلا اجتماع خود اللہ تعالیٰ نے منعقد کیا۔ اس کی تفصیلات میں بتایا کہ اس اجتماع میں حاضرین و سامعین تمام انبیاء علیہم السلام تھے۔ اس محفل کا موضوع فضائل و شمائل نبوی ہی تھا۔ انبیاء کرام سے آپ کے بارے میں عہد لیا اور اس عہد پر انبیاء کرام کے ساتھ خود اللہ تعالیٰ کی ذات بھی گواہ بنی۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

واذ اخذ اللہ میثاق النبین لما اتیتکم من کتاب و حکمۃ ثم جاءکم رسول مصدق لما معکم لتومنن بہ و لتنصرنہ قال ااقررتم واخذتم علی ذالکم اصری قالوا اقررنا قال فاشھدوا وانا معکم من الشھدین

یاد کرو اس وقت کو جب اللہ نے تمام انبیاء سے عہد لیا کہ جب میں تمہیں کتاب و حکمت دے کر بھیجوں اس کے بعد تمہارے پاس وہ رسول آجائے جو تم پر نازل شدہ چیز کی تصدیق کریں تو تم نے ان پر ضرور ایمان لانا ہو گا اور ان کا معاون بننا ہو گا۔ فرمایا کیا تم اقرار کرتے ہو؟ سب نے اقرار کیا۔

گویا ذکر مصطفوی کے لئے محفل کا انعقاد سنت الہیہ ہے اور سب سے پہلی محفل اللہ تعالیٰ نے منعقد فرمائی۔

۲۔ حضور علیہ السلام کی صورت میں اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمت کا تذکرہ

قرآن مجید نے انسان پر کی گئی مختلف نعمتوں کا متعدد مقامات پر ذکر کیا ہے اور انہیں بے حد و شمار کہتے ہوئے ارشاد فرمایا۔

وان تعدوا نعمت اللہ لا تحصوھا۔ (اگر تم اللہ کی نعمتوں کو شمار کرنا چاہو تو نہیں کر سکتے۔) مگر اللہ تعالیٰ نے کسی نعمت پر احسان نہیں جتلایا۔ صرف اس عظیم نعمت پر احسان جتلایا جو اپنے حبیب کی صورت میں ہمیں عطا فرمائی۔ باری تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

لقد من اللہ علے المومنین اذبعث فیھم رسولا۔ ○ یقیناً اللہ تعالیٰ نے اپنا رسول بھیج کر مومنوں پر احسان کیا ہے۔

کیا اس احسان کا ذکر و شکر امت مسلمہ پر لازم نہیں ہے؟ یقیناً لازم ہے۔ اس کی صورت ایک یہ بھی ہے کہ مسلمان اجتماعی طور پر اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمت پر اس کی حمد و ثنا کریں اور بھیجے گئے رسول کے درجات و کمالات سے آگاہ ہوں۔ جیسے جیسے لوگ آپ کے کمالات و مقامات عالیہ سے آگاہ ہوں گے۔ ان کے دلوں میں اللہ تعالیٰ کے اس عظیم احسان پر شکر کے جذبات اجاگر ہوں گے۔ کہ ہمیں اس نے اتنا عظیم رسول عطا فرمایا۔ اس پر صحابہ کرام کا عمل ملاحظہ ہو۔ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے حجرہ انور سے باہر تشریف لائے۔ صحابہ کو بیٹھے ہوئے دیکھ کر ارشاد فرمایا۔ آج کیسے بیٹھے ہو؟ انہوں نے عرض کیا۔ جلسنا نذکر اللہ و نحمدہ علے ھدانا للدینہ ومن علینا بک۔ (ہم بیٹھ کر اس رب کریم کی حمد و ذکر کر رہے ہیں جس نے فقط اپنے فضل و کرم سے دین اسلام قبول کرنے کی ہدایت عطا فرمائی اور اپنا پیارا حبیب ہمیں عطا فرمایا)۔

آپ نے ان کے کلمات سن کر ارشاد فرمایا۔ ان اللہ عز و جل یباھی بکم الملا ئکۃ۔ (تمہارے اس عمل پر اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں پر فخر فرما رہا ہے)۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ کچھ صحابہ بیٹھ کر مختلف انبیاء کرام علیہم السلام کے درجات و کمالات کا تذکرہ کر رہے تھے۔ ایک نے کہا حضرت ابراہیم اللہ کے خلیل تھے۔ دوسرے نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا تذکرہ کیا اور کہا وہ اللہ کے کلیم تھے۔ تیسرے نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں کہا کہ وہ کلمتہ اللہ تھے۔ ایک نے حضرت آدم کو صفی اللہ کہا۔ اتنے میں حضور سرور دو عالم تشریف لائے اور فرمایا۔ جو کچھ تم نے کہا میں نے سن لیا۔ وہ سب درست ہے اور میرے بارے میں سن لو۔

الا و انا حبیب اللہ ولا فخر۔ (میں اللہ کا حبیب ہوں اور اس پر فخر نہیں)۔ (مشکواۃ المصابیح۔ باب فضائل سید المرسلین)

غور کیا آپ نے یہ محافل میلاد نہیں تو اور کیا ہیں؟ اگر ایسی محافل جائز نہ ہوتیں تو آپ منع فرما دیتے۔ بلکہ آپ نے تو ان محافل کی فضیلت بیان فرمائی کہ ان پر اللہ تعالیٰ فخر فرما رہا ہے اور خود بھی اس میں شرکت فرما کر ان کا مقام واضح فرمایا۔

حضور علیہ السلام کے دو اعمال

ہم اس جگہ میلاد کی خوشی میں حضور علیہ السلام کے دو اعمال کا تذکرہ کرتے ہیں۔ جس سے ہمارے اسلاف نے محفل میلاد کے انعقاد پر استدلال کیا ہے۔

۱۔ پیر کے دن روزہ

حضور علیہ السلام ہر پیر کے دن روزہ رکھا کرتے تھے حضرت قتادہ نے اس روزہ کے بارے میں آپ سے سوال کیا۔ تو آپ نے فرمایا۔ ذاک یوم فیہ ولدت وفیہ انزل فرمایا (یہ دن میری ولادت کا دن ہے اور اس دن اللہ تعالیٰ کا کلام مجھ پر نازل ہوا) (المسلم)

۲۔ آپ کا مدینہ طیبہ میں اظہار شکر کے طور پر جانور ذبح کرنا

امام جلال الدین سیوطی فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک محفل میلاد کی اصل احادیث میں آپ کا یہ عمل ہے کہ آپ نے مدینہ منورہ میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہوئے اپنی ولادت کی خوشی میں جانور ذبح کیے۔ بعض لوگوں نے حضور کے اس عمل کو عقیقہ قرار دیا تھا۔ لیکن امام موصوف اس کا رد کرتے ہوئے رقمطراز ہیں۔ کہ عقیقہ تو آپ کے دادا حضرت عبدالمطلب کر چکے تھے۔ العقیقۃ لاتعاد مرۃ ثانیۃ فیحمل ذالک علی ان امری فعلہ النبی اظہارا لشکر علے ایجاد اللہ ایاہ رحمۃ للعالمین و تشریع لامتہ الحاوی للفتاوی۔ ا۔۱۹۶)اور عقیقہ زندگی میں دوبارہ نہیں کیا جاتا۔ اس لئے آپ کے اس عمل کو اس پر محمول کیا جائے گا۔ کہ حضور علیہ السلام نے اس بات پر اللہ تعالیٰ کے شکر کا اظہار کیا کہ اس نے آپ کو رحمۃ للعالمین بنا کر بھیجا اور اپنی امت کے لئے اسے مشروع بنانے کے لئے بھی آپ نے یہ عمل فرمایا۔ آپ کی دونوں اعمال کو ملاحظہ کرنے والا از خود اس نتیجہ پر پہنچ جاتا ہے۔ کہ یہ دونوں اعمال آپ نے ولادت کی خوشی میں کیے۔ جب آپ کا مبارک عمل ہمارے سامنے ہے تو اس کے بعد کس قرون اولیٰ کا تقاضا ہے؟

آپ کی آمد پر خوشی کا اظہار اللہ تعالیٰ کا حکم ہے

اگر سابقہ دلائل سے قطع نظر بھی کر لیا جائے تو قرآن کریم کی یہ آیت مبارک واضح طور پر آپ کی آمد پر خوشی کرنے کا حکم دے رہی ہے۔ ارشاد فرمایا۔

قل بفضل اللہ وبرحمتہ فبذالک فلیفرحوا ھو خیر مما یجمعون ○ آپ فرما دیجئے کہ یہ اللہ کے فضل و رحمت سے ہے۔ پس اس پر خوشی کا اظہار کرو۔ یہ ان تمام چیزوں سے بہتر ہے جو تم جمع کرتے ہو۔

اس آیت قرآنی کا ہر ہر لفظ بول رہا ہے۔ کہ جب اللہ تعالیٰ کی رحمت اور فضل میسر

آئے تو اس پر خوشی کا اظہار کیا جائے۔ کیونکہ بندے کے لئے اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں۔

اب یہاں قابل غور بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی سب سے عظیم رحمت اور ہم پر سب سے بڑا فضل کیا ہے؟ اس بات پر تمام امت متفق ہے کہ اللہ تعالیٰ کا سب سے بڑا فضل حضور علیہ السلام کی ذات پاک ہے۔ ہم اس پر تین شہادتیں قرآن کریم سے ہی پیش کرتے ہیں۔

۱۔ سورۂ احزاب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صفات مبارکہ 'شاہد' 'مبشر' نذیر' داعی اور سراج منیرا بیان کر کے فرمایا۔ بشر المومنین بان لھم من اللہ فضلا کبیرا مومنوں کو بشارت دیدو کہ ان کے لئے اللہ کی طرف سے فضل کبیر ہے۔ گویا یہ فرمایا جا رہا ہے کہ اتنی شان والا پیغمبر تمہیں عطا کر کے اللہ تعالیٰ نے تم پر اپنا بڑا فضل فرمایا ہے۔

۲۔ دوسرے مقام پر سورۂ انبیاء میں مختلف پیغمبروں کا ذکر کرنے کے بعد آپ کے بارے میں ارشاد فرمایا۔ وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین (ہم نے آپ کو تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا۔ مفسرین کرام فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت مقدسہ کے ذریعے اپنے پیارے حبیب کو سراپا رحمت قرار دیا ہے۔

۳۔ تیسرے مقام پر قرآن نے آپ کے درجات علمی کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔ و علمک مالم تکن تعلم وکان فضل اللہ علیک عظیما (اللہ تعالیٰ نے آپ کو وہ سکھا دیا جو نہیں جانتے تھے اور اللہ کا آپ پر سب سے بڑا فضل ہے)

غور کیجئے آپ اللہ تعالیٰ کا سب سے بڑا فضل کیوں نہ ہوں کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فضل عظیم آپ کی ذات کے ساتھ مخصوص ہے۔

مولانا اشرف علی تھانوی کی رائے

اس آیت مبارکہ پر گفتگو کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ "بلا اختلاف حضور علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی سب سے بڑی نعمت اور اس کا کامل ترین فضل ہیں۔ اس لئے اس آیت مبارکہ سے

۲۔ آپ کا مدینہ طیبہ میں اظہار شکر کے طور پر جانور ذبح کرنا

امام جلال الدین سیوطی فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک محفل میلاد کی اصل احادیث میں آپ کا یہ عمل ہے کہ آپ نے مدینہ منورہ میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہوئے اپنی ولادت کی خوشی میں جانور ذبح کیے۔ بعض لوگوں نے حضور کے اس عمل کو عقیقہ قرار دیا تھا۔ لیکن امام موصوف اس کا رد کرتے ہوئے رقمطراز ہیں۔ کہ عقیقہ تو آپ کے دادا حضرت عبدالمطلب کر چکے تھے۔ العقیقۃ لاتعاد مرۃ ثانیۃ فیحمل ذالک علی ان امری فعلہ النبی اظہارا لشکر علی ایجاد اللہ ایاہ رحمۃ للعالمین و تشریع لامتہ الحاوی للفتاوی۔ ا۔۱۹۶) اور عقیقہ زندگی میں دوبارہ نہیں کیا جاتا۔ اس لئے آپ کے اس عمل کو اس پر محمول کیا جائے گا۔ کہ حضور علیہ السلام نے اس بات پر اللہ تعالیٰ کے شکر کا اظہار کیا کہ اس نے آپ کو رحمۃ للعالمین بنا کر بھیجا اور اپنی امت کے لئے اسے مشروع بنانے کے لئے بھی آپ نے یہ عمل فرمایا۔ آپ کی دونوں اعمال کو ملاحظہ کرنے والا از خود اس نتیجہ پر پہنچ جاتا ہے۔ کہ یہ دونوں اعمال آپ نے ولادت کی خوشی میں کیے۔ جب آپ کا مبارک عمل ہمارے سامنے ہے تو اس کے بعد کس قرون اولیٰ کا تقاضا ہے؟

آپ کی آمد پر خوشی کا اظہار اللہ تعالیٰ کا حکم ہے

اگر سابقہ دلائل سے قطع نظر بھی کر لیا جائے تو قرآن کریم کی یہ آیت مبارک واضح طور پر آپ کی آمد پر خوشی کرنے کا حکم دے رہی ہے۔ ارشاد فرمایا۔

قل بفضل اللہ و برحمتہ فبذالک فلیفرحوا ھو خیر مما یجمعون ○ آپ فرما دیجئے کہ یہ اللہ کے فضل و رحمت سے ہے۔ پس اس پر خوشی کا اظہار کرو۔ یہ ان تمام چیزوں سے بہتر ہے جو تم جمع کرتے ہو۔

اس آیت قرآنی کا ہر ہر لفظ بول رہا ہے۔ کہ جب اللہ تعالیٰ کی رحمت اور فضل میسر

موجود ہے۔ کیا آپ کے ولادت کے موقع پر آسمان کے ستارے آپ کے مکان کے قریب نہیں آگئے تھے؟

حضرت عثمان ابو العاص کی والدہ حضرت فاطمہ بیان کرتی ہیں۔

لما حضرت ولادت رسول اللہ رایت البیت حین وقع قد امتلا نورا ورایت النجوم تدلو حتی ظننت انھا ستقطع علی (آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کے موقع پر میں موجود تھی آپ کا گھر نور سے معمور ہو گیا۔ ستارے گھر کے اتنے قریب آگئے کہ مجھے گمان ہونے لگا کہ مجھ پر گر جائیں گے) (رواہ البیہقی والطبرانی)

کیا ولادت کے موقعہ پر فرشتوں نے مشرق و مغرب اور کعبہ کی چھت پر جھنڈے نہیں گاڑے تھے؟ کیا جلوس کی صورت میں حضرت آمنہ کی خدمت میں فرشتے' انبیاء اور حوران بہشت مبارک باد دینے نہیں آئے تھے؟ اگر ان چیزوں کو پڑھنا دشوار ہو تو کم از کم کتب سیرت میں وہ منظر ہی پڑھ لیں جو مدینہ طیبہ میں آپ کی آمد کے موقعہ پر اہل مدینہ نے استقبال کرتے ہوئے پیش کیا تھا۔ کیا وہ خوشی کا اظہار نہیں تھا؟ کیا وہ جلوس نہیں تھا؟ کیا اس میں جھنڈے نہیں تھے؟ کیا اس میں اجتماعی طور پر خوشی کے ترانے نہیں پڑھے گئے؟ کیا اس میں آپ صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت و رسالت کے نعرے نہیں لگے؟ کیا "یا محمد" "یا رسول اللہ" کے آوازوں سے شہر مدینہ کے در و دیوار گونج نہیں اٹھے تھے؟ اگر ان تمام چیزوں کا ثبوت موجود ہے اور یقیناً ہے تو پھر آج یہ چیزیں بدعت اور خلاف شرع کیوں ہو گئیں۔ جبکہ بانی شریعت کے سامنے یہ ادا کیں گئیں اس کے بعد قرون اولیٰ سے ثبوت کی ضرورت ہے تو اس پر سوائے افسوس کے اور کیا کیا جا سکتا ہے۔

۲۔۳ اب آیئے دوسرے اور تیسرے سوال کی طرف کہ وہ حاکم وقت اور عالم دین ظالم اور کذاب تھے۔ اس سلسلے میں اولین گزارش تو یہ ہے کہ جب محفل میلاد قرآن و حدیث سے ثابت ہے۔ تو اس کے بعد کسی اور طرف دیکھنے کی ضرورت ہی نہیں۔ دوسری بات یہ

ہے کہ ان دونوں حضرات کے بارے میں جو کچھ معترضین نے تحریر کیا ہے۔ کیا یہ تمام علماء کی متفقہ رائے ہے۔ اگر نہیں تو پھر دیانت داری کا تقاضا یہ تھا کہ ان کے بارے میں دوسری رائے بھی لکھی جاتی تاکہ قارئین کے لئے فیصلہ کرنا آسان ہو جاتا۔ اگر فتاویٰ رشیدیہ اور تاریخ میلاد کے ساتھ ساتھ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ کی کتاب "حسن المقصد فی عمل المولد" کا ہی مطالعہ کر لیتے تو بات واضح ہو جاتی۔ ہم ان کے بارے میں تین مسلمہ بزرگوں کی رائے تحریر کر دیتے ہیں۔ اس کے بعد آپ جو چاہے کہیں۔

ا۔ حافظ ابن کثیر کے الفاظ ملاحظہ ہوں:

کان الملک المظفر ابو سعید یعمل المولد الشریف فی ربیع الاول و یحتفل بہ احتفالا "هائلا" وکان شجاعا" بطلا" عاقلا" عادلا" رحمہ اللہ تعالیٰ۔ بادشاہ مظفر ابو سعید ربیع الاول میں ایک عظیم الشان، محفل میلاد منعقد کرتے اور وہ نہایت بہادر، جرات مند، دانا اور عادل حاکم تھے۔

۲۔ امام جلال الدین سیوطیؒ "حسن المقصد میں لکھتے ہیں

صاحب اربل الملک المظفر ابو سعید احد الملوک الامجاد والکبراء الاجواد وکان لہ آثار حسنۃ اربل کا حاکم مظفر ابو سعید ان حکمرانوں میں سے ایک ہے جو نہایت ہی صاحب شرافت اور بڑی سخی شخصیت ہیں اور ان کے لئے نہایت ہی اچھے آثار ہیں۔

۳۔ مراۃ الزمان میں سبط ابن الجوزی رقمطراز ہیں کہ محفل میلاد پر کثرت کے ساتھ خرچ کرنے کے علاوہ مہمان نوازی پر ہر ایک لاکھ دینار خرچ کرتا اور اس میں ہر شعبہ زندگی کے لوگ ہوتے۔ کان یستفک من الفرنج فی کل سنۃ اساری بمائتی الف دینار وکان یصرف علی الحرمین والمیاہ بدرب الحجاز فی کل سنۃ ثلاثین الف دینار ھذا کلہ سوی صدقات السرو حکت زوجتہ ربیعہ خاتون بنت ایوب اخت الملک الناصر صلاح الدین ان قمیصہ کان من کرباس غلیظ لایساوی خمسۃ دراہم قالت فعاتبتہ فی ذلک فقال لبسی ثوبا بخمسۃ والتصدق بالباقی خیر من ان

البس ثوبا مثمنا وادع الفقیر والمسکین اسی طرح ہر سال دو لاکھ دینار دے کر فرنگیوں سے اپنے مسلمان قیدی رہا کراتا حرمین کی نگہداشت اور حجاج کے لئے پانی مہیا کرنے کے لئے تین ہزار دینار سالانہ خرچ کرتا یہ ان صدقات کے علاوہ ہے جو وہ مخفی طور خرچ کیا کرتا اس کی اہلیہ ربیعہ خاتون بنت ایوب (جو سلطان ناصر صلاح الدین کی ہمشیرہ تھی) بیان کرتی ہے کہ میرے خاوند کی قمیض موٹے کھدر کی ہوتی تھی جس کی قیمت پانچ درہم سے زیادہ نہ تھی ایک بار میں نے اس سلسلہ میں ان سے بات کی تو انہوں نے کہا کہ میرے لئے پانچ درہم کا کپڑا پہن کر باقی صدقہ و خیرات کر دینا اس سے کہیں بہتر ہے کہ میں قیمتی کپڑے اور لباس پہنا کروں اور کسی فقیر اور مسکین کو خیرباد کہہ دوں۔ (الحاوی للفتاوی' ۱۔ ۱۹۰)

اس کے بعد اگر کوئی شخص ایسے حاکم کو عیاش اور ظالم کہتا ہے تو اسے اپنی قبر یاد رکھنی چاہیے اور اسی دن کا انتظار کرنا چاہئے جب تمام حقائق سامنے آجائیں گے رہا معاملہ شیخ الحافظ ابو الخطاب بن دحیہ" کا تو وہ بھی مسلم فاضل ہے ان کے بارے میں ابن خلکان" لکھتے ہیں کان من اعیان العلماء و مشاہیر الفضلاء وہ نہایت ہی جید عالم اور مشاہیر فضلا میں سے تھے۔ (الحاوی الفتاوی۔ ۱۔ ۱۹۰)

اگر انہوں نے حضور علیہ السلام کے فضائل و شمائل کتاب لکھی اور حاکم وقت نے ایک ہزار دینار بطور انعام پیش کیا تو اس میں کیا حرج ہے اور تیسری بات یہ ہے کہ کیا محفل میلاد منعقد کرنے والے اور اس پر مواد مہیا کرنے والے صرف یہی حضرات ہیں؟ اگر اس موضوع پر کام کرنے والوں کے اسماء لکھے جائیں تو اس کے لئے الگ دفتر چاہئے۔ کچھ ائمہ امت اور ان کی اس موضوع پر کتب مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ حسن المقصد فی عمل المولد — اما جلال الدین سیوطی رحمتہ اللہ علیہ

۲۔ جزء فی المولد الشریف — اما سخاوی رحمتہ اللہ علیہ

۳۔ المورد الروی فی المولد النبوی صلے اللہ علیہ وسلم ملا علی قاری رحمتہ اللہ علیہ

۴۔ مولد النبی صلے اللہ علیہ وسلم — حافظ ابن کثیر رحمتہ اللہ علیہ

۵۔ المورد الھنی فی المولد النبی — حافظ عراقی رحمتہ اللہ علیہ

۶۔ جامع الاثار فی مولد النبی المختار — حافظ ناصر الدین دمشقی رحمتہ اللہ علیہ

۷۔ عرف التعرف بالمولد الشریف — امام شمس الدین ابن الجزری رحمتہ اللہ علیہ

یہ ہمارے مسلمہ ائمہ ہیں۔ تمام اپنے اپنے وقت کے عظیم فقیہ اور محدث تھے۔ کیا یہ سب ظالم اور کذاب تھے؟ اب اپنا جملہ (آپ نے دیکھ لیا کہ محفل میلاد کا مواد فراہم کرنے والا شخص کس قدر کذاب اور بے دین ہے) پڑھیں۔ اور غور کریں کہ اس کی زد کس کس پر آتی ہے۔

۴۔ رہا چوتھا سوال کہ آپ صلے اللہ علیہ وسلم کی ولادت بارہ ربیع الاول کو ثابت ہی نہیں۔ اس بارے میں علماء کا اختلاف ضرور ہے مگر جمہور کی رائے یہی ہے۔ کہ آپ کی ولادت بارہ ربیع الاول کو ہی ہے۔ ہم یہاں شیخ عبدالحق محدث دہلوی کی تحقیق پر اکتفا کرتے ہیں۔ "ماثبت بالسنۃ" اور "مدارج النبوۃ" میں آپ لکھتے ہیں۔ کہ آپ صلے اللہ علیہ وسلم کی ولادت کا دن کونسا ہے؟ اس بارے میں اختلاف ہے۔ بعض کے نزدیک ربیع الاول کی بارہ تاریخ، بعض کے نزدیک دو اور بعض کے نزدیک آٹھ تھی۔

قول اول اشہر و اکثر است و عمل اہل مکہ بریں است و زیارت کردن ایشاں موضع ولادت شریف را دریں شب و خواندن مولود و آنچہ از آداب و اوضاع آنست در شب دوازدھم

بارہ تاریخ والا قول مشہور اور اکثر کا قول ہے۔ اہل مکہ کا عمل بھی اس پر شاہد ہے کیونکہ وہ اسی بارہ کی رات کو جائے ولادت نبی کی زیارت کے لئے جاتے ہیں اور محافل میلاد کا انعقاد کرتے ہیں۔ باقی کوئی مسلمان بھی بارہ تاریخ کے ساتھ محفل میلاد کو مخصوص تصور نہیں کرتا۔ آپ صلے اللہ علیہ وسلم کے ذکر خیر پر مشتمل محفل جب بھی سجائی جائے۔ اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کا نزول ہوتا ہے قاضی صاحب کا یہ کہنا کہ بارہ ربیع الاول وفات کا دن ہے اور سب کے نزدیک

مسلم ہے جو تاریخ قطعی طور پر تاریخ وفات ہے اس پر جشن منانا تعجب ہے

تعجب تو آپ پر کہ آپ خلاف واقعہ بات کر رہے ہیں ہم یہاں صرف علامہ شبلی کا حوالہ ہی ذکر کر دیتے ہیں اس کے بعد اپنے مطالعہ پر تعجب کیجئے علامہ شبلی اس مسئلہ کی تحقیق کر کے آخر میں لکھتے ہیں۔

"وفات نبوی کی صحیح تاریخ ہمارے نزدیک یکم ربیع الاول ۱۱ھ ہے" (حاشیہ سیرت النبی ص ۱۸۳)

۵۔ اب آخری سوال کی طرف آتے ہیں کہ اسے اسے عید کا دن سمجھنا منع ہے۔ یہ بات بھی صراحۃ قرآن و سنت کے منافی ہے۔ خود قرآن و سنت میں عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے علاوہ بھی عید کا اطلاق موجود ہے۔ کیونکہ عید کا معنی خوشی کا دن ہے۔ اور مسلمانوں کے لئے آپ کی ولادت کے دن سے بڑھ کر کونسی عید ہو سکتی ہے؟ قرآن مجید میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دعا ان الفاظ میں منقول ہے۔

ربنا انزل علینا مائدۃ من السماء تکون لنا عیدا لاولنا و آخرنا و آیۃ منک وارزقنا و انت خیرالرازقین

اے ہمارے رب ہم پر آسمان سے نعمتوں کا دستر خوان نازل فرما۔ تاکہ وہ ہمارے لئے عید قرار پائے۔ اور وہ تیری طرف نشانی بنے اور تو بہتر رزق عطا فرمانے والا ہے۔

اس آیت مبارکہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس دن کو اپنی تمام قوم کے لئے عید قرار دے رہے ہیں۔ جس میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک نعمت خوان کی صورت میں نازل ہوئی۔ آپ تصور کیجئے اس دن کے بارے جس میں اللہ تعالیٰ کے محبوب رحمۃ للعالمین اس کائنات میں تشریف فرما ہوئے۔ وہ دن اگر عید کا نہیں تو کونسا دن عید کا ہوگا؟ حالانکہ باقی عیدیں اس دن کے صدقے نصیب ہوئی ہیں۔

نثار تیری چہل پہل پہ ہزار عیدیں ربیع الاول
سوائے ابلیس کے جہاں میں سبھی تو خوشیاں منا رہے ہیں

اگر کوئی یہ کہتے ہوئے بات ٹالنے کی کوشش کرے کہ یہ سابقہ امت کی بات ہے جو ہمارے لئے قابل قبول نہیں۔ اگرچہ یہ بات بھی جہالت پر مبنی ہوگی۔ مگر ہم یہاں ایک اور حدیث میں بیان کردیتے ہیں۔ تاکہ کسی حیلے کی گنجائش ہی نہ رہے۔

ہر جمعہ عید کا دن ہوتا ہے

ترمذی شریف میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ آپ نے یہ آیت تلاوت کی الیوم اکملت لکم دینکم (الایۃ) تو پاس بیٹھے تو پاس بیٹھے ایک یہودی نے کہا۔ لو انزلت ھذہ الایۃ علینا لا تخذنا یوما عیدا (اگر یہ آیت ہم پر نازل ہوئی تو ہم اس کے نازل ہونے والے دن کو عید بنا لیتے) آپ نے اس کی گفتگو سن کر فرمایا۔ تم تو ایک عید مناتے۔

(فانھا نزلت فی یوم عیدین فی یوم الجمعۃ ویوم العرفۃ الترمزی تفسیر سورۃ المائدہ) ہمارے یہاں یہ آیت نازل ہوئی تو اس دن ہماری دو عیدوں کا اجتماع تھا ایک دن اور دوسرا عرفہ کا دن۔

امام خازن نے اسی مقام ہر حضرت ابن عباس سے یہ بھی نقل کیا ہے۔ کہ اس دن پانچ عیدیں جمع تھیں۔ (لباب التاویل ۴۶۴)

بخاری شریف میں یہی واقعہ حضرت عمر سے مروی ہے۔ کہ ایک یہودی نے حضرت عمر سے کہا کہ تمہاری کتاب میں ایک ایسی آیت ہے۔ اگر وہ ہم پر نازل ہوتی تو اس دن کو ہم عید قرار دیتے۔ آپ نے فرمایا وہ کونسی آیت ہے۔ وہ کہنے لگا ۔ الیوم اکملت لکم دینکم۔ آپ نے فرمایا۔ قد عرفنا ذالک الیوم والمکان الذی نزلت فیہ علی النبی صلے اللہ علیہ وسلم وھو قائم ۔ بعرفۃ یوم الجمعۃ۔ (بخاری کتاب الایمان) ہم بھی اس دن اور اس جگہ سے آگاہ ہیں۔ جہاں یہ آیت ہمارے آقا پر

نازل ہوئی اس وقت آپ کھڑے تھے۔ عرفات کا مقام تھا اور جمعہ کا دن تھا۔

حضرت عمر کے اس جواب کا ترجمہ امام عینی اور امام نووی کے الفاظ میں ملاحظہ ہو۔

معناہ انا ماترکنا تعظیم ذات الیوم والمکان اما المکان فھو عرفات وھو معظم الحجاج ھو اخذ ارکان الاسلام واما الزمان فھو یوم الجمعہ ویوم عرفۃ وھو یوم اجتمع فیہ فضلان وشرفان ومعلوم تعظیما لکل واحد منھما فاذا اجتمعا زادا لتعظیم فقد اتخذ نا ذالک الیوم عیدا۔

(عمدۃ القاری ۱ ۲۶۴) کہ ہم بھی اس جگہ اور دن کی تعظیم کرتے ہیں۔ کیونکہ وہ جگہ عرفات ہے وہاں کا سب سے بڑا رکن ادا ہوتا ہے۔ اور وقت وہ جمعہ اور عرفہ کا دن تھا۔ اس میں دو عظمتیں جمع ہو گئیں۔ اور ان میں سے ہر ایک کی تعظیم مسلمانوں کا فریضہ ہے اور جب دونوں کا اجتماع ہو گیا تو تعظیم میں بھی اور اضافہ ہو گیا۔ تو ہم نے یقیناً اس دن کو عید بنایا ہوا ہے۔

جب ہر جمعہ عید ہے تو ایک ماہ میں چار عید آتی ہیں۔ جن میں مسلمان خوشی کا اظہار کرتے ہیں۔ اس کے باوجود آپ کا تیسری عید کے انکار پر اصرار ہے۔ تو آپ کو کون مجبور کر سکتا ہے۔ مگر یہ سوال تو کیا جا سکتا ہے کہ ایک آیت نازل ہو تو وہاں دو یا پانچ عیدیں جمع ہو جائیں۔ تو شرک اور بدعت نہیں۔ اور صاحب قرآن تشریف لائیں تو فی الفور ذہن شرک وبدعت کی طرف متوجہ ہو جائے۔ اس پر غور کی ضرور دعوت ہے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ حضور علیہ السلام کی آمد کی خوشی کرتے ہوئے محافل سجائیں۔ جلوس نکالیں۔ صدقات وخیرات کریں۔ یہ اسلام کا تقاضا اور اس کی روح ہے۔ البتہ خلاف شرع کاموں سے اس کی حفاظت ہر مسلمان کا فریضہ ہے۔ تاکہ اس اچھے عمل پر کسی طرح کا حرف نہ آئے۔

میلاد مصطفی
اکابر امت کی نظر میں

غلام مصطفی مجددی

سرافگندیم بسم اللہ مجریھا و مرسھا

ہر مسلمان اپنے پروردگار تعالیٰ کے دربار میں عجز و نیاز کے ساتھ یہ دعا مانگتا ہے

"اے اللہ! ہمیں سیدھا راستہ دکھا' ان لوگوں کا راستہ جن پر تو نے اپنا انعام فرمایا"۔ (سورۃ الفاتحہ) پھر قرآن پاک نے اہل انعام کی وضاحت بھی بڑے خوبصورت انداز میں بیان کر دی کہ

"اللہ نے انعام فرمایا نبیوں' صدیقوں' شہیدوں اور نیک لوگوں پر"۔ (سورۃ النساء)

گویا اللہ تعالیٰ کے نزدیک ان عظیم القدر انسانوں کے نقش قدم پہ چلنا ہی پسندیدہ عمل ہے اور منزل عرفان الٰہی کے حصول کا روشن ذریعہ ہے۔ اگر گوہر ہدایت سے اپنا دامن مراد تابناک کرنا ہو تو

خاک شو مردان حق را زیر پا

ارشاد باری ہے:

و من یشاقق الرسول من بعد ما تبین له الهدی و یتبع غیر سبیل المومنین نوله ما تولی و نصله جهنم

"اور جس نے ہدایت واضح ہونے کے بعد بھی رسول کی مخالفت کی اور مومنوں کے راستے کے علاوہ کوئی اور راستہ اختیار کیا' ہم پھیر دیں گے اسی طرف جس طرف وہ چاہتا ہے اور اسے جہنم میں پھینک دیں گے"۔

ان درخشاں دلائل و براہین کے ہوتے ہوئے ہی فقہائے کرام نے فقہ اسلامی کا تیسرا ماخذ "اجماع امت" قرار دیا ہے۔ اسی سلسلے میں "مسلمہ شخصیات کی آراء" کو بھی بہت اہمیت دی گئی ہے۔ یاد رہے کہ "کسی زمانے میں تمام مجتہدین اور علما کا کسی فیصلے پر متفق ہو جانا اجماع کہلاتا ہے"۔ ("تفہیم الفقہ" ص ۶۸) اور مسلمہ شخصیات کی آرا سے مراد کسی مسلمہ عالم دین کا قول، فتاویٰ، ثالثی، عدالتی فیصلہ اور سرکاری و غیر سرکاری ہدایات وغیرہ ہیں۔ مذکورہ صدر بحث سے معلوم ہوا کہ آئین اسلام میں اہل علم و فضل کا از حد احترام کیا جاتا ہے، بلکہ عوام کے عرف و رواج کو بھی نگاہ میں رکھا گیا ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ علیہ الرحمتہ نے عرب جاہلی کے اچھے رسم و رواج کو اسلامی شریعت کا تشریعی مادہ کہا ہے۔ مثلاً اسلام سے پہلے "دیت" سو اونٹ رائج تھی جس کو حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے ایک کاہنہ عورت کی تجویز پر قبول کیا تھا۔ یہی معاوضہ صحابہ و تابعین کے دور میں رہا۔ اس باب میں اسی پر فقہی مسائل و احکام کا دارومدار ہے۔ گویا

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فاسد رسموں سے منع کیا اور اچھی رسموں کے قبول کرنے کا حکم دیا ہے"۔ ("تفہیم الفقہ" ص ۵۸)

قرآن پاک کا حکم ہے خذ العفو و امر بالعرف، عفو سے کام لیجئے اور عرف کا حکم دیجئے۔ حدیث پاک ہے ماراہ المسلمون حسنا فھو عند اللہ حسن، جو چیز مسلمانوں کو اچھی لگتی ہے وہی اللہ کے نزدیک اچھی ہے۔ ("موطا" امام محمد، ص ۱۰۴ "کتاب الروح" ص ۱۰ "مرقات شرح مشکوۃ باب الاعتصام")

تاریخ اسلام کا مطالعہ کیا جائے کہ دور صحابہ سے لے کر آج تک مسلمانوں کی اکثریت اجماعی طور پر میلاد مصطفیٰ کے جواز، ضرورت و اہمیت اور برکات و انوار پر تہ دل سے متفق نظر آتی ہے۔ یعنی میلاد مصطفیٰ کا انعقاد، مسلمانوں کے اجماعی عرف و

عادت اور پاکیزہ رسم و رواج میں داخل ہے۔ معتبر روایات سے ثابت ہے کہ جید صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے محافل و مجالس منعقد کر کے حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کے واقعات و معجزات کا ذکر کیا ہے۔ اگر بالفرض دور صحابہ کے بعد ہی کسی عاشق صادق نے اس پاکیزہ رسم کی ابتدا کی تو کونسا برا ہوا۔ سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث صحیح ہے:

"جس نے اسلام میں سنت حسنہ یعنی اچھا طریقہ جاری کیا' پھر اس کے بعد اس اچھے طریقے پر عمل کیا گیا تو اس شخص کو اتنا ہی اجر و ثواب ہے' جتنا کہ اس کے بعد سب عمل کرنے والوں کو ملے گا"۔ ("مسلم شریف" جلد سوم' ص ۱۸۷' "مشکوۃ" جلد اول' "کتاب العلم")

اس کار خیر پر تمام عالم اسلام نے محبت و الفت کے پاکیزہ جذبات کے ساتھ عمل کیا۔ حجاز مقدس میں میلاد پاک کی محفلیں منعقد ہوتی رہیں (جیسا کہ حضرت شاہ ولی اللہ علیہ الرحمتہ نے "فیوض الحرمین" میں لکھا ہے) اور دیگر بلاد اسلامیہ میں اس کا بہترین اہتمام ہوتا رہا' جلیل المرتبت علماء نے میلاد پاک کی حقانیت پر جامع و مبسوط کتابیں رقم فرمائیں اور معتبر شارحین حدیث نے اپنی تصنیفوں میں شرح و بسط کے ساتھ اس مسئلہ پر روشنی ڈالی۔ کسی بھی قابل ذکر عالم دین نے اس کار خیر کی تردید نہیں کی۔ جب علامہ ابن جوزی اور ابن تیمیہ جیسے نقاد فن نے برکات میلاد کو تسلیم کیا ہے تو کسی اور کی تنقید پر کون کان دھرے گا۔ ابن تیمیہ کا فیصلہ ہے کہ

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محفل میلاد کی تعظیم اور سالانہ محفل میلاد کا انعقاد بعض لوگ کرتے ہیں اور اچھے ارادے اور نیک نیت سے اس محفل کو منعقد کرنے والے کے لیے حسن قصد کی بدولت اس میں اجر عظیم ہوتا ہے۔ نیز اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و تکریم ہے"۔ ("حوال الاحتفال" از محمد بن علوی المالکی' ص ۲۱)

اب مندرجہ ذیل سطور میں مقتدر اکابر امت کے قول و عمل سے میلاد مصطفیٰ کے جواز، ضرورت و اہمیت اور برکات و انوار کو ثابت کیا جاتا ہے۔ دیکھئے کتنے خوبصورت الفاظ میں انہوں نے اس ایمانی تقاضے کو تسلیم کیا ہے۔

محافل صحابہ اور حضور کی بشارت:

○ "حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ایک دن اپنے گھر ایک اجتماع سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کے واقعات بیان فرما رہے تھے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بڑے محظوظ ہو کر حمد الٰہی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھ رہے تھے۔ اسی اثنا میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا حلت لکم شفاعتی تمہارے لیے میری شفاعت واجب ہو گئی"۔ (الدر المنظم فی المولد النبی الاعظم" تنویر لابی الخطاب الاندلسی ذکرہ الزرقانی، بحوالہ "محمد نور" از علامہ منشا تابش قصوری)

○ "حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں حضرت عامر انصاری رضی اللہ عنہ کے گھر گیا۔ وہ اپنے گھر والوں اور رشتہ داروں کو ولادت مصطفیٰ کے واقعات کی تعلیم دے رہے تھے اور فرما رہے تھے یہی وہ دن ہے، یہی وہ دن ہے، جس دن حضور جلوہ گر ہوئے۔ پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ان اللہ فتح لک ابواب الرحمتہ وملائکتہ کلھم یستغفرون لک ومن فعل فعلک نجی نجاتک بے شک اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے رحمت کے دروازے کھول دیے ہیں اور تمام فرشتے تمہاری مغفرت کی دعائیں مانگ رہے ہیں اور جو شخص تمہاری طرح (محفل میلاد) منعقد کرے گا، وہ تمہاری طرح نجات پائے گا"۔ (ایضاً)

حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے ۹ھ میں غزوۂ تبوک سے واپسی پر حضور کے سامنے حضور کا نظم میں ذکر تلاوت فرمایا۔ (ابن کثیر "میلاد مصطفیٰ" ص۲۹)

علامہ ابن جوزی کا بیان: محدث شہیر حضرت ابو الفرج عبد الرحمٰن ابن جوزی علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں:

"جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے میلاد پاک کی خوشی منائے تو وہ خوشی دوزخ کی آگ کے لیے پردہ بن جائے گی۔ و من انفق فی مولده درهما- کان المصطفى صلى الله عليه وسلم له شافعا- و مشفعا- اور جو میلاد مصطفیٰ پہ ایک درہم خرچ کرے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کی شفاعت فرمائیں گے، جو قبول ہوگی"۔

("مولد العروس" ص۹، مطبوعہ بیروت)

علامہ ابن حجر کا بیان: حضرت علامہ ابن حجر مکی علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں:

"میلاد پاک کی محفلیں اور اذکار جو ہمارے ہاں کیے جاتے ہیں، ان میں اکثر بھلائی پر مشتمل ہیں مثلاً صدقہ و ذکر، حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ و سلام اور ان کی مدح و ثنا وغیرہ"۔ ("فتاویٰ حدیثیہ" ص۲۹، مطبوعہ مصر)

امام ابو شامہ کا بیان: حضرت امام ابو شامہ استاذ الحدیث شارح مسلم امام نووی رحمتہ اللہ علیہما فرماتے ہیں:

"ہمارے زمانے میں جو بہترین نیا کام کیا جاتا ہے، وہ یہ ہے کہ لوگ ہر سال حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے میلاد کے دن صدقات اور خیرات کرتے ہیں اور اظہار مسرت کے لیے اپنے گھروں اور کوچوں کو آراستہ کرتے ہیں کیونکہ اس میں کئی فائدے ہیں۔ فقراء و مساکین کے ساتھ احسان و مروت کا

برتاؤ ہوتا ہے۔ نیز جو شخص یہ کام کرتا ہے، اس کے دل میں محبوب خدا کی محبت و عظمت کا جذبہ ہوتا ہے اور سب سے بڑی بات یہ کہ اللہ کریم نے اپنے محبوب کو پیدا فرما کر اور رحمت اللعالمین بنا کر مبعوث فرمایا۔ یہ اس کا اپنے بندوں پر بہت بڑا احسان ہے، جس کا شکریہ ادا کرنے کے لیے اس مسرت کا اظہار کیا جا رہا ہے"۔ ("السیرۃ الحلبیہ" جلد اول، صفحہ ۸۰ از علامہ علی بن برہان الدین حلبی)

امام اسماعیل حقی کا بیان: حضرت امام اسماعیل حقی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

"میلاد شریف کا انعقاد کرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم ہے، جبکہ بری باتوں سے خالی ہو۔ امام سیوطی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت پر اظہار شکر کرنا مستحب ہے"۔ ("تفسیر روح البیان" جلد نہم، صفحہ ۵۶)

امام احمد قسطلانی کا بیان: حضرت امام احمد بن محمد قسطلانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

"حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کے مہینے میں اہل اسلام ہمیشہ سے میلاد کی محفلیں منعقد کرتے چلے آ رہے ہیں۔ اور خوشی کے ساتھ کھانا پکاتے اور دعوتیں کرتے، راتوں میں قسم قسم کے صدقے اور خیرات بانٹتے، خوشی کا اظہار کرتے، نیک کاموں میں حصہ لیتے اور آپ کا میلاد شریف پڑھنے کا خاص انتظام کرتے آ رہے ہیں۔ چنانچہ ان پر اللہ تعالیٰ کے فضل عمیم اور برکتوں کا ظہور ہوتا ہے اور میلاد شریف کے خواص میں آزمایا گیا ہے کہ جس سال میلاد پڑھا جاتا ہے، وہ سال مسلمانوں کے لیے حفظ و امان کا سال ہوتا ہے۔ میلاد کرنے سے دلی مرادیں پوری ہوتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس پر رحمتیں نازل کرے، جس نے ولادت کی مبارک راتوں کو خوشی کی عیدیں

بنالیا کہ یہ میلاد کی عیدیں سخت مصیبت ہو جائیں اس پر جس کے دل میں مرض و عناد ہے"۔ ("مواہب اللدنیہ" جلد اول' ص ۲۷' مطبوعہ مصر)
("زرقانی علی المواہب" جلد اول' ص ۱۳۹' مطبوعہ بیروت)

امام ربانی کا بیان: عارف حقانی' شہباز اوج لامکانی' غوث صمدانی' قیوم دورانی' سیدنا الشیخ مجدد الف ثانی قدس سرہ النورانی فرماتے ہیں:

"اچھی آواز سے صرف قرآن مجید اور نعت و منقبت کے قصائد پڑھنے میں کیا حرج ہے۔ منع تو یہ ہے کہ قرآن مجید کے حروف کو تبدیل و تحریف کیا جائے اور الحان کے طریق سے آواز پھیرنا اور اس کے مناسب تالیاں بجانا جو شعر میں بھی ناجائز ہیں' اگر ایسے طریقہ سے مولود پڑھیں کہ قرآنی کلمات میں تحریف واقع نہ ہو اور قصائد پڑھنے میں شرائط مذکورہ متحقق نہ ہوں اور اس کو صحیح غرض سے تجویز کریں تو کونسا امر مانع ہے؟" ("مکتوبات شریفہ" جلد سوم' ص ۱۵۷)

امام عسقلانی کا بیان: حضرت امام ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں:

"امام سہیلی علیہ الرحمتہ نے ذکر کیا کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب ابولہب مرگیا تو میں نے ایک سال بعد خواب میں اسے دیکھا کہ وہ بہت برے حال میں ہے اور کہہ رہا ہے کہ "تم سے جدا ہو کر مجھے کوئی راحت نہیں ملی' ہاں اتنی بات ضرور ہے کہ ہر پیر کے دن مجھ سے عذاب کی تخفیف کی جاتی ہے"۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں "یہ اس لیے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت پیر کے دن ہوئی اور ثوبیہ نے ابولہب کو آپ کی پیدائش کی خوشخبری سنائی تو ابولہب نے اس کو خوش ہو کر آزاد کر دیا تھا"۔ ("فتح الباری شرح صحیح البخاری" جلد نہم' ص

۱۱۸،مطبوعہ بیروت)

یاد رہے کہ یہ حدیث پاک صحیح بخاری میں موجود ہے اور اس کو بنیاد بنا کر علما کرام نے میلاد مصطفیٰ پہ بہجت و مسرت کا اظہار کرنا باعث ثواب ٹھہرایا ہے۔

عبدالحق محدث دہلوی کا بیان: محقق علی الاطلاق الشیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں:

"یہاں میلاد کرنے والوں کے لیے سند و دلیل ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی میلاد کی شب خوشی منائیں اور مال خرچ کریں۔ یعنی ابولہب جو کافر تھا جب حضور کی ولادت کی خوشی اور باندی آزاد کردینے کی اسے جزا دی گئی تو مسلمان کا کیا حال ہوگا جو محبت و مسرت اور صرف مال سے بھرا ہوا ہے"۔("مدارج النبوۃ" جلد دوم، مطبوعہ لاہور)

اور فرماتے ہیں "شب میلاد شب قدر سے افضل ہے"۔("ماثبت بالسنۃ" ص ۵۹)

اس مقام پر حافظ شمس الدین محمد بن ناصر نے کیا خوب کہا ہے۔

اذا کان ھذا کافر جاء ذمہ
و تبت یداہ فی الجحیم مخلدا
اتی انہ فی یوم الاثنین دائما
یخفف عنہ للسرور باحمدا
و ما الظن بالعبد الی کان عمرہ
باحمد مسرورا و مات موحدا

یعنی ایک کافر (جس کی مذمت قرآن نے بیان کی) کو اگر سوموار کے دن حضور کے میلاد کی برکت سے تخفیف عذاب ہو جاتی ہے تو اس بندہ مومن کے بارے میں کیا

خیال ہے جو تمام عمر حضور کا میلاد مناتا رہا اور کلمہ توحید پڑھتے ہوئے رخصت ہوا۔
("ضیاء النبی" جلد دوم، ص ۵۵، مطبوعہ لاہور)

خواجہ احمد سعید دہلوی کا بیان: حجۃ الاسلام الشاہ احمد سعید دہلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

"میلاد مصطفیٰ کے دلائل پوچھنے والو یاد رکھو میلاد شریف کی محفل میں آپ کے کمال شان پر دلالت کرنے والی آیات، صحیح احادیث، ولادت باسعادت، معراج شریف، معجزات اور وصال کے واقعات کا بیان کرنا ہمیشہ سے بزرگان دین کا طریقہ رہا ہے۔ لہٰذا تمہارے انکار کی ضد کے سوا کوئی وجہ نہیں"۔ ("رسالہ اثبات المولد والقیام" ص ۱، مطبوعہ لاہور)

الشیخ طاہر محدث پٹنی کا بیان: حضرت علامہ محمد طاہر پٹنی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

"ربیع الاول کا مہینہ انوار کا منبع اور رحمت کا مظہر ہے۔ یہ ایسا مہینہ ہے کہ ہر سال اس مہینے میں خوشی کا اظہار کرنے کا حکم دیا گیا ہے"۔ ("مجمع البحار" جلد سوم، ص ۵۵۰، مطبوعہ مصر)

الشاہ ولی اللہ کا بیان: محدث کبیر حضرت الشاہ ولی اللہ دہلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

"میں مکہ مکرمہ میں میلاد مصطفیٰ کے دن مولد مبارک میں تھا۔ اس وقت لوگ آپ پر درود شریف پڑھتے تھے اور آپ کی ولادت کا ذکر کرتے تھے۔ آپ کے معجزات بیان کرتے جو آپ کی ولادت کے وقت ظاہر ہوئے تھے۔ میں نے اس مجلس میں انوار و برکات دیکھے تو تامل کیا۔ معلوم ہوا کہ یہ

انوار ان ملائکہ کے ہیں جو ایسی مجالس اور مشاہدہ پر موکل مقرر ہوتے ہیں اور میں نے دیکھا کہ انوار ملائکہ اور انوار رحمت آپس میں ملے ہوئے ہیں"۔("فیوض الحرمین" ص ۲۷)

قبلہ شاہ صاحب علیہ الرحمتہ نے اپنے والد گرامی حضرت الشاہ عبد الرحیم محدث دہلوی علیہ الرحمتہ کا معمول بھی تحریر فرمایا ہے کہ

"وہ ہر سال میلاد پاک کے دن حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے نام ایصال ثواب کیا کرتے تھے۔ ایک سال پاس کچھ نہ تھا تو انہوں نے بھنے ہوئے چنے ہی پیش کر دیے۔ بارگاہ رسالت میں ان چنوں کو خوب پذیرائی حاصل ہوئی"۔("الدر الثمین فی مبشرات النبی الامین" ص ۸)

معلوم ہوا کہ خاندان ولی اللہی کا مشرب تھا کہ وہ "محفل میلاد" کا اہتمام کر کے ذوق و شوق سے محبوب خدا کی عظمتیں بیان کرتے تھے۔ نیز اس عمل کو باعث نجات سمجھتے تھے۔ کاش خاندان ولی اللہی کی محبت کا دم بھرنے والے نجد و دیوبند کے علماء بھی اس کار خیر کے ساتھ مذاق کرنا چھوڑ دیں اور شرک و بدعت کے سنگین فتوے واپس لے لیں۔

عبد العزیز محدث دہلوی کا عمل: حضرت عمدۃ المحدثین الشاہ عبد العزیز محدث دہلوی علیہ الرحمتہ

"۱۲/ ربیع الاول شریف کو لوگوں کو اکٹھا کرتے اور ولادت پاک کا ذکر کرتے۔ بعد ازاں کھانا اور مٹھائی تقسیم کی جاتی"۔("الدر المنظم" ص ۸۹)

امداد اللہ مہاجر مکی کا بیان: دیوبندی علماء کے پیر و مرشد حضرت الشیخ الحاج امداد اللہ مہاجر مکی علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں:

"اس میں کسی کو کلام نہیں کہ نفس ذکر ولادت شریف، حضرت فخر آدم سرور عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم موجب خیرات دنیوی و اخروی ہے"۔
("فیصلہ ہفت مسئلہ" ص ۴)

"مشرب فقیر کا یہ ہے کہ محفل میلاد میں شریک ہوتا ہوں اور قیام میں لطف و لذت پاتا ہوں"۔ (ایضاً)

"مولود شریف تمام اہل حرمین کرتے ہیں، اسی قدر ہمارے واسطے حجت کافی ہے اور حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کیسے مذموم ہو سکتا ہے، البتہ جو زیادتیاں لوگوں نے اختراع کی ہیں، نہ چاہییں اور قیام کے بارے میں کچھ نہیں کہتا، ہاں مجھ کو ایک کیفیت قیام میں حاصل ہوتی ہے"۔
("امداد المشتاق" ص ۵)

سید جعفر برزنجی کا بیان: عارف کامل السید جعفر برزنجی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

"بے شک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر ولادت کے وقت قیام کرنا ان اماموں نے مستحسن سمجھا ہے، جو صاحب روایت و درایت تھے، تو شادمانی اس کے لیے جس کی نہایت مراد و مقصود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم ہے"۔ ("عقد الجوہر فی مولد النبی الازہر")

سید احمد زین مکی کا بیان: حضرت مولانا سید زین دحلان مکی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

"حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم سے ہے کہ حضور کی شب ولادت کی خوشی کرنا، مولد شریف پڑھنا اور ذکر ولادت اقدس کے وقت کھڑا ہونا اور حاضرین کو کھانا کھلانا، یہ مسئلہ میلاد اور اس کے متعلقات کا ایسا ہے کہ جس میں مستقل کتابیں لکھی گئیں، بکثرت علماء کرام نے اس کا اہتمام فرمایا اور

دلائل و براہین سے بھری ہوئی کتابیں تالیف فرمائیں"۔("الدرر السنیہ فی الرد علی الوہابیہ")

امام احمد رضاخاں کا بیان: امام اہلسنت فاضل بریلوی قدس سرہ القوی کا عزم دیکھئے ۔

حشر تک ڈالیں گے ہم پیدائش مولا کی دھوم
دم میں جب تک دم ہے ذکر ان کا سناتے جائیں گے

فرمایا

غیظ سے جل جائیں بے دینوں کے دل
ذکر آیات ولادت کیجئے

اور اعلیٰ حضرت بریلوی قدس سرہ نے اپنی کتاب "اقامتہ القیامہ علی طاعن القیام لنبی تھامہ" میں حضرت امام تقی الدین سبکی، حضرت جعفر بن اسماعیل علوی مدنی، مولانا حسین بن ابراہیم مالکی، مولانا صدیق بن عبد الرحمٰن کمال مدرسی، مولانا عبد اللہ بن محمد حنفی، مولانا محمد بن غرب شافعی، مولانا عبد الجبار حنبلی، مولانا عباس بن جعفر، مولانا علی طحان علیہم الرحمتہ جیسے علمائے عرب کی عبارات و تصدیقات سے میلاد و قیام میلاد کو ثابت فرمایا ہے۔

ملا علی قاری کا بیان: حضرت ملا علی قاری رحمتہ اللہ علیہ نے جواز میلاد پہ ۲۰ دلائل پیش کیے ہیں۔

"دوسری دلیل ہے کہ نبی اکریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے یوم ولادت کی خود تعظیم فرماتے تھے اور اس عظیم نعمت پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے تھے اور اس دن کی تعظیم کے لیے ہر پیر کا روزہ رکھتے تھے، جیسا کہ مسلم نے حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے"۔

چھٹی دلیل میں فرماتے ہیں:

"محفل میلاد، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھنے کا محرک و سبب ہے اور جو چیز مطلوب شرعی کا سبب ہو وہ بھی شرعاً مطلوب ہوتی ہے"۔ ("المولد الروی" ص ۱۷، مطبوعہ مدینہ المنورہ)

شاہ ابو الخیر دہلوی کا عمل: خانقاہ مظہری دہلی کے سجادہ نشین اور خاندان مجددی کے گل سرسبد حضرت الشاہ ابو الخیر دہلوی علیہ الرحمتہ کا عمل ملاحظہ کیجئے:

"جب میلاد پڑھا کرتے تھے اہل نسبت اور اصحاب باطن پر عجیب و غریب کشوفات ہوتے تھے۔ میلاد شریف کے مخالف اور اس کو کل بدعتہ ضلالہ کہنے والے افراد جیسے مولوی اشفاق الرحمٰن اور صدر بازار دلی کے اہل حدیث جو اچانک آزمائش کے لیے اس مبارک محفل میں آ گئے تھے اور یہی کہتے ہوئے گئے کہ بڑی بابرکت محفل تھی تو پھر نیک دل افراد پر اگر بعض حقائق کا اظہار ہو تو اس میں تعجب کی کوئی بات نہیں ؎

گر میل کند سوئے ہلال عجبے نیست

شاہاں چہ عجب گر بنوازند گدارا

("مقامات خیر" ص ۴۰۱، مطبوعہ دہلی از شاہ ابو الحسن زید فاروقی علیہ الرحمتہ)

پیر مہر علی شاہ کا فتویٰ: حضرت پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں:

"مسلمانوں کی خوشی کے لیے میلاد جائز ہے"۔ ("میلاد النبی" ص ۱۹)

ابن عابدین شامی کا نظریہ: حضرت علامہ شامی علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں:

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے میلاد شریف کو سننے کے لیے جمع ہونا اعظم عبادت ہے۔ کیونکہ میلاد شریف میں حضور پر بکثرت درود

سلام پڑھا جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا بار بار ذکر ہوتا ہے اور آپ کے ذکر سے محبت آپ کے قرب کا ذریعہ ہے"۔

("میلاد النبی" ص ۱۳' از غلام نصیر الدین چشتی)

علامہ اقبال کا بیان: حضرت حکیم الامت علامہ محمد اقبال علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں:

"میرے نزدیک انسانوں کی دماغی و قلبی تربیت کے لیے نہایت ضروری ہے کہ ان کے عقیدے کی رو سے زندگی کا جو نمونہ بہتر ہے وہ ہر وقت ان کے سامنے رہے۔ چنانچہ مسلمانوں کے لیے اس وجہ سے ضروری ہے کہ وہ اسوۂ رسول کو مد نظر رکھیں تاکہ جذبہ تقلید اور جذبہ عمل قائم رہے۔ ان جذبات کو قائم رکھنے کے لیے تین طریقے ہیں۔ وہ طریقے یہ ہیں:

۱۔ انفرادی طور پر درود و سلام پڑھنا۔

۲۔ اجتماعی طور پر محافل میلاد النبی منعقد کرنا۔

۳۔ کسی مرشد کامل کی صحبت اختیار کرنا۔

("آثار اقبال" ص ۳۰۵' مطبوعہ حیدر آباد' دکن)

حضرت علامہ محفل میلاد میں شریک بھی ہوا کرتے تھے۔ جیسا کہ ۱۹۱۱ء میں اسلامیہ کالج میں محفل میلاد میں شرکت کی۔ تقریر بھی فرمائی۔

اکبر الہ آبادی کا بیان: لسان العصر سید اکبر الہ آبادی علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں۔

سال و مہ خوش ہیں' روز خوش' شب خوش
وحشی دشت خوش' مہذب خوش
ہیں غرض آپ کی ولادت سے
مسٹر ابلیس کے سوا سب خوش

مفتی محمد مظہر اللہ صاحب دہلوی

میلاد خوانی بشرط کہ صحیح روایات کے ساتھ ہو اور بارہویں" شریف میں جلوس نکالنا بشرط کہ اس میں کسی فعل ممنوع کا ارتکاب نہ ہو یہ دونوں جائز ہیں ان کو ناجائز کہنے کے لئے دلیل

شرعی ہونی چاہئے۔ مانعین کے پاس اس کی ممانعت کی کیا دلیل ہے یہ کہنا کہ صحابہ کبار نے کبھی اس طریقہ سے میلاد خوانی کی نہ جلوس نکالا مخالفت کی دلیل نہیں بن سکتی کہ کسی جائز امر کو اس کا نہ کرنا کسی کو ناجائز نہیں کر سکتا۔ (بحوالہ فتاوی مظہری)

جمہور مسلمانوں کا عمل: مندرجہ بالا سطور میں ہم نے جید ائمہ کرام' علمائے عظام اور عمائد امت کے دلی احساسات کو بیان کیا ہے۔ ہر صاحب نظر میلاد النبی کی برکات و انوار کو لوٹنے کے لیے بے تاب دکھائی دیتا ہے۔ اب عام مسلمانوں کے عمل کا جائزہ لیں۔ یاد رہے کہ عام مسلمانوں کے عمل کو معمولی نہ سمجھا جائے۔ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ارشاد فرمایا "ہر حال میں جماعت اور جمہور کے ساتھ رہو"۔ ("مشکوۃ" ص ۳۱' مطبوعہ کراچی) اور فرمایا "تم سواد اعظم کی پیروی کرو جو اس سے الگ ہوا' جہنم میں گیا"۔ ("مشکوۃ" ص ۸۵' ج ۱' "اشعۃ اللمعات" ص ۱۴۳' ج ۱) "سواد اعظم سے مراد وہ جماعت ہے' جس میں مسلمانوں کی اکثریت ہو"۔ ("مرقات شرح مشکوۃ" ص ۲۴۹' ج ۱)

الحمد للہ! پوری دنیا کا جائزہ لیا جائے تو نتیجہ یہی نکلتا ہے کہ مسلمانوں کی غالب ترین اکثریت سنی المسلک حنفی' شافعی' مالکی' حنبلی' اشعری' ماتریدی ہے۔ دور صحابہ کرام سے لے کر آج تک اسی مسلک مہذب کو اسلام کے عقاید و نظریات کی صحیح ترجمانی کا شرف حاصل رہا ہے اور اسی کے ساتھ آخرت کی کامیابی کا دارومدار ہے۔ جو اس سے دور ہوا گویا اس نے اپنی تباہی و بربادی کا سامان تیار کر لیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"جس نے جماعت سے بالشت بھر جدائی اختیار کی' اس نے اسلام کا حلقہ اپنی گردن سے نکال دیا"۔ (مشکوۃ' مرقاۃ' ص ۲۵۵' ج ۱)

شروع سے لے کر آج تک ہر مسلمان اپنے آقاو مولا حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا دن منانا اپنے لیے بہترین توشہ آخرت سمجھتا ہے۔

مولانا کوثر نیازی صاحب لکھتے ہیں:

"قرون اولیٰ سے اکابر علمائے اسلام یوم ولادت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خیر و برکت کا دن مانتے اور اسے عید سعید کی طرح مناتے چلے آئے ہیں۔ ان اکابر علما میں وہ زعمائے ملت بھی شامل ہیں جو ارتکاب بدعت کا تصور بھی نہ کر سکتے تھے' بلکہ جن کی مبارک زندگیاں بدعات کو ختم کرنے اور سئیات کے خلاف جہاد کرنے میں گزری ہیں"۔ ("میلاد النبی" ص ۲۰' مطبوعہ فاروق آباد)

انسائیکلوپیڈیا آف اسلام میں رقم ہے:

"آج تمام اسلامی دنیا میں جشن عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم متفقہ طور پر منایا جاتا ہے"۔ (مطبوعہ پنجاب یونیورسٹی لاہور' ص ۸۲۴' جلد ۲۱)

اور حافظ ابو الخیر سخاوی علیہ الرحمتہ نے لکھا ہے کہ "مصر' اندلس' مغرب کے بادشاہ بڑی شان و شوکت سے جشن عید میلاد النبی مناتے چلے آرہے ہیں"۔ ("انوار ساطعہ" ص ۱۷۱' مطبوعہ مراد آباد)

سلاطین اسلام میں سے سلطان الملک المظفر ابو سعید' سلطان ابو حمو موسیٰ جیسے جاہ و جلال والے بادشاہ سرکاری سطح پر میلاد النبی کا اہتمام کرتے رہے۔ جیسا کہ ابن جوزی' علامہ محمد رضا اور ابو عبد اللہ التسی نے ذکر کیا ہے اور آج بھی سرکاری سطح پر اس عظیم دن کا اہتمام کیا جاتا ہے۔

جلنے والا کون؟: عید میلاد النبی پہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے غلام فرحت

وانبساط کا اظہار کرتے ہیں۔ حضور کی عظمت و شوکت کے ترانے الاپتے ہیں، جلوس نکالتے ہیں، دعوتیں کرتے ہیں، چراغ جلاتے ہیں۔ یہ خوشی کے انمول لمحات جہاں غلاموں کے لیے سرمایہ سعادت ہیں، وہاں دشمنوں کے لیے پیغام الم بھی ہیں۔ وہ جلتے ہیں، کڑھتے ہیں، غم و غصہ کا اظہار کرتے ہیں، لیکن یاد رہے کہ جلتے ہوئے دشمنان رسول کو مزید جلانا بھی بہت بڑا ثواب ہے۔ یہ آج سے نہیں جل رہے، جب حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو ان جلنے والوں کا سردار ابلیس لعین چیخ مار کر رویا تھا۔ ("روض الانف" جلد ۱، ص ۱۸۱) اور جل بھن کر کہنے لگا "وہ پیدا ہو گیا ہے جو ہمارے نظام کو درہم برہم کر دے گا"۔ اس کے ساتھیوں نے کہا "تم اس کے قریب جاؤ اور ہاتھ لگا کر جنون میں مبتلا کر دو"۔ جب وہ اس نیت سے آگے بڑھا تو حضرت جبریل امین علیہ السلام نے پاؤں کی ٹھوکر سے دور عدن میں پھینک دیا۔ ("السیرہ النبویہ" ص ۷۴، ج ۱ از دحلان مکی)

معلوم ہوا ولادت مصطفےٰ پہ رونا، آہ و بکا کرنا، ایک دوسرے کو کوسنا ابلیس کی سنت ہے اور ان رونے والوں کو مزید رلانا جبریل امین علیہ السلام بلکہ خدا تعالیٰ کا طریقہ ہے۔ فزادهم الله مرضا ولهم عذاب اليم بما كانوا يكذبون، اللہ ان کی مرض کو اور بڑھاتا ہے اور ان کے لیے عذاب دردناک ہے، ان کے جھوٹ کی پاداش میں۔ (سورۃ البقرہ)

مانعین کے لیے لمحہ فکریہ: مولانا عبدالسمیع رامپوری کی تحقیق کے مطابق میلاد مصطفےٰ کا سب سے پہلے تاج الدین فاکہانی نے انکار کیا (انوار ساطعہ) بعد ازاں ابن عبدالوہاب نجدی کے پیروکار اور علمائے دیوبند اس تحریک میں پیش پیش رہے۔ ایک مولوی صاحب نے تو اس یوم سعید کو "کنہیا کے جنم دن" سے تشبیہ دے کر سخت نفرت کا اظہار کیا ہے۔ تاہم کچھ ایسے لوگ بھی تھے جنہوں نے میلاد کی اہمیت و ضرورت کو

تسلیم کیا ہے۔ غیر مقلدین میں سے نواب صدیق حسن خان بھوپالی نے تو یہاں تک لکھ دیا ہے:

"جس کو حضرت کے میلاد کا حال سن کر فرحت حاصل نہ ہو اور شکر خدا کا حصول پر اس نعمت کے نہ کرے، وہ مسلمان نہیں"۔ ("الشمامۃ العنبریہ" ص ۲۱)

نیز ابن عبدالوہاب نجدی کے لخت جگر عبداللہ بن محمد نے اپنی مختصر "سیرۃ الرسول" ص ۱۳ پہ علامہ ابن جوزی کا قول نقل کیا:

"جب کافر ابولہب کو، جس کی مذمت میں قرآن کریم نازل ہوا، نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کی رات خوشی کرنے کی وجہ سے جزا دی گئی، توحید پرست مسلمان کا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے میلاد کی خوشی کرنے کی وجہ سے کیا حال ہوگا؟"

دیوبند کے مولانا اشرف علی تھانوی صاحب کانپور میں مدرس ہوئے تو سالہا سال تک محفل مبارک میلاد شریف منعقد کرتے رہے۔ قیام بھی کرتے تھے، بعد میں ان کو اس کار خیر میں خرابی نظر آنے لگی۔ اب ان کو چاہیے تھا کہ وہ صرف اس خرابی کو رفع کرتے اور میلاد شریف کی محفل صحیح طریقہ پر منعقد کرکے عوام کے سامنے پیش کرتے لیکن انہوں نے کیا کیا یہ سب کو معلوم ہے، میں اس المیہ کا کیا بیان کروں۔

مصلحت نیست کہ از پردہ بروں افتد راز
ورنہ در مجلس رنداں جزے نیست کہ نیست

("بزم خیر" از زید ابوالحسن فاروقی، ص ۱۳۲، مطبوعہ دہلی)

یہ شاید مولوی رشید احمد گنگوہی کا اثر تھا کیونکہ موصوف اس معاملہ میں از حد تشدد پسند تھے، یہاں تک کہ پیرو مرشد حضرت امداد اللہ مہاجر مکی علیہ الرحمۃ کی کتاب "فیصلہ ہفت مسئلہ" کی کاپیاں نذر آتش کر دیں، بہر حال ایک جگہ مولوی اشرف علی

صاحب لکھتے ہیں "ولادت پر فرح جائز و موجب برکت ہے"۔ ("میلاد النبی" ص ۱۰۵) ادھر ہندوستان میں دیوبندی سپوتوں نے عید میلاد النبی کی چھٹی منسوخ کروانے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگا دیا ہے کہ یہ دن منانا ان کے نزدیک بدعت و ضلالت کی دلیل ہے۔ ادھر پاکستان میں ۱۹۷۹ء میں مفتی محمود صاحب عید میلاد النبی کے جلوس میں شریک ہوئے۔ (روزنامہ "حریت" ۱۱/ فروری ۱۹۷۹ء) اور اب انجمن سپاہ صحابہ کی طرف سے خلفائے راشدین کے دنوں پہ چھٹی کرنا اور انہیں سرکاری سطح پر منانے کی اپیل کسی باخبر آدمی سے پوشیدہ نہیں۔

یہ تمام احوال و حقائق دیکھ کر آدمی حیران رہ جاتا ہے کہ اس دیوبندی اونٹ کی کونسی کل سیدھی ہے۔ کسی کے نزدیک تو میلاد النبی کا اہتمام جائز اور کسی کے نزدیک حرام و بدعت۔ بقول داغ

خوب پردہ ہے کہ چلمن سے لگے بیٹھے ہیں
صاف چھپتے بھی نہیں، سامنے آتے بھی نہیں

مولوی اسحاق دہلوی صاحب لکھتے ہیں:

"خیر البشر صلی اللہ علیہ وسلم کی محفل میلاد میں ولادت باسعادت کا ذکر کرنا موجب فرحت و سرور ہے اور شرع پاک میں فرحت و سرور کے لیے جمع ہونا آیا ہے کہ منکرات و بدعات سے خالی ہو"۔ ("مائۃ مسائل" ص ۳۴)

ہم اس مقام پر نہایت درد دل کے ساتھ عرض کرتے ہیں کہ صاحب اگر آپ کے ہاں اتنی لچک موجود ہے تو جانے دیجئے۔ جمہور مسلمانوں کے قول و عمل پر اعتراض کر کے آپ کو کیا حاصل ہو گا۔ یا تو کوئی مضبوط موقف پیش کرنا چاہیے۔ خلفائے راشدین کے دن منانا جائز اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے یوم ولادت پہ خوشی کرنا،

چھٹی کرنا حرام' یہ کہاں کا انصاف ہے؟

امت مرحومہ پہلے ہی افتراق و انتشار کا شکار ہے۔ غیر اسلامی طاقتیں اسلامی نظریات کو حرف غلط کی طرح مٹانے پہ تلی ہوئی ہیں۔ اس الم انگیز ماحول میں اگر کوئی اپنے محبوب کی پاکیزہ یادوں کا سہارا ڈھونڈ لے تو آپ کیوں خفا ہوتے ہیں۔ وما علینا الا البلاغ المبین۔

والصلوۃ والسلام علی سید المرسلین۔

بقیہ: ماہ و سال

مارچ ۶۳۲ء	ذی الحجہ ۱۰ھ	حج وداع
۲۳ فروری ۶۳۲ء	۲۵ ذیقعدہ ۱۰ھ	مدینہ سے روانگی بروز جمعہ مابین ظہر و عصر۔
		ذوالحلیفہ میں قیام ہفتہ و اتوار کی درمیانی رات
		احرام بندی بروز اتوار بوقت ظہر
۴ مارچ ۶۳۲ء	۴ ذی الحجہ ۱۰ھ	ذی طوئی میں قیام اتوار کی رات۔
۱۱ مارچ ۶۳۲ء	۱۱ ذی الحجہ ۱۰ھ	دوسرا خطبہ منیٰ
۱۳ مارچ ۶۳۲ء	۱۳ ذی الحجہ ۱۰ھ	منیٰ سے محصب یا بطیح کو روانگی بروز منگل
اپریل ۶۳۲ء	محرم ۱۱ھ	وفد نخع کی حاضری
مئی ۶۳۲ء	۲۶ صفر ۱۱ھ	لشکر اسامہؓ کی ترسیل کا حکم
مئی ۶۳۲ء	۲۹ صفر ۱۱ھ	آپؐ کے مرض وفات کا آغاز
		اشتداد مرض کا زمانہ (حضرت عائشہ کے حجرے میں وفات تک اقامت)
۲ جون ۶۳۲ء	۷ ربیع الاول ۱۱ھ	مسجد نبویؐ میں آخری نماز با جماعت و خطبہ
۷ جون ۶۳۲ء	۱۲ ربیع الاول ۱۱ھ	وصال بروز سوموار بوقت چاشت
۷، ۸ جون ۶۳۲ء	۱۳، ۱۴ ربیع الاول ۱۱ھ	تدفین درمیانی شب، ام المومنین حضرت عائشہؓ کے حجرے میں۔

حواشی ——— صفحہ ۱ سے آگے ———

(۱) یونس:۱۶   (۲) البقرہ:۸۱   (۳) الاعراف:۱۲۷   (۴) الانبیاء:۱۸۹   (۵) الانعام:۱۶۳   (۶) الحدید:۳   (۷) الاحزاب:۷   (۸) محمد اسماعیل حقی' روح البیان ج ۳' ص ۲۹۴   (۹) البقرہ:۱۲۹
(۱۰) فخرالدین رازی' تفسیر کبیر' ج ۳' ص ۷۳ (۱۱) محمد بن جریر الطبری' جامع البیان ج ۱' ص ۴۱۴
(۱۲) الاعراف:۱۵۷   (۱۳) الفتح:۲۹   (۱۴) البلد:۳   (۱۵) الشعراء:۲۱۸'۲۱۹   (۱۶) محمد بن علی بن محمد الشوکانی' فتح القدیر ج ۴' ص ۱۲۰   (۱۷) التوبہ:۱۲۸   (۱۸) محمد اسماعیل حقی' روح البیان ج ۳' ص ۵۴۳   (۱۹) محمود احمد آلوسی' روح المعانی بحوالہ ضیاء القرآن از پیر محمد کرم شاہ ج ۳ ص ۴۲۱   (۲۰) التوبہ:۱۲۸ (۲۱) النساء: ۱۷۴   (۲۲) آل عمران: ۱۶۴   (۲۳) مطالب القرآن' ص ۲۸۱   (۲۴) طٰہٰ:۱۱۲ ۱   (۲۵) آل عمران:۳۹   (۲۶) مریم:۳۰   (۲۷) الرحمٰن:۱'۲'۳'۴   (۲۸) محمد بن علی بن محمد الشوکانی: فتح القدیر ج ۵ ص ۱۳۱   (۲۹) الضحیٰ:۱'۲   (۳۰) علامہ علی بن برہان حلبی سیرت حلبیہ ص ۵۸

احباب اہل سنت کی خدمت میں

الحمد للہ کہ اہلسنت کو سواد اعظم ہونے کا شرف حاصل ہے ان کے اعمال و اطوار میں صدیوں کی روایات کا ایک مقدس و متبرک تسلسل ہے۔ انہیں کے دم سے اسلاف کے معمولات حمیدہ زندہ و سلامت ہیں۔ اہل سنت پر ان دیرینہ و تابندہ روایات کی محافظت کا بار گراں ہے۔ آپ کسی جہالت زدہ شخص کو ہرگز یہ موقع نہ دیں کہ وہ میلاد و عرس جیسے متبرک اجتماعات کو اپنے مذموم مقاصد اور ہوائے نفس کے لئے استعمال کرے۔ ان محافل کا تقدس ادب، احترام اور پاکیزگی بہرصورت برقرار رہنی چاہئے یاد رکھئے بے سروپا حکایتوں، موضوع روایتوں اور مذموم بدعتوں سے اہل سنت کا نہ پہلے کوئی تعلق تھا اور نہ اب ہے بلکہ ان کی بیخ کنی ہمارے فرائض میں شامل ہے۔

عاشقانِ رسالت و محبانِ میلاد کی خدمت میں

از: خلیل احمد رانا

حصولِ نعمت پر اظہارِ مسرت انسان کا جبلی اور فطری حق ہے اس لئے عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے موقعہ پر دنیا بھر کے مسلمان بے پایاں خوشی اور مسرت کا اظہار کرتے ہیں۔ یہ تمام امور باعث برکت، موجبِ رضا الٰہی، سبب اظہار ایمان اور عظمت اسلام کے آئینہ دار ہیں۔ لیکن چند امور کی اصلاح ضروری ہے تاکہ اس مقدس اور پاکیزہ تقریب کے ثمرات و برکات سے صحیح معنوں میں فائدہ اُٹھایا جاسکے۔

● بعض منچلے نوجوان گلی کوچوں میں چندہ لینے کھڑے ہو جاتے ہیں اور ہر راہ گیر کو مجبور کیا جاتا ہے اس موقع پر تھالیاں اُٹھائے پھرنا اور ایک ایک سے چندہ مانگنا غلط ہے۔ لوگوں کو تنگ کرنا زبردستی اور بہ تکرار چندہ وصول کرنا اور بھی بُری بات ہے۔ یہ طریقہ اس پاکیزہ تقریب کے شایانِ شان نہیں۔ ضروری ہے کہ ہر محلے کے معتبر اور بزرگ افراد نیک سیرت نوجوان اس رجحان کی حوصلہ شکنی کریں اور باوقار طریقہ سے عطیات جمع کئے جائیں۔

● جھنڈیوں پر گنبدِ خضرا اور کعبۃ اللہ کا نقشہ چھاپا جاتا ہے یا "عید میلاد النبی" لکھا جاتا ہے یہ جھنڈیاں بازاروں اور گلیوں میں لگائی جاتی ہیں۔ ظاہر ہے کہ ایک وقت یہ ٹوٹ جاتی ہیں اور پاؤں کے نیچے آنے کی وجہ سے بے ادبی کا باعث بنتی ہیں۔ لہٰذا اس قسم کی جھنڈیوں پر پابندی لگائی جائے۔ دکاندار حضرات اور خریدنے والے لوگ بھی اس تقریب کے تقدس کو پیشِ نظر رکھیں اور اس قسم کی جھنڈیوں کی خرید و فروخت سے باز رہیں۔

● کعبہ معظمہ اور روضۂ مقدسہ کے مجسم ماڈل بنانے سے بھی اجتناب ہو اور ان کو تعزیہ کی شکل نہ دی جائے۔

● محض نمائش کے طور پر لائٹ و سجاوٹ پر بے دریغ اور مقابلہ بازی کرنے سے احتیاط کی

کی جائے اور اعتدال کو ملحوظ رکھا جائے اور چوکوں بازاروں میں لائٹ اور ریکارڈنگ سے میلہ و تماشہ کی صورت نہ بنائیں بلکہ مساجد و محافل و مکانات میں مناسب طور پر چراغاں کریں۔ ● عورتوں کو بے پردہ گھومنے پھرنے اور مردوں کے ساتھ اختلاط سے روکا جائے۔ اور مرد و زن کی مخلوط مجالس کی حوصلہ شکنی کی جائے۔

● تقاریر و خطابات میں ذمہ داری کے ساتھ مستند اور باحوالہ گفتگو کی جائے اور فضائل میلاد و شانِ رسالت کے ساتھ ساتھ اصلاحِ احوال پر بھی پوری توجہ دی جائے۔

● شہر کا جلسہ و جلوس اوقاتِ نماز کا پوری طرح خیال رکھیں، جہاں تک ہو سکے نماز باجماعت ادا کریں اور ہرگز ہرگز کبھی نماز سے غافل نہ ہوں۔ راتوں کو اتنے لمبے جلسے اور تقریریں نہ کریں کہ صبح کی نماز باجماعت میں فرق آئے۔

● ہر غیر شرعی کام سے اجتناب کیا جائے۔ آتشبازی فوٹو بازی، بینڈ باجہ ریکارڈنگ اور ڈھول چمٹے طبلے سارنگی وغیرہ سے سخت پرہیز کی جائے۔ ● میلاد شریف کے سُنّی پروگراموں میں ماتمیوں کو مدعو نہ کیا جائے۔ اور ان کے ساتھ مخلوط پروگرام بنا کر شیعہ سُنّی بھائی بھائی کے جعلی دھوکہ کھلے نعرے نہ لگوائے جائیں۔ ● پہاڑیاں وغیرہ بنانے اور دیگر پروگراموں میں بے مقصد اور بے تحاشہ رقم خرچ کرنے کی بجائے اخراجات بجا کر تبلیغ دین اور خدمتِ خلق کے لیے استعمال کی کوشش کی جائے۔

● جلوس مبارک میں باوضو باادب باوقار شرکت کی کوشش کریں۔ سگریٹ نوشی نہ کریں، ننگے سر شمولیت نہ کریں۔ ذکرِ پاک و نعت و تبلیغ سے دلچسپی رکھیں۔

● شہر شہر، قصبہ قصبہ، گاؤں گاؤں، انجمن جشن میلاد النبی اہلِ سنّت و جماعت وغیرہ کے نام سے تنظیم بنائیں اور جلوس مبارک کی تیاری کریں۔ اور جلسہائے عام کے علاوہ حصولِ خیر و برکت کے لیے گھر گھر میں مجلسِ ذکر اور محفلِ میلاد کا انعقاد و اہتمام کریں۔

ماخذ

۱۔ میلاد نمبر "ضیائے حرم" ماہنامہ نومبر۔دسمبر ۱۹۸۹ء مطبوعہ لاہور

۲۔ مجدد اعظم نمبر "انوار لاثانی" ماہنامہ جولائی۔اگست ۱۹۹۴ء مطبوعہ علی پور سیداں نارووال

۳۔ "انوار لاثانی" ماہنامہ اکتوبر ۱۹۸۸ء مطبوعہ علی پور سیداں نارووال

۴۔ "نور اسلام" ماہنامہ جون ۱۹۹۴ء شرقپور شریف

۵۔ مجدد اعظم نمبر "انوار لاثانی" ماہنامہ جولائی۔اگست ۱۹۹۴ء مطبوعہ علی پور سیداں نارووال

۶۔ خطبات و مقالات از مولانا محمد صدیق ہزاری۔اگست ۹۳ مطبوعہ مانسہرہ

۷۔ رسائل کاظمی از سید ارشد سعید کاظمی۔رمضان المبارک ۱۴۱۳ھ بزم سعید ملتان

۸۔ عیدوں کی عید از پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد ۱۹۹۲ء مظہری پبلی کیشنز کراچی

۹۔ "نور اسلام" ماہنامہ نومبر ۱۹۹۱ء مطبوعہ شرقپور شریف

۱۰۔ میلاد نمبر "ضیائے حرم" نومبر۔دسمبر ۱۹۸۹ء مطبوعہ لاہور

۱۱۔ میلاد نمبر "ضیائے حرم" نومبر۔دسمبر ۱۹۸۹ء مطبوعہ لاہور

۱۲۔ "نور اسلام" ماہنامہ۔ستمبر ۱۹۹۱ء مطبوعہ شرقپور شریف

۱۳۔ مضامین میلاد مرتبہ غلام دستگیر ملک ۱۹۹۴ء مطبوعہ ادارہ تعلیمات مجددیہ شکرگڑھ

۱۴۔ انصاف کیجئے مرتبہ خلیل احمد رانا ۱۹۹۱ء مطبوعہ ادارہ معارف نعمانیہ لاہور

مکتبہ نعیمیہ دہلی

اہلسنّت وجماعت کا وہ مایہ ناز اور قدیم ادارہ جسکا کتب اہلسنت کی نشر واشاعت میں اپنا ایک امتیازی مقام ہے۔ اس ادارہ کی نسبت دنیائے اہلسنّت کے اس عظیم اور بلند مرتبے پر فائز مفسر مفکر، مدبر، محقق اور مسیحائے قوم سے ہے جسے دنیا صدر الافاضل حضرت علامہ مولانا سیّد محمد نعیم الدین مرادآبادی علیہ الرحمۃ والرضوان (بانی جامعہ نعیمیہ مرادآباد) کے نام سے جانتی پہچانتی ہے۔ امانت و دیانت اور خلوص اس ادارے کی خاص خوبی ہے جسے بفضلہ تعالیٰ اراکین ادارہ ملحوظ خاطر رکھتے ہیں۔ قران، تفاسیر، احادیث، سیرت طیبہ، رد عقائد باطلہ تاریخی واصلاحی ناول طب، اسلامیات فتاویٰ اور رضویات کے موضوع پر کتابیں ہم سے طلب فرمائیں۔ ادارہ آپ کی تکمیل خواہش میں ہر ممکن کوشش کرے گا۔ تاجر حضرات کے لئے خاص رعایت دی جاتی ہے۔ طالب علم اور اسکالروں کا بھی از حد خیال رکھا جاتا ہے۔

اب یہ ادارہ سنبھل (مرادآباد) سے منتقل ہو کر مٹیا محل دہلی میں سرگرم عمل ہے۔ عمدہ کتابت اور طباعت واشاعت کیلئے ہمیں خدمت کا موقع عنایت فرما کر شکریہ کا موقع دیں۔ آج ہی فہرست کتب منگا کر ادارے کا جائزہ لیں۔

پتہ

مکتبہ نعیمیہ ۴۲۳ مٹیا محل جامع مسجد دہلی ۶ فون ۲۲۵۱۹۲۶